عمران سیریز
ڈائمنڈ آف ڈیتھ
ایم اے

عمران کی نظریں جیسے ہی اخبار کے کونے میں موجود ایک خبر کی سرخی پر پڑیں، وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چائے کی پیالی میز پر رکھی اور پھر پوری طرح اس خبر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ خبر مختصر تھی۔ لیکن اسے چوکھٹے میں شائع کیا گیا تھا۔ اس لئے عمران کی نظریں اس پر پڑ گئی تھیں۔ خبر کی سرخی تھی: "ڈائمنڈ آف ڈیتھ کا نیلام عام" اس کے بعد چند لائنوں میں خبر درج تھی۔ خبر سڈنی کے حوالے سے دی گئی تھی۔ کہ ڈائمنڈ آف ڈیتھ جو دنیا کے سب سے قیمتی ہیرے کوہ نور سے بھی ہزاروں لاکھوں گنا زیادہ قیمتی اور تاریخی ہے اور جس کی صدیوں سے تلاش جاری تھی۔ کوہ ارارات پر ریسرچ کرنے والی سائنسدانوں کی جماعت کو اچانک کھدائی کے دوران ایک بڑی سی غار میں رکھے ہوئے لکڑی کے صندوق میں سے وہ تاریخی ہیرا مل گیا ہے۔ جس کا ذکر اب تک روایات میں چلا آتا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ ہیرا حضرت نوحؑ کے پاس تھا۔ اور جب ان کی کشتی طوفان نوحؑ کے دوران کوہ ارارات پر پہنچی۔ تو انہوں نے یہ ہیرا لکڑی کے صندوق میں رکھ کر اسے غار میں چھپا دیا تھا۔ کیونکہ اس ہیرے کی خاطر پہلے زمانوں میں اتنی لڑائیاں ہوئی تھیں کہ اسے

موونٹ کے ہیرے کے نام سے یاد کیا جانے لگا تھا۔ اور خبر کے آخر میں یہ بھی درج تھا کہ "وہ تنظیم جو ریسرچ کے اخراجات ادا کر رہی ہے۔ اس نے اس ہیرے کو نیلام کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ تاکہ اس سے ملنے والی خطیر رقم کو مزید ریسرچ میں استعمال کیا جا سکے۔ خبر کا بقایا حصہ اندرونی صفحے پر دیا گیا تھا۔ چنانچہ جب عمران نے اندرونی صفحہ کھولا تو اس پر ڈائمنڈ آف ڈریمز کی مختصر تاریخ کے ساتھ ساتھ یہ بھی درج تھا کہ "یہ نیلام سنڈی کے تاریخی نیلام گھر میں آج سے ایک ماہ بعد منعقد کیا جائے گا اور دنیا بھر کے ہیروں کے قدر دانوں کے ساتھ ساتھ بہت سے ملکوں کی حکومتیں بھی اس میں دلچسپی لے رہی ہیں۔ کیونکہ وہ اس تاریخی ہیرے کو اپنے ملک کے عجائب گھروں میں رکھنا چاہتی ہیں۔ خبر کے آخر میں یہ خدشہ بھی درج کیا گیا تھا کہ نیلام سے قبل اس ہیرے کے چوری ہو جانے کا بھی شدید ترین خطرہ تھا۔ اس لئے حکومت سنڈی اس کی حفاظت کے لئے زبردست انتظامات کرنے میں مصروف ہے۔"

عمران نے خبر پڑھ کر اخبار کو میز پر رکھا اور چائے کی پیالی اٹھا کر دوبارہ سے پینے لگا۔ اس کے ذہن میں ڈائمنڈ آف ڈریمز کا خیال گردش کر رہا تھا۔ مطالعے کے دوران اس نے بے شمار کتابوں میں اس ہیرے کے متعلق پڑھا تھا۔ اس لئے اس ہیرے کی اتنی صدیوں کے بعد اچانک دریافت حیرت انگیز تھی۔ اسی لحاظ سے یہ ہیرا زبردست اہمیت کا حامل تھا اور شاید اسی لئے اسے دنیا کا قیمتی ترین ہیرا کہا گیا تھا۔ ویسے اسے بھی یقین تھا کہ ہیرا نیلام ہونے سے پہلے ہی چوری کر لیا جائے گا۔ کیونکہ اس قسم کے ہیرے کو خفیہ طور پر خریدنے والے بھی اس دنیا میں بے شمار لوگ ہیں۔

ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ یہ تاریخی اور نایاب ہیرا اس کے ملک میں ہونا چاہئیے۔ اسی طرح پاکیشیا صرف اسی ہیرے کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہو جائے گا۔ اور پھر دنیا بھر کے سیاح اس ہیرے کو دیکھنے کے لئے پاکیشیا آئیں

گے۔ اس طرح پاکیشیا کو زرمبادلہ کی خطیر رقم مسلسل ہاتھ آتی رہے گی۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے ذہن سے یہ خیال جھٹک دیا کیونکہ یہ معاملہ حکومتوں کا تھا۔ اس کا ذاتی نہ تھا۔ اس لئے چائے کی پیالی ختم کر کے میز پر رکھی اور دوبارہ اخبار اٹھا کر اسی خبر کو پڑھنا شروع کر دیا ابھی اس نے آدھی خبر ہی پڑھی تھی کہ قریب رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"جی فرمائیے۔ کیا چاہئیے۔ جلدی بتائیے" ——— عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا

"عمران! میں کرنل فریدی بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"ارے کرنل، آپ ابھی تک کرنل ہی ہیں۔ میں نے تو سمجھا آپ کی ترقی ہو گئی ہوگی لیکن لگتا ہے آپ ہیں ترقی والے جراثیم ہی نہیں ہیں"۔

عمران نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سارے جراثیم تو جراثیمی بموں میں قید ہو گئے ہیں۔ ایک رہ گیا ہے وہ پاکیشیا میں ڈیرہ جمائے بیٹھا ہے" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کی مورچہ نوازی ہے کہ آپ مجھے ترقی والا جرثومہ کہہ رہے ہیں۔ ویسے وہ آپ کی جراثیموں والی پوٹ کیپٹن حمید کا کیا حال ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بھی ابھی تک کیپٹن ہی ہو گا" ——— عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی کی ہنسی کی آواز ابھری

"ہاں وہ بھی ابھی تک کیپٹن ہی ہے ——— اچھا میں نے ایک خاص مقصد کے لئے فون کیا ہے" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"میں جانتا ہوں آپ بغیر مقصد کے تو تھوکتے بھی نہیں ہیں" ——— عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی کا قہقہہ ریسیور میں گونجتا سنائی دیا۔

"اچھا اچھا بھئی اب غصہ تھوک دو۔ آئندہ تمہیں باقاعدہ فون کر کے اپنا ملے

بڑھوا تا رہوں گا۔ تم نے وہ خبر پڑھی ہے۔ "ڈائمنڈ آف ڈیتھ والی" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے مارے گئے ——— کہیں آپ اسے چرانے کا ارادہ تو نہیں رکھتے اگر ایسا ہے تو پلیز اس ارادے سے باز آجایئے۔ میں اس کے بدلے میں آپ کو ڈائمنڈ آف لائف دے دوں گا۔ اسے میرے لئے رہنے دیجئے۔"

عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس رہنے دوں ——— کیا مطلب ——— کیا تم اسے چرا لائے ہو۔" ——— کرنل فریدی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ارے توبہ کیجئے۔ زندگی میں ایک بار چوری کی تھی۔ الماری سے سوہن حلوہ کی ٹکیاں نکال کر کھائی تھیں۔ بس ڈیڈی نے اتنی پٹائی کی کہ اگر میں پورا پاکیشیا چوری کر لیتا، تب بھی اتنی پٹائی نہ ہوتی۔ اسی روز سے تو چوری کا تصور ہوتے ہی پسینہ چھوٹ جاتا ہے۔ میں تو اسے خریدنے کا ارادہ رکھتا تھا۔"

عمران نے جواب دیا۔

"تم اسے خریدو گے ——— کیا کہہ رہے ہو ——— کہیں پورے پاکیشیا کے بنک تو نہیں لوٹ لئے۔" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابھی اس میں بنک لوٹنے کی کیا ضرورت۔ آخر موت کا ہیرا ہے۔ دو چار روپے کا سنکھیا ہی کافی رہے گا۔" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اچھا مذاق ختم ——— بات یہ ہے کہ میری حکومت نے اسے خریدنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔ مبارک ہو۔ کیا زمانہ آگیا ہے کہ موت بھی لاکھوں کروڑوں ڈالروں میں خریدی جا رہی ہے ——— آپ اپنی حکومت کو سمجھایئے کہ اتنی رقم خرچ

کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے والا کلیہ استعمال کریں۔ دو چار روپے کا سنکھیا ڈالیں۔"

عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا بتا دوں گا۔ بہرحال میری بات سن لو۔ چونکہ ہیرا میری معرفت خریدا جائے گا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ مجھے سامنے آنا پڑے گا۔ اور پھر شاید دنیا کی مجرم تنظیمیں اس کے حصول کے لئے میدان میں کود پڑیں۔ چنانچہ ہیرے کو وہاں سے لے آنے کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ میں ہیرے کی ایک نقل پہلے ہی تیار کر لوں گا۔ ہیرا خریدنے کے بعد میں وہ ہیرا خفیہ طور پر تمہارے حوالے کر دوں گا۔ ظاہر ہے سب کی توجہ میری طرف رہے گی اور تم وہ ہیرا لے کر خاموشی سے واپس آجانا۔ بعد میں ہیرا میں تم سے لے لوں گا۔ بولو کیا خیال ہے۔"

کرنل فریدی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اور اگر وہ ہیرا مجھ سے گم ہو گیا۔ یا کسی نے چوری کر لیا تو پھر مجھے ناگالینڈ کی جیلوں میں کتنے سال سزا کاٹنی پڑے گی۔"

عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ مسئلہ نہیں۔ اس میں حکومت کا کوئی دخل نہیں ہے یہ تو میں ذاتی طور پر تم سے بات کر رہا ہوں۔ پوری دنیا میں اگر میں کسی پر اعتماد کر سکتا ہوں تو وہ صرف تمہاری ذات ہے۔ اس لئے اگر ایسا ہو بھی گیا۔ تو تم پر آنچ نہیں آئے گی میں خود سب کچھ بھگت لوں گا۔" ——— کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اس اعتماد کا بیحد شکریہ کرنل۔ مجھے ہمیشہ اس بات پر فخر رہے گا ویسے آپ بے فکر رہیں۔ میں اپنی جان سے بھی زیادہ اس امانت کا خیال رکھوں گا۔"

عمران نے جواب دیا۔ وہ کرنل کے اعتماد سے بیحد متاثر ہوا تھا۔

"تو تم تیار رہو پیارے" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تو خادم ہوں کرنل۔ آپ صرف حکم فرما دیجئے" ——— عمران نے کہا۔

"شکریہ، شکریہ! میں پروگرام تمہیں بتا دوں گا۔ خدا حافظ"۔

دوسری طرف سے کرنل نے چہکتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے محسوس کیا تھا کہ عمران کے ہاں کرتے ہی کرنل فریدی کے لہجے میں بے پناہ اعتماد عود کر آیا تھا۔ عمران دھیرے سے مسکرا دیا اور اس نے ایک بار پھر اخبار اٹھا لیا اب وہ اور زیادہ دلچسپی سے اخبار پڑھنے لگا۔ مگر ابھی اس نے خبر شروع ہی کی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی ——— عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"کہہ تو دیا بھائی تیار ہوں پھر بار بار ٹیلیفون کا خرچہ ضروری اٹھانا ہے"۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تیار ہو تو میرے پاس آجاؤ۔ میں انتظار کر رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا اور عمران منہ پر ہاتھ پھیرتا رہ گیا۔ اب مجبوری تھی اس لیئے اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنا مخصوص ٹکسی کا لباس پہنے فلیٹ سے باہر نکلا اور گیراج سے کار نکال کر اس نے سر سلطان کے دفتر کا رخ کر دیا۔

سر سلطان کے دفتر تک پہنچنے میں اسے کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی۔ کیونکہ سارا عملہ اس سے اچھی طرح واقف تھا۔

"میں آپ کے پاس آنے کے لیئے تھوڑی ہی تیار تھا۔ آپ نے خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کیا" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سر سلطان مسکرا دیئے۔ انہوں نے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے میں نے تمہیں سرکاری کام کے لئے بلایا ہے۔ اس لئے تمہارا وقت ضائع نہیں ہو سکتا" ——— سر سلطان کے لہجے میں ہلکی سی فہمائش تھی۔

"آپ تو سرکار سے تنخواہ لیتے ہیں۔ آپ کا وقت ضائع نہیں ہوتا۔ مگر میں تو اپنے بازوؤں سے کما کر کھاتا ہوں۔ رات کو ایک ٹال پر لکڑیاں چیرتا ہوں اور صبح اکٹھا بیچتا ہوں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ مجھے معلوم ہے جو لکڑیاں تم پھاڑتے رہتے ہو۔ اچھا سنو؛ تمہیں ڈائمنڈ آف ڈیتھ کے بارے میں کیا معلوم ہے" ——— سر سلطان نے کہا۔

"کیا کہا ——— ڈائمنڈ آف ڈیتھ" ——— عمران بے اختیار اچھل پڑا

"ہاں آج کے اخبار میں اس کے بارے میں تفصیل سے خبر چھپی ہے۔ یہ نایاب اور تاریخی ہیرا ہے۔ اس کا نیلام عام ہو رہا ہے۔ اور ہماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ تاریخی ہیرا اپنے ملک کے لئے خریدا جائے۔ اس ہیرے کی قومی عجائب گھر میں موجودگی پوری قوم کے لیئے قابل فخر ہوگی" ——— سر سلطان نے کہا۔

"مارے گئے۔ میں تو دوسروں کو سستا نسخہ بتا رہا تھا۔ یہاں تو اپنے ہی گھر کو لٹانے پر تیار ہیں" ——— عمران نے ڈھیلے انداز میں کرسی کی پشت سے کمر لگاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں" ——— سر سلطان نے کہا۔

"آپ نہ ہی سمجھیں تو اچھا ہے۔ یہ بوڑھوں کے سمجھنے کی بات نہیں ہے بہرحال۔ حکومت خریدتی ہے تو خریدے اس میں میرا کیا قصور ہے"۔

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو؛ صدر مملکت نے فیصلہ کیا ہے کہ اس ہیرے کی نیلامی میں تم حکومت کی طرف سے حصہ لو گے اور ہیرا خریدنے کے بعد اسے حفاظت سے یہاں تک لے آنا بھی تمہارا ہی فرض ہوگا۔ کیونکہ اس بات کا خطرہ ہے کہ ہیرے کے چور اسے ہر ممکن چرانے کی کوشش کریں گے" ——— سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ ہیرا ہمیں مل جائے۔ دوسری حکومتیں بھی تو بولی لگا رہی ہوں گی"——عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کسی بھی قیمت پر ملے یہ ہمیں خریدنا ہے۔ ایسا تاریخی سرمایہ روز روز نہیں ملتا۔ یہ حکومت کا فیصلہ ہے"——سر سلطان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے اب بھگتنا ہی پڑے گا۔ جو ہو گا"——عمران نے کہا۔

"تمہیں پروگرام سے مطلع کر دیا جائے گا اور اختیاراتی لیٹرز دے دیا جائے گا۔ تم چاہو تو حفاظت کی خاطر سیکرٹ سروس کو بھی اس سلسلہ میں ہمراہ لے جا سکتے ہو۔ بہرحال یہ سوچنا تمہارا کام ہے۔ حکومت کو تو یہاں ہیرا چاہیئے"۔

سر سلطان نے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے بند فائل کھول لی اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ذہن میں کرنل فریدی کا فون گونج رہا تھا۔ لیکن اب مسئلہ آ گیا تھا۔ قومی تقاضے کا اور ظاہر ہے اب یہ ہیرا حاصل کرنا اس کا فرض بن گیا تھا یہی سوچتا ہوا وہ سر سلطان کے کمرے سے باہر آ گیا۔

کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا غیر ملکی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ کمرے میں موجود تین غیر ملکی اٹھ کر کھڑے ہو گئے وہ ایک میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔

"بیٹھو" سفید بالوں والے نے چوتھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ بریف کیس اس نے میز پر رکھ دیا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے دوستو——کہ آج کی اس ہنگامی میٹنگ کا مقصد کیا ہے"۔ سفید بالوں والے نے مسکراتے ہوئے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مقصد تو ہمیں معلوم نہیں۔ لیکن ہنگامی میٹنگ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مقصد خاص ہی ہو گا"۔ ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں خاص مقصد ہے۔ اتنا خاص کہ اگر ہم اس مقصد میں کامیاب ہو

گئے۔ تو پھر سمجھو کہ ہماری کامیابی تاریخی ہوگی"۔۔۔ سفید بالوں والے نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا! آپ ہمارا اتنا اشتیاق نہ بڑھائیے اب وہ مقصد بھی بتا دیجئے" دوسرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو دوستو! تم نے ڈائمنڈ آف ڈیتھ کا چرچا پڑھا ہوگا۔ ہم نے اس ہیرے کو چرانا ہے"۔۔۔ سفید بالوں والے نے کہا۔۔۔ اور ڈائمنڈ آف ڈیتھ کا سن کر وہ تینوں بری طرح اچھل پڑے۔

"چرانا ہے۔ ڈائمنڈ آف ڈیتھ کو۔۔۔ مگر اس سے فائدہ"۔۔۔ تینوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"تم شاید یہ سوچ رہے ہوگے۔ کہ اس تاریخی اور نایاب ہیرے کو کہاں فروخت کیا جائے گا۔ تو یہ بات نہیں۔ ہم اس بار اپنے طور پر نہیں بلکہ کسی کے ایجنٹ کے طور پر کام کریں گے۔ ہمارا کام صرف اتنا ہوگا کہ ہم ہیرا چرائیں اور اسے فنانسر کے حوالے کر کے اس سے اپنا معاوضہ حاصل کر لیں۔۔۔ بس ہمارا کام ختم"۔۔۔ سفید بالوں والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ تفصیل سے بات کریں۔ مسٹر پامر۔۔۔ پہیلیاں نہ بجھوائیں آپ کی باتیں ہمارے لئے شدید حیرت کا باعث بن رہی ہیں۔

فور کارنرز نے کبھی کسی سے معاوضہ لے کر کام نہیں کیا۔ پھر اس بار ایسا کیوں ہو رہا ہے"۔۔۔ ایک نوجوان نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے مسٹر نینی فور کارنرز کا یہ ریکارڈ رہا ہے

کہ وہ خود اپنے لئے چوری کرتا ہے۔ لیکن اس بار صورت حال مختلف ہے میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ ڈائمنڈ آف ڈیتھ کے لئے پرائیویٹ آدمیوں کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کی حکومتیں بھی حصہ لے رہی ہیں۔ ہر حکومت اسے اپنے قومی عجائب گھر میں رکھنا چاہتی ہے۔ کیونکہ یہ ہیرا تاریخی نوعیت کا ہے۔۔۔ حکومتوں کی اسی دلچسپی کی وجہ سے اس ہیرے پر دنیا بھر کے افراد کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اگر اس ہیرے کو چرایا گیا تو اسے فروخت کرنا مسئلہ بن جائے گا۔۔۔ چنانچہ اس بار میں نے ایک نئی سکیم کھیلی ہے۔ حکومت ایکریمیا بھی اس ہیرے کو حاصل کرنا چاہتی ہے۔ لیکن اسے خطرہ ہے کہ روسیاہ والے اس کی بولی وہاں تک لے جائیں گے جہاں تک پہنچنا حکومت کی برداشت سے باہر ہوگا۔۔۔ اس لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اسے نیلام ہونے سے پہلے ہی چرا لیا جائے اور اسے چرانے کا کام چونکہ وہ کسی سرکاری ایجنسی کی بجائے کسی مجرم تنظیم کے ذریعے کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے قرعہ فال فور کارنرز کے نام نکلا ہے۔ تاریخی حیثیت کی چیزیں چرانے میں فور کارنرز بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں۔ اور جب فور کارنرز کا کارڈ وہاں ملے گا تو ہر شخص اس بات پر یقین کر لے گا کہ واقعی ہیرا چوری کر لیا گیا ہے اور اب اس کا ملنا محال ہے۔ بہرحال وہ ہیرا حکومت ایکریمیا کے حوالے کیا جائے گا۔ اور ہمیں خطیر معاوضہ مل جائے گا"۔ سفید بالوں والے پامر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر اس طرح حکومت ایکریمیا کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ وہ اس ہیرے کی نمائش تو نہیں کر سکے گی"۔۔۔ آخری کونے میں بیٹھے ہوئے نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ سمجھے نہیں حکومت ایکریمیا نے اس سلسلے میں اس تنظیم سے بات کرلی ہے، جو یہ ہیرا فروخت کر رہی ہے۔ اس ہیرے کے چوری ہوتے ہی اس تنظیم کی طرف سے یہ اعلان کر دیا جائے گا، کہ جو شخص یا حکومت اس ہیرے کو چوروں سے برآمد کرے گا۔ وہی اس کا مالک تصور کیا جائے گا۔ البتہ وہ اخلاقی طور پر جس قدر فنڈ چاہے تنظیم کو چلانے میں دے دے تو تنظیم اسے قبول کرلے گی۔ اس طرح ہیرا نیلامی سے بچ جائے گا۔ اور حکومت ایکریمیا اس کی مناسب رقم تنظیم کے حوالے کر دے گی اور ہیرے کی برآمدگی کا اعلان کر دے گی"۔

پامر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اب میں سمجھا حکومت ایکریمیا بولی سے بچنے کے لئے یہ سب چکر چلانا چاہتی ہے۔ تاکہ ہیرا بھی اس کی ملکیت میں آجائے اور اسے بہت زیادہ رقم بھی نہ ادا کرنا پڑے"۔ ——— فینی نے کہا۔

"ہاں یہی بات ہے۔ کیونکہ بولی میں رقم بہت اونچی جانے کا خیال ہے۔ اس لئے وہ کم رقم خرچ کر کے ہیرے کے مالک بننا چاہتے ہیں"۔

پامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ فورکارنرز ہیرا چرا لے اور پھر حکومتوں کو آفر کر دے کہ جو اسے سب سے زیادہ معاوضہ دے گا۔ اسے وہ ہیرا دے دیا جائے گا۔ اس طرح تنظیم کی بجائے فورکارنرز ہی ہیرے کی زیادہ سے زیادہ رقم کما لے گا"۔ ——— تیسرے شخص نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ڈریگن جو کچھ تم نے سوچا ہے۔ یہ خیال پہلے میرے ذہن میں بھی آیا تھا۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ ہم بہر حال مجرم ہیں۔ ہیرا اگر ہم نے

اپنے طور پر بیچنے کی کوشش کی تو دنیا بھر کی سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے پڑ جائیں گی۔ اور ظاہر ہے آخر کار ہمیں پکڑ لیا جائے گا۔ ——— اس کے بعد رقم اور ہیرا تو ایک طرف رہا۔ فورکارنرز کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ اور پھر ہمیں انتہائی خطیر معاوضہ دیا جا رہا ہے۔ ——— ایک کروڑ ڈالر ——— جب کہ اس رقم کے حصول میں کوئی رسک بھی نہیں"۔

پامر نے اس شخص کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن حکومت ایکریمیا اگر حکومت سڈنی سے بات کرے تو اس کا کوئی بھی آدمی بڑی آسانی سے یہ ہیرا چرا سکتا ہے"۔ ——— فینی نے کہا۔

"آپ لوگ صورت حال کو نہیں سمجھ رہے۔ پوری دنیا میں اس ہیرے کی نیلامی نے زبردست ہل چل مچا دی ہے۔ اس ہیرے کی حفاظت کے لئے جہاں حکومت سڈنی زبردست انتظامات کر رہی ہے۔ وہاں اس ہیرے کو خریدنے کے خواہشمند ملک بھی اپنی سیکرٹ سروس کے چیدہ چیدہ ایجنٹ بھیج رہے ہیں۔ تاکہ نیلامی تک نہ صرف ہیرا محفوظ رہ سکے بلکہ جو ملک اسے خریدے وہ اسے بحفاظت اپنے ہمراہ لے جائے۔ اس صورت حال میں حکومت ایکریمیا اپنا کوئی آدمی درمیان میں ڈال کر ہمیشہ کے لئے بدنام نہیں ہونا چاہتی اس لئے وہ فورکارنرز کی خدمات حاصل کرنا چاہتی ہے کہ فورکارنرز کا تعلق کسی ملک سے نہیں ہے"۔ ——— پامر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے ——— ایک کروڑ ڈالر بہت ہوتے ہیں ہمیں یہ آفر قبول کر لینا چاہیئے"۔

تینوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ! مجھے پہلے ہی امید تھی"۔۔۔۔۔ پامر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا اور اس کے بعد اس نے میز پر رکھا ہوا بریف کیس کھولا اور اس میں سے نوٹوں کی نئی گڈیاں نکال کر میز پر رکھنے لگا۔

"یہ ایک کروڑ ڈالر ہیں۔ ہم نے اپنا معاوضہ پیشگی وصول کر لیا ہے اس لئے اب ہیرا چرانا ہمارا فرض ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔ پامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ اور پھر اس نے گڈیوں کو چار برابر حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور ایک ایک حصہ ہر ممبر کے حوالے کر دیا۔ اور ان سب نے یہ گڈیاں اٹھا کر اپنے کوٹوں کی جیبوں میں بھر لیں۔

"میں نے اس ہیرے کی تصویر اور جہاں یہ رکھا گیا ہے وہاں کے تمام حفاظتی انتظامات کے نقشے حاصل کر لئے ہیں۔۔۔۔۔ ہمیں فوری ایکشن میں آ جانا چاہیئے۔ اپنے مخصوص انداز میں۔ تاکہ نیلامی سے پہلے پہلے ہم ہیرا حاصل کر کے فناسٹر کو پہنچا دیں"۔۔۔۔۔ پامر نے بیگ سے نقشے نکالتے ہوئے کہا اور پھر میز پر نقشے پھیلا کر وہ چاروں اس پر جھک گئے۔ تاکہ متفقہ لائحہ عمل طے کیا جا سکے۔

قاسم اپنے دفتر کی پلنگ نما آرام کرسی میں دھنسا۔۔۔۔۔ ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے دونوں ٹانگیں میز پر رکھی ہوئی تھیں اور اس کے گرد چار خوبصورت لڑکیاں ہاتھوں میں پنسل اور کاپی پکڑے بڑے مودبانہ انداز میں کھڑی تھیں۔ یہ اس کی لیڈی سیکرٹری تھیں۔ قاسم نے ایک انگریزی فلم میں ایک کروڑ پتی صنعتکار کو اس انداز میں اپنی لیڈی سیکرٹریز کو ڈکٹیشن دیتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس لئے اس نے آتے ساتھ ہی حکم جاری کر دیا کہ اس کے لئے چار خوبصورت لیڈی سیکرٹریوں کا بندوبست کیا جائے۔ تاکہ وہ انہیں ڈکٹیشن دے سکے۔ ظاہر ہے خوبصورت لیڈی سیکرٹریوں کی ملک بھر میں کمی تو نہیں تھی۔ اس لئے فوری طور پر اس کے مل کے مینجر نے چار خوبصورت ترین لڑکیوں کو بھاری معاوضے پر ملازمت دے دی۔

آج چونکہ اسے زندگی میں پہلی بار ڈکٹیشن دینی تھی۔ اس لئے قاسم ساری رات انگریزی بولنے کی مشق کرتا رہا۔ اس کا باپ سر عاصم اور اس کی بیوی جیسے

وہ چھپکلی بیگم رہتا تھا۔ آج کل پہاڑ پر گئے ہوئے تھے۔ قاسم نے بھی ساتھ جانا تھا۔ لیکن اسی رات قاسم نے وہ انگریزی فلم دیکھ لی۔ بس اس نے باپ سے ایک ٹھیکہ کا بہانہ کر کے ایک ہفتے کے لئے معذرت کر لی اور سر عاصم اس کی بیوی کو لے کر پہاڑ پر چلے گئے۔ اس طرح قاسم کی موج بن گئی۔ صبح ہوتے ہی اس نے لباس بدلا اور پھر عطر کی دو چار شیشیاں اکٹھی ہی جسم پر انڈیل کر وہ دفتر پہنچ گیا۔ ——— وہ خوش تھا۔ بیحد خوش کہ اکٹھی چار فل فلوٹیاں آج اس سے ڈکٹیشن لیں گی۔ چنانچہ اس نے فلم والا پوز بنایا اور پھر چپڑاسی کو فل فلوٹیاں بھیجنے کا حکم دے دیا اور نتیجے میں وہ چاروں خوبصورت اور تندرست لڑکیاں اس کے گرد اکٹھی ہو گئیں اور قاسم کو یوں محسوس ہوا، جیسے وہ راجہ اندر ہو اور یہ اس کے دربار کی پریاں ہوں۔

"ہی ہی۔ ہی اکٹھی چار" ——— قاسم نے آنکھیں میچ کر دل ہی دل میں لطف لیتے ہوئے کہا۔ یہ اور بات ہے کہ دل میں لطف لینے کے باوجود اس کا بڑے گھیر کا پیٹ ہلنا شروع ہو گیا تھا۔

"باس ڈکٹیشن" ——— ایک لڑکی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چُپ کرو۔ مجھے ہی ہی لطف لینے دو۔ اکٹھی چار فل فلوٹیاں۔ ہی ہی۔ مسلمان کے لئے چار جائز ——— اللہ کے رسول کا حکم ہے" ——— قاسم نے دل ہی دل میں حساب لگاتے ہوئے کہا۔

"سنو تم پرانی ہو یا نئی" ——— قاسم نے اچانک آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا۔ ——— نئی پرانی سے اس کا مطلب شادی شدہ یا کنواری سے تھا۔

"ہم نئی ہیں باس" ——— چاروں نے جواب دیا۔ انہوں نے یہ سمجھا

تھا کہ باس پوچھ رہا ہے کہ نئی ملازم ہو یا پرانی۔

"ہی ہی ہی ——— نئی نکور ——— ہی ہی ہی ——— نئی نکور فل فلوٹیاں اکٹھی دم چار ہی ہی" ——— قاسم اور زیادہ لطف لینے میں مصروف ہو گیا۔ ——— وہ چاروں لڑکیاں حیرت سے اپنے باس کو دیکھ رہی تھیں جو آنکھیں بند کئے مسلسل پیٹ ہلائے جا رہا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ان سے کوئی بات کرتا۔ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے قاسم کے کانوں میں بیوی کی پر جلال آواز سنائی دی۔

"تو یہ تماشا ہو رہا ہے" ——— قاسم کی بیوی کا لہجہ کڑکدار تھا۔

"ارے ارے۔ تم۔ تم" ——— قاسم بیوی کی آواز سنتے ہی اتنا بوکھلایا کہ اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش میں دھڑام سے فرش پر جا گرا۔

وہ چاروں لڑکیاں اپنے باس کو اٹھانے کے لئے جھکی ہی تھیں کہ قاسم کی بیوی کی کڑکدار آواز سنائی دی۔

"خبردار اگر تم نے اسے ہاتھ لگایا۔ نکل جاؤ۔ دفع ہو جاؤ" ——— قاسم کی بیوی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور وہ چاروں حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھتی ہوئیں خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئیں۔ قاسم بھی لوٹ پوٹ کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا تھا۔ اس لئے تم نے یہاں رکنے کے لئے کہا تھا مجھے پہلے ہی شک پڑ گیا تھا" ——— قاسم کی بیوی نے دونوں پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر کڑکدار لہجے میں کہا۔

"بب بب بیگم۔ اللہ قسم یہ تو لیڈی تھیں لیڈی۔ وہ میں تو ڈکٹیشن

دے رہا تھا ڈکٹیشن "—— قاسم نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا

" تو تم نے اب لیڈی سیکرٹری بھی رکھنی شروع کر دی ہے۔ اور ایک نہیں اکٹھی چار —— ٹھیک ہے میں سر عاصم سے بات کرتی ہوں"

قاسم کی بیوی نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور قاسم کے ذہن میں سر عاصم کا خوفناک کوڑا لہرانے لگا۔ سر عاصم کو جب غصہ آتا تھا تو وہ قاسم کو کوڑوں سے پیٹتے تھے۔ کیونکہ تھپڑ۔ کے کا تو اس پر اثر ہی نہ ہو سکتا تھا اور قاسم کی بس اس کوڑے سے ہی جان جاتی تھی۔ چنانچہ سر عاصم کا نام سنتے ہی وہ بری طرح گھبرا گیا۔

" ما بھی دے دو —— بب۔ بب بیگم —— اب میرے فادر۔ گرینڈ فادر —— گرینڈ فادر کے فادر کی بھی توبہ اب لیڈی نہیں رکھوں گا"

قاسم نے گھبرا کر بیگم کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ اس کا جسم خوف سے لرز رہا تھا۔

" پکا وعدہ "—— بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سٹرانگ وعدہ۔ یک دم سٹرانگ "—— قاسم نے خوش ہو کر کہا

" اب اگر مجھے پتہ چلا کہ تم نے کوئی لیڈی سیکرٹری رکھی ہے۔ تو بالکل معاف نہیں کروں گی "—— بیگم نے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

" سالا قسمت یکدم خراب ہے۔ یہ چھپکلی بیگم پتہ نہیں کہاں سے آ ٹپکی "—— قاسم نے بڑے مایوسانہ انداز میں کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔ —— اس کا موڈ سخت آف ہو گیا تھا۔ اسی لمحے اسے خیال آگیا کہ آخر چھپکلی بیگم یک دم اندر کیسے آگئی۔ اور اس نے زور

سے میز پر پڑی ہوئی گھنٹی بجانا شروع کر دی۔

" جی حضور "—— دروازے پر کھڑے ہوئے چپڑاسی نے اندر آکر باقاعدہ رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

" جی حضور کے بچے حرام خور —— تم نے بیگم کو کیوں اندر آنے دیا۔ تم نے اسے ہرٹول کیوں نہیں کیا۔ تم سالے پھوکٹ کی تنخواہ لیتے ہو"

قاسم اس پر چڑھ دوڑا۔

" بب باس مینجر صاحب نے حکم دیا تھا "—— چپڑاسی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اچھا تو یہ اس الوکی دم فاختہ کا کام ہے۔ سالا ایک دم منافق اس نے بیگم کو بلایا ہوگا۔ —— بلاؤ اسے —— اسے کہو کہ باس نے سلام مارا ہے "—— قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا اور چپڑاسی اپنی جان بچتی دیکھ کر تیر کی طرح دروازے کی طرف دوڑا اور تھوڑی دیر بعد ادھیڑ عمر مینجر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔

" تم سالے منافق۔ تم نے بیگم کو کیوں اندر آنے دیا۔ تم تنخواہ مجھ سے لیتے ہو یا بیگم سے —— سالے —— گرٹ دل "—— قاسم پھٹ پڑا اور اس نے انگریزی کی ٹانگ توڑتے ہوئے بزدل کی بز کا بھی ترجمہ کر دیا یعنی گوٹ دل

" بڑے صاحب کا حکم ہے کہ بیگم صاحبہ کو نہ روکا جائے "

مینجر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" بڑے صاحب —— اوہ کہاں ہیں بڑے صاحب —— اسے تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں "—— قاسم سر عاصم کا نام سنتے ہی

گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔

"انہوں نے ایک مہینہ پہلے حکم دیا تھا۔" —— مینجر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر ایک مہینہ پہلے یہ سالی جادُ یبٹیاں کہاں تھیں۔ کیا اب ڈیڈی سالے جوتشی نوتشی ہو گئے ہیں۔ فال کا طوطا پال لیا ہے۔"

قاسم نے تمرح کہ تے ہوئے کہا۔ —— وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پتہ نہیں جناب انہوں نے حکم دیا تھا۔ اس لئے ہم مجبور ہیں۔" مینجر نے جواب دیا۔

"اچھا اچھا سن لیا۔ دپھا ہو جاؤ —— سالے بھوکٹ کی تنخواہیں لے لیتے ہیں —— حرام ایٹر ہیں" —— قاسم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ بڑے صاحب کا نام سنتے ہی اس کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔ اور مینجر مسکراتا ہوا باہر چلا گیا۔ وہ قاسم کی تمام کمزوریوں سے اچھی طرح واقف تھا

"سالے منافق کو دوزخ میں کوڑے پڑیں گے۔ نیت حرام"

قاسم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ کہ اچانک چپڑاسی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ تھا۔

"ابے تو کیا اندر داخل ہو گیا" —— قاسم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"صاحب آپ کے خالہ زاد آئے ہیں" —— چپڑاسی نے مؤدبانہ انداز میں کارڈ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"خالہ جاد۔ ابے گھاس کھا گیا ہے۔ میرا خالہ جاد تو سالا پاکیشیا میں رہتا ہے۔ یہ فراڈ خالہ جاد ہو گا۔ یک دم فراڈ —— بلاؤ پلیس کو بلاؤ"

قاسم نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کو ہمیشہ خالہ جاد کہتا تھا۔

"صاحب یہ کارڈ" چپڑاسی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کارڈ ابے کارڈ میں کیا ہے۔ کیا اس میں کوئی منتر ونتر لکھا ہوا ہے کہ میں پڑھوں گا اور خالہ جاد آ جائے گا۔ دپھا ہو جاؤ" —— قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا موڈ سخت آف تھا۔ اور چپڑاسی تیزی سے باہر کی طرف لپکا۔ اسی لمحے قاسم کی نظریں کارڈ پر پڑیں جس پر علی عمران کا نام لکھا ہوا تھا۔

"ائے ائے سنو —— ابے گھانسو سن بے" —— اچانک قاسم نے دھاڑتے ہوئے کہا اور چپڑاسی تیزی سے مڑا۔

"ابے یہ تو سچ مچ خالہ جاد لگتا ہے۔ نام تو اس کا ہے" —— قاسم نے کارڈ اٹھا کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو حضور بھیجوں" —— چپڑاسی نے کہا۔

"ابے یہ بھیجوں کیا ہوتا ہے۔ سالے تم نے اسے دھکا دینا ہے۔ اس کی ٹانگیں مانگیں نہیں ہیں" —— قاسم نے کہا اور چپڑاسی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر عمران نمودار ہوا۔

"ارے تم ابھی تک اتنے ہی خوبصورت ہو۔ کمال ہے تم تو روز بروز خوبصورت ہوتے جا رہے ہو" —— عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"ہی ہی ہی —— یہ تو ذرہ نواجی —— ہی ہی" —— قاسم نے بے اختیار شرماتے ہوئے کہا۔

"ذرہ نہیں پہاڑ نوازی کہو۔ پہاڑ نوازی۔ کیوں بیچارے ذرہ کو بدنام کر رہے ہو" —— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو خالہ جاد —— میں غصے کا سور ہوں ہاں ....." قاسم کو

اچانک غصہ آگیا۔

"غصے کا کیا، تم بغیر غصے کے بھی یہی کچھ ہو" —— عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوں" —— قاسم نے نتھنے پھیلاتے ہوئے کہا۔

"خالہ زاد ہو اور کیا" —— عمران نے جواب دیا۔

"وہ تو ہوں اور کیا ہوں" —— قاسم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور چھپکلی بھابھی کے شوہر ہو اور کوڑے مار باپ کی اولاد نرینہ ہو" عمران نے جواب دیا۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ پھر ٹھیک ہے۔ میں سمجھا تم مجھے سور کہہ رہے ہو۔ مگر تم کیسے کہہ سکتے ہو سالے تم بھی تو میرے خالہ جاد ہو"

قاسم نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ —— قاسم معصومیت میں بڑی خوبصورت بات کر گیا تھا۔

"آجکل تو مزے ہو رہے ہیں یکدم چار چار فل فلوٹیاں باہر بیٹھی ہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں کے مزے ہو رہے ہیں۔ وہ سالی چھپکلی بیگم۔ پتہ نہیں کہاں سے آن ٹپکتی ہے" —— قاسم نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شہتیر سے ٹپکتی ہو گی" —— عمران نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا کہا شہتیر سے۔ ابے یہ شہتیر کہاں سے آگیا"

قاسم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"چھپکلیاں تو شہتیر سے ہی نیچے ٹپکتی ہیں" —— عمران نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ سالے آئی خراب یہاں تمہیں شہتیر کہاں سے نظر آ رہا ہے۔ یہ چھت تو لنٹر کی ہے" —— قاسم نے اوپر چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے تمہیں معلوم نہیں۔ پہلے زمانے میں شہتیر چھتوں پر ہوتے تھے آجکل تو دفتروں میں کرسیوں پر بیٹھتے ہیں" —— عمران نے جواب دیا

"کرسیوں پر شہتیر —— تم بھی نرے خالہ جاد ہی ہو —— ہی ہی کرسیوں پر شہتیر" —— قاسم نے اپنی طرف سے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھ سے پوچھا ہی نہیں کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں"

عمران نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے پوچھنے کی۔ میں نے کوئی انٹرویو منٹرویو لینا ہے"

قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"تمہارے کیپٹن حمید کے آجکل مزے ہیں۔ بڑی زوردار لونڈیا پھنسا رکھی ہے اس نے یکدم فسٹ کلاس" —— عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہیں سچ مچ —— مجھے تو بتایا ہی نہیں سالا کہتا رہتا ہے کہ جھوٹ ہے" —— قاسم حیرت سے اچھل پڑا۔

"میں نے خود دیکھا ہے —— یکدم فسٹ کلاس —— کرنل فریدی سے کہہ رہا تھا کہ قاسم کو نہ بتانا۔ نہیں تو وہ اڑا لے گا" —— عمران نے کہا

"اوہ منافق —— یک دم منافق —— سالا منافقوں کا ہیڈ ماسٹر بس آج سے میری کٹی" —— قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کٹی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کرنل فریدی سے کہہ دو۔ وہ خود ہی اس کا عشق اتار دے گا۔ اور لونڈیا تمہاری ہو جائے گی۔ بھلا وہ تم جیسے صحت مند آدمی کو چھوڑ کر اس مچھر مار قسم کے کیپٹن کو کب گھاس ڈالتی ہے"۔
عمران نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"گھاس ڈالتی ہے ارے باپ رے۔ یہ تو غلط ہے۔ پھر مجھے گھاس کھانی پڑے گی۔ —— ناں خالہ جاد ناں۔ وہ کیپٹن کے پاس ہی رہے"۔
قاسم نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ اس کی ذہنی رو گھاس کا لفظ سنتے ہی پلٹ گئی تھی۔

"چلو ٹھیک ہے پھر مجھے گلہ نہ کرنا۔ وہ لونڈیا میں لے اڑوں گا۔ اور تم دیکھتے رہ جاؤ گے"۔ —— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"واہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم سالے غیر ملکی، تم کیسے یہاں کی لونڈیا لے جا سکتے ہو۔ غدار جاسوس، جاسوس"۔ —— قاسم کو غصہ آ گیا۔

"جب تم نہیں لیتے تو میں کیا کروں وہ کیپٹن حمید تو مزے نہ کرے۔ میں تو [illegible] خاص طور پر یہاں اسی لئے آیا تھا۔ میں نے سوچا۔ پہلے خالہ جاد [illegible] پھر کرنل فریدی سے بات کروں"۔ —— عمران نے کہا۔

"[illegible] سے مگر کرنل سے کیسے کہو گے۔ وہ تو یک دم ہارڈ ہے۔ سٹون پکا سٹون"۔ —— قاسم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تم میرے سامنے بات کرو۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ وہ فوراً لونڈیا کیپٹن سے لے کر تمہارے حوالے نہ کر دے تو مجھے خالہ زاد نہ کہنا ماموں زاد کہہ دینا"۔
عمران نے اسے چیلنج دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بات ہے تو چلو ابھی چلو"۔ —— قاسم بھی یکلخت اٹھ کھڑا ہوا

اور پھر وہ دونوں چلتے ہوئے دفتر سے باہر آ گئے —— قاسم کی لمبی چوڑی کار میں بیٹھتے ہوئے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی بحری جہاز میں آن بیٹھا ہو۔

"خالہ زاد اس کار سے تو اچھا تھا۔ کہ تم بحری جہاز ہی خرید لیتے"۔
عمران نے کہا۔

"بحری جہاز۔ مگر سالا سمندر کہاں سے لاؤں گا اور پھر سمندر میں تو گندی گندی مچھلیاں مل سکتی ہیں۔ فل فلوٹیاں تو سڑک پر ہی ملتی ہیں"۔
قاسم نے بڑے فلسفیانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے قاسم تمہیں کیپٹن حمید نے نہیں بتایا۔ کمال ہے"۔ —— عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا نہیں بتایا، وہ بتا بھی کیا سکتا ہے۔ میں کوئی جاہل ماہل اور وہ کوئی منشی تغجل کا بیٹا ہے"۔ —— قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا بتاؤ میں کیا پوچھ رہا تھا"۔ —— عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

"مجھے کیا معلوم۔ میں کوئی نجومی مجومی ہوں فٹ پاتھیا ہوں"۔
قاسم کی ذہنی رو پلٹ گئی اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سر ہلا دیا۔ قاسم کو ہینڈل کرنا واقعی خاصا مشکل کام تھا۔

"سنو قاسم اگلے مہینے سڈنی میں حضرت نوح کا ایک ہیرا فروخت ہو رہا ہے۔ پوری دنیا کے امیر لوگ اسے خریدنے کے لئے پہنچ رہے ہیں"۔
عمران نے بڑے پُراسرار سے لہجے میں کہا۔

"تو خریدتے رہیں۔ میں کوئی پیغمبر ہتھوڑی ہوں کہ حضرت نوح کا ہیرا خریدتا پھروں"۔ —— قاسم نے جواب دیا۔

”اس ہیرے کو خریدنے والا دنیا کا امیر ترین آدمی سمجھا جائے گا اور ساری دنیا کی نل فلوٹیاں اس کے آگے پیچھے پھریں گی“۔

عمران نے اسے اکساتے ہوئے کہا۔

”اور اگر ہیرا چھپکلی بیگم نے لے کر رکھ لیا۔ تو پھر میں نل فلوٹیوں کو چاٹوں گا“۔۔۔۔ قاسم نے کہا۔

”چلو تمہاری مرضی۔ کرنل فریدی کیپٹن حمید کے لئے وہ ہیرا خرید رہا ہے۔ پھر تم دیکھتے رہنا۔ کیپٹن حمید کے پاس سینکڑوں نل فلوٹیاں ہوں گی۔ اور تمہارے پاس ایک بھی نہ ہو گی۔ بے کے بیٹھے رہنا اپنی چھپکلی بیگم کو“۔

عمران نے بے نیازی سے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو کیا سچ مچ۔ اچھا کتنے کا ہوگا ہیرا“۔۔۔۔ قاسم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”یہی کوئی پچاس ساٹھ کروڑ کا تو ہوگا“۔۔۔۔ عمران نے یوں کہا جیسے پچاس ساٹھ پیسے کہہ رہا ہو۔

”ارے باپ رے۔ اتنے پیسے۔ مگر اتنے پیسے میرا باپ کہاں سے دے گا وہ تو مجھے عاق ماق بھی کر دے گا“۔۔۔۔ قاسم نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

”اگر تم چاہو تو میں یہ ہیرا خرید کر تمہیں تحفہ دے سکتا ہوں۔ آخر تم میرے خالہ زاد ہو“۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”تم۔ تم خرید سکتے ہو۔ کیوں مجاق کرتے ہو۔ سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہو اور پچاس ساٹھ کروڑ روپے کا ہیرا خریدو گے“۔

قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”لو یہ تو کیا ہوا۔ یہ بینک کس لئے بھرے پڑے ہیں۔ ایک دو بینک لوٹ لوں گا۔ اور خالہ زاد کو ہیرا دے دوں گا“۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تو سالے تم ڈاکو ماکو ہو۔ بینک لوٹتے ہو۔ تم مجھے بھی ڈاکو بنانا چاہتے ہو۔ اترو۔ نیچے اترو بس تم میرے خالہ جاد نہیں ہو۔ میں نے تمہیں سالے عاق کر دیا۔ ابھی۔ ابھی کر دیا۔ فوراً“۔۔۔۔ قاسم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی بریک لگا دی۔

”تمہاری مرضی میں بینک لوٹ کر پولیس کو تمہارا نام بتا دوں گا۔ اپنے آپ پولیس تمہیں پکڑتی پھرے گی۔ میرا کیا۔ مجھے تو کرنل فریدی چھڑا لے گا“۔

عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے سنو۔ بیٹھو میرے خالہ جاد بیٹھو۔ عاق نامہ واپس۔ بالکل واپس۔ فوراً واپس“۔۔۔۔ قاسم پولیس کا نام سنتے ہی بری طرح گھبرا گیا۔ مگر عمران اس کی بات ستی ان سنی کرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا سامنے ہی کرنل فریدی کی کوٹھی تھی۔ اس لئے چند ہی قدم اٹھاتے ہوئے وہ سیدھا کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہوتا چلا گیا۔۔۔۔ قاسم نے بھی کار اس کے پیچھے ڈال دی تھی۔ ظاہر ہے اب وہ اسے کہاں بخشنے والا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل فریدی نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"نمبر سکس بول رہا ہوں جناب ——— پاکیشیا کے علی عمران کو ائیرپورٹ پر دیکھا گیا ہے" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی

"کیا کہا علی عمران کو یہاں" ——— کرنل فریدی عمران کا نام سنتے ہی چونک پڑا

"جی ہاں۔ نمبر الیون نے اسے جہاز سے اترتے دیکھا تو اس کا تعاقب کیا۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر پہلے اولگا بار میں گیا۔ وہاں اس نے چائے پی۔ اور پھر وہاں سے اٹھ کر وہ سیدھا قاسم کے دفتر پہنچا۔ اس کے بعد قاسم کی کار میں بیٹھ کر قاسم سمیت وہاں سے چل پڑا۔ اس کا رخ آپ کی کوٹھی کی طرف ہے" نمبر سکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ نگرانی ہوشیاری سے کرنا" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثرات ابھر آئے تھے

"وہ یہاں کیا کرتا پھر رہا ہے" ——— سامنے بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارے ملک کی سماجی حالت پر ریسرچ کرتا پھر رہا ہوگا" ——— کرنل فریدی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید نے ندامت بھرے انداز میں سر جھکا لیا۔ ظاہر ہے اس کا سوال ہی فضول تھا۔

اسی لمحے ایک ملازم اندر داخل ہوا۔

"سر پاکیشیا سے علی عمران صاحب آئے ہیں" ——— ملازم نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بھیج دو" ——— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا اور ملازم سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا ——— چند لمحوں بعد عمران اندر داخل ہوا۔

"اسلام علیکم یا اخیان" ——— عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام آؤ بیٹھو۔ کم از کم مجھے آنے کی اطلاع ہی کر دیتے" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے فون کے پیسے خرچ کرنے کی۔ آپ کی وہ کالی سروس میرے پیچھے پیچھے تھی۔ اس کے کھاتے میں خرچہ ہونا چاہیئے" عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جب تم نے کہہ دیا کہ میں عاق نامہ واپس لیتا ہوں۔ پھر تم سالے کیوں بھاگ آئے" ——— اچانک قاسم کی دھاڑ دروازہ پر سنائی دی۔ اور کرنل فریدی اور کیپٹن حمید قاسم کو دیکھ کر چونک پڑے۔

"بھاگ کے کہاں آیا ہوں۔ پیدل چل کے آیا ہوں۔ یقین نہ آئے تو

پر چپڑ لو چوکیدار ہے"۔ —— عمران نے بڑے معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔

"فراڈ کرتا ہے۔ بس عاق نامہ جاری۔ ایک بنک لوٹتے ہو۔ پھر فراڈ بھی کرتے ہو"۔ —— قاسم نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"قاسم یہ کیا بدتمیزی ہے۔ آرام سے بیٹھ کر بات کرو"۔ —— اچانک کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جج۔ جج۔ وہ تو مجاق کر رہا تھا۔ اللہ قسم مجاق ہے۔ پھریدی صاحب"۔ قاسم نے فوراً ہی پینترہ بدلتے ہوئے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جو کچھ کرنا ہے بیٹھ کر کرو۔ خالہ زاد کون سا بنک لوٹتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہم نے بنک لوٹنا ہے۔ دیکھیں پھریدی صاحب یہ مجاق کر رہا ہے"۔ قاسم نے صوفے پر ڈھیر ہوتے ہوئے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بنک لوٹنے کا کیا چکر ہے"۔ —— کرنل فریدی نے سوالیہ لہجے میں عمران سے پوچھا۔

"یہ بھی ہیرا خریدنے کا امیدوار ہے۔ کہتا ہے سر عاصم تو پیسے دیں گے نہیں۔ بنک لوٹ لوں گا"۔ —— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ابے سیدھا کوتوال چور کو سامنے ڈانٹے مانٹے۔ خود کہہ رہے تھے۔ بنک لوٹ کر ہیرا لے دوں گا۔ اب مکر گیا"۔ —— قاسم نے نتھنے پھلاتے ہوئے کہا۔

"حمید اسے دوسرے کمرے میں لے جاؤ۔ بس ذرا عمران سے باتیں کر لوں"۔ —— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں حمید سے کہا جو بڑی دلچسپی سے

بیٹھا ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

"آؤ قاسم تمہیں ایک فل فلوٹی دکھاؤں"۔ —— حمید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر تو خالہ جاد سچ کہہ رہا تھا۔ سالے مجھ سے چھپاتے ہو۔ مجھے کہتے ہو پھوکٹ ہوں اور خود فل فلوٹی لئے پھرتے ہو"۔ قاسم نے چہکتے ہوئے کہا۔

"تم آؤ تو سہی"۔ —— حمید نے کہا اور قاسم اٹھ کر اس کے پیچھے چل دیا۔

"یہ کیا چکر ہے عمران۔ تمہارا یہاں آنا اور پھر یہ قاسم"۔ —— کرنل فریدی نے ان کے جاتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چکر معاشیات کا ہے فریدی صاحب۔ چھ ماہ تک تنخواہ ملی نہیں اس لئے قاسم کے دفتر تک پہنچتے پہنچتے رقم ختم ہو گئی۔ میں نے سوچا چلو اپنے خالہ زاد سے کچھ رقم ادھار ہی مانگ لوں۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ البتہ اتنی مہربانی کی آپ کی کوٹھی تک اپنی بحری جہاز نما کار میں پہنچا دیا"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اولگا بار میں کیا کرنے گئے تھے"۔ —— کرنل فریدی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"چائے پینے۔ میں نے سنا تھا کہ اولگا بار والے بڑی شاندار چائے بناتے ہیں۔ مگر سب امیدیں چائے میں مل کر گل و گلزار طبق طبق رہ گئیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"دیکھو عمران میرے سامنے اپنی یہ بکواس رہنے دیا کرو۔ میں تمہاری ایک ایک رگ سے واقف ہوں۔ اس لئے اگر تم کچھ بتانا چاہتے ہو تو بتا دو

ورنہ خاموش رہو!" ——— کرنل فریدی نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں سچ بول رہا ہوں فریدی صاحب۔ آپ کے سامنے جھوٹ بول کر میں نے اللہ میاں کے فرشتوں سے کوڑے کھانے ہیں۔ اور ہاں مجھے یاد آگیا۔ اصل بات تو میں بتانی ہی بھول گیا۔"

عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا بات" ——— فریدی نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"بات یہ ہے کہ اس ہیرے کو میری حکومت بھی خریدنے کی خواہشمند ہے۔ اس لئے مجھے بھی بولی دینے جانا پڑے گا۔ میں نے بہتیری کوشش کی کہ حکومت میرے دو چار روپے کے سنکھیا والے نسخے پر مان جائے۔ مگر وہ بضد ہے کہ ہیرا ضرور خریدنا ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔ میں اپنی آفر واپس لیتا ہوں۔ لیکن یہ بات تو تم وہاں سے فون کر کے بھی بتا سکتے تھے" ——— کرنل فریدی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بتایا تو ہے کہ چھ ماہ سے تنخواہ نہیں ملی۔ فون کا خرچہ کہاں سے لاتا"

عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران ہم دونوں اپنی اپنی حکومتوں کے پابند ہیں۔ اس لئے اگر اس لئے یہاں آئے ہو کہ مجھے ہیرا خریدنے سے باز رکھ سکو تو یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ وہاں تو نیلامی ہونی ہے جو بولی زیادہ لگائے گا۔ وہی ہیرا لے جائے گا" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم سودا آدھا آدھا کر لیں۔ ہیرا میں لے لوں ڈبیہ آپ لے لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں اور آف آپ کیپٹن حمید!

میرے خالہ زاد قاسم کو دلا دیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو وقت بتائے گا کہ ڈائمنڈ کون لیتا ہے اور ڈبیہ کس کے ذمے آتی ہے۔ بہر حال اطلاع یابی کا شکریہ" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو اب میں جاؤں" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے بیٹھو میرا یہ مطلب نہ تھا" ——— کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہنستے کھیلتے جدا ہو جانا اچھا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ مجھے دھکے مار کر نکالنے پر مجبور ہو جائیں۔ اچھا خدا حافظ" ——— عمران نے کہا۔

اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ فریدی چند لمحے خاموش بیٹھا اسے سامنے گیٹ کی طرف جاتے دیکھتا رہا۔ جب عمران مڑ کر پیچھے دیکھے بغیر گیٹ کراس کر گیا۔ تو فریدی نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا ذہن سخت الجھ گیا تھا ——— عمران کی اس طرح آمد کو وہ کوئی واضح معنی نہ پہنا سکا تھا۔ اور یہ بات وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ عمران کسی خاص چکر میں ہی آیا ہو گا۔ اچانک ایک خیال کے تحت وہ چونک پڑا اور پھر تیزی سے اٹھ کر اس کرسی کی طرف بڑھا۔ جہاں عمران بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بڑے غور سے کرسی کے پائے اور بازو چیک کئے۔ اس کے گدے الٹ پلٹ کر دیکھے۔ آگے پیچھے دیکھا۔ مگر اس کا خیال غلط تھا۔ عمران وہاں کوئی چیز چھوڑ کر نہیں گیا تھا۔

"اب مجھ سے بھی حماقتیں شروع ہو گئیں۔ اگر عمران اتنا ہی سیدھا ہوتا

تو پھر اسے عمران کون کہتا "——— کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" نمبر سکس "——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نمبر سکس کی آواز سنائی دی۔

" ہارڈ اسٹون۔ عمران میری کوٹھی سے نکل گیا ہے۔ اس کی مکمل اور بھرپور نگرانی کی جائے۔ مجھے مکمل رپورٹ چاہیئے۔ ویسے چھپنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے معلوم ہے کہ زیرو سروس تعاقب کر رہی ہے "

کرنل فریدی نے کہا۔

" بہتر جناب "——— دوسری طرف سے نمبر سکس نے جواب دیا۔ اور فریدی نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا ذہن اب بھی عمران کی اسی آمد میں الجھا ہوا تھا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اسے اچانک خیال آگیا تھا۔ کہ عمران کا ایرپورٹ سے اتر کر سیدھا اولگا بار جانا بغیر کسی خاص مقصد کے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسے اولگا بار میں خود جا کر اس چکر کی تہہ تک پہنچنا چاہیئے۔

یہی سوچتا ہوا وہ پورچ میں کھڑی کار میں بیٹھا اور دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی

KHAN BOOK DEPOT & LIBRARY
Deals in: Text Books, Stationery, Cards & Novels
S.No. F-390/4 Nishtar Road Bhabra Bazar
Rawalpindi. Ph PP 539073 - 538858
Proprietors: WALI KHAN / ALI KHAN

عمران کرنل فریدی کی کوٹھی سے نکلتے ہی بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس سے کافی فاصلے پر ایک کار آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی اس کے پیچھے آ رہی تھی اور عمران جانتا تھا کہ یہ کرنل فریدی کی زیرو سروس ہے وہ ائرپورٹ سے ہی اسے چیک کر چکا تھا۔ لیکن اس نے مڑ کر دیکھنے کی کوشش نہ کی۔ بلکہ سڑک پر چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ کچھ ہی دور چلنے کے بعد وہ اچانک ایک جھٹکے سے مڑا اور ایک تنگ سی گلی میں گھستا چلا گیا۔ گلی خاصی طویل تھی۔ لیکن عمران گلی میں آگے بڑھنے کی بجائے گلی کی سائیڈ میں پڑے ہوئے کوڑے کے بڑے بڑے ڈرموں کے پیچھے چھپ گیا۔ چند لمحوں بعد زیرو سروس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے اسی گلی میں گھسی اور پھر انتہائی رفتار سے بھاگتی ہوئی۔ گلی کے دوسرے سرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جب وہ آگے جا کر موڑ مڑ گئی، تو عمران کوڑے کے ڈرموں کے پیچھے سے نکل کر واپس پہلے والی سڑک پر آگیا۔ اور سڑک پار کر کے وہ سامنے موجود ایک کیفے میں گھستا چلا گیا۔ کاؤنٹر پر پہنچ کر اس نے کاؤنٹر کلرک

کے سامنے مٹھی کو بند کر کے یوں کھولا جیسے انگلیوں میں درد کی وجہ سے وہ انہیں اکڑا رہا ہو۔

"کمرہ نمبر چار ہے" ——— کاؤنٹر کلرک نے صرف زبان ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا جسم ویسے ہی بے حس و حرکت رہا جیسے اس نے کوئی بات کی ہی نہ ہو۔ اور عمران تیزی سے مڑ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ پہلی منزل پر پہنچا جہاں کمروں کی قطاریں تھیں۔ یہ کمرے عیش پرست لوگوں کے لئے بنائے گئے تھے۔ عمران نے کمرہ نمبر چار کے دروازے پر دستک دی۔

"یس کم ان" ——— اندر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

کمرہ ہر قسم کی سجاوٹ سے خالی تھا۔ اس میں صرف ایک پلنگ اور دو کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ کرسیوں کے سامنے ایک چھوٹی سی میز تھی۔ ایک کرسی پر ادھیڑ عمر کا ——— آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ڈھیلا ڈھالا لباس پہن رکھا تھا۔ چہرے پر داڑھی اور آنکھوں پر بڑے بڑے شیشوں والی عینک تھی۔ سر پر سیاہ رنگ کی ایسی ٹوپی تھی کہ جس سے اس کا پورا سر ڈھک گیا تھا۔

یہ ہیروں کی دنیا کا سب سے بڑا نقال رامیش کھنہ تھا۔ جو نقلی ہیرے بنانے میں پوری دنیا میں مشہور تھا اور مستقل طور پر الجیریا میں رہتا تھا

عمران کو جب سر سلطان نے بتایا کہ حکومت پاکیشیا بھی ڈائمنڈ آف ڈیتھ خریدنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ تو اس نے ایک پلاننگ کے تحت رامیش کھنہ کو فون کیا۔ مگر وہاں سے معلوم ہوا کہ رامیش کھنہ اپنے آبائی وطن ناگالینڈ گیا ہوا ہے ——— عمران چونکہ جانتا تھا کہ ایشیا سے ہونے والی تمام کالیں چونکہ خصوصی طور پر ناگالینڈ میں چیک کی جاتی ہیں اور اگر اس نے ٹیلیفون پر رامیش کھنہ

سے بات چیت کی۔ تو بات چیت نہ صرف حکومت ناگالینڈ کے علم میں آ جائے گی۔ بلکہ اس کی اطلاع کرنل فریدی تک بھی پہنچ جائے گی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس نے خود ناگالینڈ آنے کا فیصلہ کیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ناگالینڈ میں کرنل فریدی کی زیرو سروس کا جال پھیلا ہوا ہے اور اگر وہ میک اپ میں گیا۔ تو اسے مشکوک دیکھتے ہوئے وہ اسے فوری طور پر ٹریپ کرنے کی کوشش کریں گے۔ جبکہ اصل صورت میں وہ لوگ اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ اس کا تعاقب کیا جائے گا۔ اور کرنل فریدی کو اطلاع کر دی جائے گی۔

چنانچہ اصل صورت میں وہ ناگالینڈ پہنچا اور ائیرپورٹ پر پہنچتے ہی اسے زیرو سروس کا آدمی اپنے پیچھے نظر آ گیا۔ وہ کرنل فریدی کو الجھانے کے لئے اوکلا بار گیا۔ وہاں بیٹھ کر اس نے چائے پی اور پھر قاسم کے دفتر آ گیا قاسم سے ملنے سے پہلے اس نے اس کے مینجر کے پاس بیٹھ کر کچھ وقت گذارا مینجر سے اس کی پرانی یاد اللہ تھی اور پھر مینجر کے فون سے ہی اس نے رامیش کھنہ کو فون کیا ——— رامیش کھنہ اس کا احسان مند تھا۔ اس لئے اس نے عمران سے ملاقات کا وعدہ کر لیا اور اس کے لئے رامیش کھنہ کے بھائی کے کیفے پر ملاقات طے ہو گئی۔ ——— یہ ساری بات چیت چونکہ کوڈ ورڈز میں ہوئی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے مینجر کو اس کا پتہ نہ چل سکا اور پھر عمران کرنل فریدی کو چکر دینے کے لئے قاسم کو ہمراہ لے کر کرنل فریدی کی کوٹھی پہ پہنچ گیا۔ کیونکہ وہ کیفے بھی جس میں ملاقات طے ہوئی تھی کرنل فریدی کی کوٹھی والی سڑک پہ ہی تھا۔ اس لئے اس نے کرنل فریدی کے پاس جانا مناسب سمجھا ——— کرنل فریدی کی کوٹھی سے نکل کر اس نے زیرو سروس کو گلی میں ڈاج دیا اور کیفے میں پہنچ گیا۔ طے شدہ کوڈ کے مطابق اس نے مٹھی کو مخصوص انداز میں بند کر کے

کھولا تو اس نے اس کمرے کا نمبر بتا دیا جس میں رامیش کھنہ موجود تھا اور نتیجہ یہ کہ اب عمران رامیش کھنہ کے سامنے تھا۔

"تم تو یوں چھپتے پھر رہے ہو جیسے بین الاقوامی فنکار کی بجائے بین الاقوامی مجرم ہو" ——— عمران نے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں دراصل ایک خفیہ مشن پر یہاں آیا ہوں۔ اس لئے مجھے چھپنا پڑ رہا ہے" ——— رامیش کھنہ نے عینک اتارتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔

"اچھا خفیہ مشن ہے کہ ایکریمیا ٹیلیفون کرنے پر پتہ چل گیا کہ تم ناگالینڈ گئے ہوئے ہو اور ناگالینڈ تمہارے مخصوص ٹھکانے پر فون کرتے ہی تم سے ملاقات ہو گئی"

عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ایکریمیا میں میرا بھائی تمہیں اچھی طرح جانتا ہے۔ اس لئے اس نے تمہیں یہاں میری آمد کا بتا دیا اور یہاں تمہاری آواز میں پہچان گیا۔ اس لئے سامنے آ گیا" ——— رامیش کھنہ نے جواب دیا۔

"تمہارا خفیہ مشن بھی بتا دوں۔ جسے تم اتنا چھپاتے پھر رہے ہو"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خفیہ مشن تم بتا دو گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے اس کا تو میرے بھائی کو بھی پتہ نہیں، حالانکہ وہ میرا بزنس پارٹنر ہے" ——— رامیش کھنہ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"تو بتا دوں" ——— عمران نے یوں کہا جیسے وہ ابھی خالی پٹاری میں سے شعبدہ بازوں کی طرح کبوتر نکالنے والا ہو۔

"اچھا بتاؤ" ——— رامیش کھنہ نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"تمہارے اس خفیہ مشن کا تعلق ڈائمنڈ آف ڈیتھ سے ہے اور کرنل فریدی نے تمہیں یہاں اس لئے بلایا ہے تاکہ حکومت سے تمہاری بات چیت کرا کر تمہیں ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی نقل بنانے پر تیار کیا جا سکے"

عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور رامیش کھنہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

"تت تت تم آدمی ہو یا شیطان ——— تمہیں کیسے پتہ چل گیا"

رامیش کھنہ نے حیرت میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو رامیش کھنہ اس بات کا اندازہ ہر شخص لگا سکتا ہے۔ اسے چھوڑو مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی نقل تیار کر سکتے ہو ——— ایسی نقل کہ اسے سوائے ماہرین کے اور کوئی نہ پہچان سکے"

عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں صرف میں ہی ایسی نقل تیار کر سکتا ہوں" ——— رامیش کھنہ نے بڑے بااعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین تھا۔ اس لئے میں نے تم سے رابطہ بھی قائم کیا ہے ——— سنو کرنل فریدی یا حکومت ناگالینڈ سے تمہارے مذاکرات جس نتیجے پر بھی پہنچیں مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیا تم میرے لئے ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی نقل تیار کر سکتے ہو۔ اگر کر سکتے ہو تو اس کے لئے معاوضہ بھی بتا دو اور یہ بھی بتا دو کہ یہ نقل کتنے عرصے میں تیار ہو جائے گی"

عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"دیکھو عمران تم نے آج سے دس سال قبل مجھ پر جو احسان کیا تھا۔ وہ مجھے آج تک یاد ہے۔ اگر تم اس وقت وہ احسان نہ کرتے تو میں اب تک جیل کی تنگ و

تاریک کوٹھڑی میں کہیں مر کھپ گیا ہوتا اور اس دس سال کے عرصے میں ہر لمحہ میری یہی تمنا رہی کہ تم مجھے کوئی کام بتاؤ۔ لیکن میری یہ تمنا آج پوری ہوئی ہے۔ حکومت ناگالینڈ اور کرنل فریدی سے جو کچھ طے ہو گا۔ وہ صرف کاروبار ہو گا۔ لیکن تمہارے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں یہ نقل بالکل فری بنا کر دوں گا" ——— رامیش کھنہ نے جواب دیا۔

"مگر یہ میرا ذاتی کام نہیں ہے۔ حکومت پاکیشیا کا کام ہے۔ اس لئے اسے بھی کاروبار سمجھو۔ ذاتی کام جب ہو گا تب احسان بھی اتار دینا"۔

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں حکومت پاکیشیا کو نہیں جانتا۔ صرف تمہیں جانتا ہوں۔ اگر ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی نقل تیار کر دوں گا۔ تو صرف تمہارے لئے ورنہ نہیں"۔

رامیش کھنہ نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اگر تمہاری یہی ضد ہے تو ایسے ہی سہی ——— بتاؤ یہ نقل کب تک مل سکتی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"اب تم سے چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب سے ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی بازیابی کا اعلان ہوا ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ اس کی نقلیں مجھے بنانی پڑیں گی۔ اس لئے میں نے اسی دن سے کام شروع کر دیا تھا۔ اور میں اس وقت اس کی دو نقلیں بھی تیار کر چکا ہوں"۔

رامیش کھنہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ویری گڈ" ——— عمران نے کہا اور رامیش کھنہ نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا بکس باہر نکالا ——— اس نے بکس باہر نکالا۔ تو اس میں کبوتر کے انڈوں جتنے دو ہیرے موجود تھے۔ انتہائی

خوبصورت تراش خراش کے بے حد خوبصورت۔ دونوں بالکل یکساں اور ایک جیسے تھے۔

"تو ایسا ہے ڈائمنڈ آف ڈیتھ" ——— عمران نے ایک ہیرے کو اٹھا کر بلب کی طرف کر کے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں نقل تیار کی گئی تھی ——— عمران کا اندازہ تھا کہ اچھے اچھے ماہرین چکر کھا سکتے ہیں۔ اس نے دونوں نقلوں کا جائزہ لیا۔

"ان میں سے ایک آپ میری طرف سے بطور تحفہ رکھ لیں"۔

رامیش کھنہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے دونوں کا بغور جائزہ لینے کے بعد ایک نقل واپس باکس میں رکھ دی اور دوسری اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں منتقل ہو گئی ——— رامیش کھنہ نے بھی باکس بند کر کے اسے واپس اپنی جیب میں ڈال لیا

"تم ان ہیروں کو کسٹم سے کیسے چھپا کر لے آتے تھے"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں انہیں نگل کر دوبارہ اگل سکتا ہوں" ——— رامیش کھنہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"اچھا بہت بہت شکریہ۔ اب مجھے اجازت۔ اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ ہماری یہ ملاقات خفیہ رہے گی۔ کرنل فریدی کو اس پتہ نہیں چلنا چاہیئے"

عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں تم بے فکر رہو اور یہ بھی بتا دوں کہ حکومت ایکریمیا

بھی ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی نقل بنانے کے لئے مجھ سے رابطہ قائم کر رہی ہے"۔

راہیش کھنہ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے بناتے جاؤ اور نوٹ سمیٹتے جاؤ۔ کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب نقالچیوں کو بھی فنکار کہا جاتا ہے۔ ہم تو اگر امتحان میں نقل مارتے تھے تو جوتیوں سے پیٹا جاتا تھا۔ بہرحال اپنی اپنی قسمت ہے"۔

عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا اسے اپنے پیچھے راہیش کھنہ کے قہقہے کی گونج سنائی دی۔

کیفے سے باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور پھر مختلف کوٹھیوں کی آڑ لیتا ہوا وہ دوسری سڑک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سڑک پر پہنچتے ہی اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی اور اس نے اسے ایئرپورٹ چلنے کے لئے کہا ——— تھوڑی دیر بعد وہ ایئرپورٹ پہنچ کر ٹیکسی سے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا انٹرنیشنل کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ایئرپورٹ پر زیرو سروس کے آدمی کو دیکھا۔ جو اسے دیکھتے ہی بری طرح چونکا تھا۔ اور پھر تیزی سے فون بوتھ کی طرف دوڑا تھا۔ ——— عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ انٹرنیشنل کاؤنٹر پہ پہنچتے ہی وہ رکا۔

"فرمایئے" ——— کاؤنٹر پہ موجود لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا ائر لائن کے چیف پائلٹ بابر غوری سے ملنا ہے۔ میں اس کا بھائی ہوں" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ وہ تو سپیشل روم میں ہوں گے۔ ٹھہرئیے میں فون پر آپ کی بات کروا دیتی ہوں" ——— لڑکی نے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے

ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"چیف پائلٹ بابر غوری آف پاکیشیا ائر لائن سے بات کرائیں۔ میں انٹرنیشنل کاؤنٹر سے بات کر رہی ہوں" ——— لڑکی نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"سر آپ کے بھائی کاؤنٹر پہ موجود ہیں، بات کریں" ——— لڑکی نے چند لمحوں کے انتظار کے بعد مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر مسکراتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو بابر غوری بھائی۔ میں بے غور بول رہا ہوں" ——— عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ! عمران صاحب آپ ——— خیریت" ——— غوری کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بھئی پاکیشیا واپس جانا ہے اور رقم ختم ہو چکی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے طیارے کی دم وغیرہ میں چھپا کر لے جاؤ، میں وہاں بیٹھا یہ غور کرتا رہوں گا کہ آخر تم غور کب کرتے ہو اور طیارہ کب اڑاتے ہو"! عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے ——— ٹھیک ہے میں بندوبست کر دیتا ہوں ایک گھنٹے بعد فلائٹ جانے والی ہے۔ آپ کاؤنٹر گرل کو رسیور دیں" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور اس لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ جو حیرت بھرے انداز میں عمران کی گفتگو سن رہی تھی۔ ——— "بار بار غور کرنے والوں سے بات کیجئے" عمران نے کہا اور لڑکی نے تیزی سے رسیور تھام لیا۔

"یس سر" ——— لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مس میرے کوٹے میں ان صاحب کی ٹکٹ بنا دیجئے اور پھر کسی گارڈ کے ہمراہ انہیں سپیشل روم کی طرف بھجوا دیجئے۔ تھینک یو"

دوسری طرف سے بابر غوری نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب" ——— لڑکی نے کہا اور ریسیور رکھ دیا

"پاسپورٹ ویزا جناب" ——— لڑکی نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے جیب سے دونوں چیزیں نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دی ——— پاسپورٹ ویزا اس کے اصل نام پر تھا لڑکی نے ضروری اندراجات کرنے کے بعد ٹکٹ او کے کر کے عمران کے حوالے کر دیا

"شکریہ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے اس سے تمام کاغذ لیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کی جیب کٹ گئی ہے" ——— لڑکی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"میں تو جیب کا طوطا ہی نہیں پالتا۔ البتہ بہت سی جیبیں کاٹیں سب خالی ہی نکلیں۔ پتہ نہیں اس ملک کے لوگ کب خوشحال ہوں گے" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور لڑکی کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں اسے یہ یقین نہ آ رہا تھا کہ یہ معصوم سی شکل والا خوبصورت نوجوان جیب کترا بھی ہو سکتا ہے اور پھر چیف پائلٹ کا بھائی بھی ؟

بہرحال اس نے کوئی جواب نہ دیا اور قریب کھڑے ایک گارڈ سے مخاطب ہو گئی۔

"ان صاحب کو سپیشل روم تک لے جاؤ" ——— لڑکی نے گارڈ سے کہا اور گارڈ نے سر ہلا دیا اور پھر جیسے ہی عمران گارڈ کے پیچھے چلتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے کن انکھیوں سے زیرو سروس کے آدمی کو تیزی سے کاؤنٹر کی طرف لپکتے دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی سپیشل روم میں چونکہ کسی غیر متعلق آدمی کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ اس لئے اس کی سائیڈ ہی میں وزیٹرز کے لئے ایک کیبن سا بنایا گیا تھا۔ بابر غوری وہیں عمران کے انتظار میں کھڑا تھا۔

"آیئے" ——— اس نے عمران کو دیکھتے ہی کہا اور پھر وہ ایک کونے والی میز پر بیٹھ گئے۔

"وہ کیا چیز ہے جو خفیہ طور پر لے جانی ہے" بابر غوری نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ دراصل وہ بھی سیکرٹ سروس سے متعلق تھا۔ اس لئے عمران کو اچھی طرح جانتا تھا۔ عمران نے کوڈ میں ہی اس سے یہی کہا تھا کہ وہ ایک چیز خفیہ طور پر یہاں سے لے جانا چاہتا ہے۔ اس لئے غوری نے اسے یہاں بلایا تھا۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی نقل اس نے غوری کے ہاتھ میں منتقل کر دی

"مسٹر غوری اسے چھپا کر لے جانا۔ ہو سکتا ہے کہ عین پرواز کے وقت طیارے اور مسافروں کی تلاشی لی جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہاری اور تمہارے عملے کی بھی تلاشی لی جائے" ——— عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں یہ پہنچ جائے گا۔ اب یہ میری ذمہ داری ہے" غوری نے اسے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا ——— اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور عمران سے ہاتھ ملا کر سپیشل روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب کہ

عمران بڑے مطمئن انداز میں سینچ لاؤنج کی طرف بڑھ گیا۔

سڈنی ہال شہر کے سنٹر میں ایک بہت بڑے باغ کے درمیان ایک بہت بڑی اور قدیم طرز کی عمارت پر مشتمل تھا اس کے گرد اونچے اونچے ستونوں والے برآمدے تھے اور اندر ایک بہت بڑا اور وسیع ہال تھا۔ اس ہال کے نیچے تہہ خانوں کا ایک وسیع جال بچھا ہوا تھا۔ اس ہال کے درمیان بلٹ پروف شیشے کے ایک بڑے کیبن کے اندر تاریخی اور نایاب ہیرا "ڈائمنڈ آف ڈیتھ" رکھا گیا تھا۔ شیشے کا یہ کیبن سڈنی کے سائنسدانوں اور ماہرین کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اس کیبن کے گرد دو فٹ کے فاصلے پر لوہے کے راڈ بنائے گئے تھے جو انسانی قدوقامت سے بلند تھے۔ ان راڈز کی وجہ سے کیبن کے بالکل نزدیک نہ پہنچا جا سکتا تھا کیبن کے اندر روشنی کے لئے ایٹمک بیٹری سے تیز روشنی کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس طرح اس روشنی کا کیبن کی بیرونی دنیا سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ تھا اور نہ ہی کوئی باہر سے اس روشنی کو گل کر سکتا تھا۔ کیبن جس شیشے سے بنایا گیا تھا وہ نہ صرف بلٹ پروف تھا بلکہ بم پروف اور جوڑ کے بغیر تھا۔ اسے کسی طرح بھی نہ کھولا جا سکتا تھا اور نہ توڑا جا سکتا تھا ——— ہیرے کی نیلامی کا بندوبست اسی ہال میں کیا گیا تھا اور نیلامی

کے بعد سب کے سامنے سڈنی کا صدر خود اس کیبن کو مخصوص سائنسی انداز میں کھول کر وہ ہیرا خریدنے والی پارٹی کے حوالے کرے گا۔ اور اس کے بعد اس ہیرے کی حفاظت خریدنے والی پارٹی پر ہوگی

ابھی نیلامی ہونے میں پندرہ روز باقی تھے لیکن دور دراز سے لوگ خاص طور پر اس ہیرے کو دیکھنے کے لئے سڈنی پہنچ رہے تھے کیونکہ پوری دنیا کے اخبارات نے اس ہیرے کو اپنی خبروں میں خوب اچھالا تھا۔ شام چھ بجے کے بعد ہال کو بند کر دیا جاتا تھا۔ اور پھر مخصوص سائنسی آلات سے لیس دستے ہال کے باہر برآمدوں میں مسلسل گشت کرتے رہتے تھے۔ برآمدے کے باہر چاروں طرف ایسے سائنسی آلات لگائے گئے تھے کہ اگر کوئی شخص یا جانور اس باغ میں قدم رکھتا تو مخصوص سائرن بج اٹھتے۔ عمارت پر سرچ لائٹ اس انداز میں نصب کی گئی تھیں کہ ارد گرد کا علاقہ پوری طرح روشن ہو جاتا تھا اور اس تیز روشنی میں ایک ایک تنکا صاف نظر آتا تھا۔ ہال کے اوپر چھت پر بھی مسلح فوجی دستے ساری رات پہرہ دیتے تھے اور عمارت کے چاروں کونوں پر بھاری مشین گنیں نصب کی گئی تھیں تاکہ مخصوص حالات میں ان سے کام لیا جا سکے ——— دن کے وقت بھی ہر شخص کی مکمل تلاشی لے کر اسے ہال میں جانے کی اجازت دی جاتی تھی اور ہال کے اندر ایسے خفیہ کیمرے نصب کئے گئے تھے جو اندر داخل ہونیوالوں کے ایک ایک ایکشن کو فلمبند کر لیتے تھے۔ اور وہاں پیدا ہونے والی ہر آواز کو ٹیپ کر کے باقاعدہ چیک کیا جاتا تھا۔ یہ تمام انتظامات اس لئے کئے گئے تھے کہ پوری دنیا میں یہ افواہ پھیل گئی تھی کہ ہیرے کو نیلامی سے پہلے چوری کر لیا جائے گا ——— اور ایک اخبار نے تو فورکارنرز کی طرف سے ایک چیلنج بھی چھاپ دیا تھا۔ کہ

وہ اس ہیرے کو ہر قیمت پر چوری کریں گے ——— اس خبر کے چھپتے
ہی پوری دنیا میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور فورکارنرز کے گذشتہ
تمام کارنامے شائع کرنے شروع کر دیئے۔ ان کارناموں کی اشاعت کی
ہی ہر شخص فورکارنرز سے واقف ہو گیا اسے ایسی تنظیم تھی جو تاریخی اور نایاب
چیزوں کو انتہائی ماہرانہ انداز میں چوری کرتی تھی۔ اور آج تک پکڑا نہ جا سکا
تھا۔ اس کے کارنامے شائع ہونے کے بعد ہر شخص کا یہی خیال تھا کہ فورکارنرز اس
ہیرے کو چوری کرنے میں کامیاب ہو جائے گی اور سڈنی حکام کے تمام انتظام
دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ لیکن ان افواہوں کے سامنے آنے کے بعد سڈنی
کی حکومت بھی اور زیادہ محتاط ہو گئی اور ہیرے کی چوبیس گھنٹے اس طرح
نگرانی کی جاتی تھی۔ کہ جیسے وہ اگلے لمحے چوری ہونے والا ہو۔

سڈنی ہال سے دو فرلانگ دور ایک چھوٹی سی عمارت میں فورکارنرز کے
چاروں ممبر موجود تھے۔ ان چاروں نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا
وہ چاروں ایک میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور درمیان میں رکھی ہوئی میز
پر ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ ساتھ والی میز پر بہت سے فوٹوگرافس جوڑ کر
ایک باقاعدہ تصویر بنائی گئی تھی۔ ان چاروں کے چہروں پر گہری سنجیدگی تھی

"حالات بے حد سنگین ہیں پامر! سڈنی حکومت بہت زیادہ محتاط
ہو گئی ہے"——— فینی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے انہوں نے احتیاط تو کرنی ہے۔ اب وہ لوگ سڑک پر تو
پھینکنے سے رہے ——— لیکن اب اسے چوری کرنا فورکارنرز کی عزت کا
مسئلہ بن گیا ہے"——— پامر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم اس عمارت سے سرنگ لگا کر ہال

کے نیچے تہہ خانوں تک پہنچیں۔ اور وہاں سے اس کیبن کی بنیاد توڑ کر ہیرا
نکال لیں"——— ڈریگن نے کہا۔

"نہیں میں نے معلوم کر لیا ہے۔ انہوں نے تہہ خانوں میں خفیہ الارم
در کیمرے نصب کر دیئے ہیں اور جس جگہ کیبن کی بنیاد ہے۔ اس
تہہ خانوں میں مسلح فوجی چوبیس گھنٹے موجود رہتے ہیں۔ اس لیئے اس
تجویز پر عمل نہیں کیا جا سکتا"۔

پامر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آخر یہ ہیرا کیسے چوری ہو گا"——— ڈریگن نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔ کہ جب ہیرا نیلام
ہو جائے گا۔ تو ظاہر ہے اس کیبن کو کھول کر ہیرا باہر نکالا جائے
گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کیبن کو کھولنے کا کوئی خاص طریقہ
رکھا گیا ہے۔ اگر ہمیں وہ طریقہ معلوم ہو جائے اور ہم اس کیبن کو
کھول لیں تو ہیرا نکالا جا سکتا ہے"——— پامر نے کہا۔

"لیکن اگر ہم کیبن کھول بھی لیں تو ہیرا نکالتے ہی الارم بج اٹھیں
گے اور ہم چوہوں کی طرح پکڑے جا سکتے ہیں"۔ فینی نے کہا۔

"میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہیرا کیسے چوری کیا جا سکتا ہے"۔
اچانک چوتھے آدمی رچرڈ نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اچھا وہ کیسے"——— باقی تینوں نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو دنیا بھر میں ہیروں کی
ہو بہو نقل تیار کرنے میں مہارت کا درجہ رکھتا ہے۔ اس شخص
کا تعلق ناگالینڈ سے ہے۔ لیکن وہ برسوں سے ایکمیا میں رہ

رہا ہے۔ اس کا نام رامیش کھنہ ہے۔ رامیش کھنہ جیولرز کے
ہے ان کی جیولری کی بہت بڑی دکان ہے۔ اگر حکومت انچریم
کو کہا جائے کہ وہ رامیش کھنہ سے اس ہیرے کی نقل تیار کرا
دے تو اس نقل کے ہاتھ آتے ہی ہم اعلان کر دیں گے کہ فورکارز
نے اصل ہیرا چرا لیا ہے اور اس کی جگہ اس کی نقل رکھ دی ہے۔
ہر شخص کو فوری اعتبار آجائے گا اور حکام بوکھلا جائیں گے۔ اس
کے بعد ظاہر ہے سڈنی کے حکام اس پروپیگنڈے کو ختم کرنے
لئے ہیرا شناس ماہرین کو دعوت دیں گے کہ وہ اس ہیرے کا جا
لے کر یہ رائے دیں کہ کیبن میں موجود ہیرا اصلی ہے یا نقلی ــــ چ
اس گڑبڑ میں اصل ہیرا چوری کیا جا سکتا ہے۔ چاہے ماہرین کے
روپ میں یا کسی بھی اور طریقے سے" ــــ رچرڈ نے تجویز پیش
کرتے ہوئے کہا۔
"لیکن ماہرین نے اس کا جائزہ لیتے ہوئے فوری طور پر یہ اعلا
کر دینا ہے کہ کیبن میں موجود ہیرا اصلی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوگا"
پامر نے کہا۔
"دیکھو پامر رچرڈ کی تجویز بے حد اچھی ہے۔ میں ایک ایسے
ماہر سے واقف ہوں جو ہیرا شناسی میں بین الاقوامی شہرت رکھتا
اور اس ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی تاریخ پر ریسرچ کرنے میں بھی وہ سب
سے آگے رہا ہے۔ اس کا نام کارل آکلس ہے اور وہ مغربی جوزکا رہنے
والا ہے۔ ظاہر ہے سڈنی کی حکومت جن ماہرین کو بلائے گی۔ اس میں
وہ ماہر لازمی شامل ہوگا۔ تو ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی اس

ماہر کی جگہ لے لے اور چیکنگ کے دوران ہیرا تبدیل کر دے۔ اس
کے بعد ظاہر ہے تمام ماہرین نے یہی اعلان کر دینا ہے کہ واقعی ہیرا نقلی
ہے اور اس کے ساتھ ہی فورکارنرز کا مشن مکمل ہو جائے گا"
فیلنی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"ویری گڈ۔ واقعی بے حد اچھی اور کامیاب ترین ترکیب ہے
تو پھر ہمیں سب سے پہلے اس کارل آکلس والا کام کرنا چاہئے اس
کی شخصیت کا ہر پہلو سامنے ہونا چاہئے۔ تاکہ کسی کو شک نہ ہو سکے"
پامر نے خوش ہوتے ہوئے کہا
"مگر اصل مسئلہ تو ہیرے کی نقل کا ہے ــــ پہلے وہ تو ملے"
رچرڈ نے کہا۔
"ٹھیک ہے میں حکام سے بات کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ
اس تجویز پر راضی ہو جائیں گے" ــــ پامر نے کہا۔
"تم نے اس ماہر کو دیکھا ہوا ہے" ــــ ڈیگن نے فیلنی سے پوچھا
"ہاں میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ بالکل میرے قد و قامت
کا ہے۔ میں اس کا روپ بڑی آسانی سے اختیار کر سکتا ہوں۔ کچھ تھوڑی
سی تفصیلات اور جاننی پڑیں گی" ــــ فیلنی نے کہا۔
"اوکے پھر ایسا ہے کہ آپ تینوں فوری طور پر مغربی جوزکا پہنچ
جائیں۔ میں حکام سے بات کرتا ہوں۔ جب ہیرے کی نقل مل جائے گی
تو میں وہ لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اس دوران تم اس ماہر کی شخصیت کا
تجزیہ کرو۔ جب نقل لے کر میں وہاں پہنچوں گا۔ تو ہم اس ماہر کو اغوا
کر لیں گے۔ اس کی جگہ فیلنی لے لے گا۔ اور اس ماہر کو ہم وہیں اس وقت

تک قید رکھیں گے۔ جب تک میرا تبادلہ نہیں ہو جاتا۔"
پامر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور باقی سب نے تائید میں سر ہلا دیا۔

کرنل فریدی نے اولگا بار میں جا کر اچھی خاصی انکوائری کر ڈالی لیکن وہاں کوئی بھی شخص عمران سے واقف نہ نکلا۔ البتہ ایک ویٹر نے بتایا کہ اس حلیے کا نوجوان یہاں آیا تھا۔ وہ میز پر بیٹھا چائے پیتا رہا اور پھر اٹھ کر چلا گیا۔ نہ ہی اس دوران اس سے ملنے کوئی آیا اور نہ ہی وہ خود کسی سے ملا۔ اور نہ ہی اس نے فون وغیرہ کیا۔

کرنل فریدی واپس اپنی کوٹھی پہنچ گیا۔ اس کا ذہن بری طرح الجھ گیا تھا۔ عمران کی پراسرار نقل و حرکت کا کوئی سر پیر ہی نظر نہ آرہا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہی کچھ سوچ رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس ہارڈ سٹون"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"نمبر سکس سپیکنگ سر۔۔۔۔۔ عمران آپ کی کوٹھی سے نکل کر ہمیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ پیدل چلتا ہوا ایک تنگ سی گلی میں مڑا

اور اس کے بعد اسے بہت تلاش کیا گیا۔ لیکن اس کا کہیں پتہ نہ چل سکا ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ ایئر پورٹ پر نظر آیا ہے۔ انٹرنیشنل کاؤنٹر سے اس نے پاکیشیا ایئر لائن کے چیف پائلٹ بابر غوری سے ٹیلیفون پر بات کی اور پھر اسی بابر غوری کے کہنے پر اسی کے کوٹے سے عمران کی پاکیشیا کے لئے [illegible]ٹ بنائی گئی۔ اس کے بعد وہ سپیشل روم کے سامنے والے کیبن میں بابر [illegible]وری سے چند لمحوں کے لئے ملا اور پھر پسنجر لاؤنج کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب [illegible]ی وہیں موجود ہے"۔۔۔۔۔ نمبر سکس نے عمران کے متعلق تفصیلی رپورٹ [illegible]یتے ہوئے کہا۔

"بابر غوری سے اس کی کیا بات چیت ہوئی"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹیلیفون پر تو اس نے صرف اتنا کہا کہ اس کے پاس رقم نہیں ہے اور وہ پاکیشیا جانا چاہتا ہے۔ چنانچہ بابر غوری نے اس کی ٹکٹ بنوا دی۔ البتہ [illegible]ملے میں کیا بات ہوئی ہے۔ اس سے ہم لاعلم ہیں"۔

نمبر سکس نے جواب دیا۔

"یہ فلائٹ کس وقت جا رہی ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کچھ [illegible]ر توقف کے بعد کہا۔

"آدھے گھنٹے بعد"۔۔۔۔۔ نمبر سکس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں کیپٹن حمید کو اسی فلائٹ پر بھیجتا ہوں۔ تم اس [illegible]لئے نعیم احسن کے نام سے ٹکٹ بنوا دو"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے [illegible]ہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبایا۔ تو [illegible]ملازم دروازے میں نظر آیا۔

"کیپٹن حمید کو بلاؤ" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"وہ تو جناب قاسم کے ساتھ کہیں چلے گئے ہیں" ——— ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بتا کر گیا ہوگا۔ پتہ کرو کہ کہاں گیا ہوگا۔" ——— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا اور ملازم تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

"جناب اسحاق صاحب بتا رہے ہیں کہ وہ درشن کلب گئے ہیں" ملازم نے واپس آکر جواب دیا اور کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"درشن کلب" ——— دوسرے لمحے ایک گنگناتی سی آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں۔ کیپٹن حمید قاسم کے ساتھ یہاں آیا ہے" کرنل فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

"یس سر وہ کیبن میں بیٹھے ہیں بلواؤں جناب" ——— بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہوگیا۔

"ہاں مگر جلدی" ——— کرنل فریدی نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن حمید بول رہا ہوں" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کیپٹن حمید کی جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی

"پانچ منٹ کے اندر کوٹھی پہنچو" ——— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اختر" ——— کرنل فریدی نے اٹھ کر دروازے کے باہر کی طرف بڑھتے ہوئے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ——— ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیپٹن حمید جیسے ہی پہنچے اسے لے کر فوراً ڈریسنگ روم میں آجاؤ اور ایک ٹیکسی روک رکھو" ——— کرنل فریدی نے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور ملازم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ——— ڈریسنگ روم میں پہنچ کر ابھی کرنل فریدی میک اپ کا سامان سیٹ ہی کر رہا تھا کہ کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔

"اب کیا مصیبت آگئی۔ بڑی مشکل سے قاسم کو رام کیا تھا" کیپٹن حمید نے جھلائے لہجے میں کہا۔

"تم چاہو تو قاسم کو رام کی بجائے سیتا بھی بنا سکتے ہو۔ لیکن پہلے تم نعیم الحسن بن جاؤ۔ تمہیں ابھی پندرہ منٹ بعد پاکیشیا کی فلائٹ پر سوار ہونا ہے" ——— کرنل فریدی نے اسے بازو سے پکڑ کر کرسی پر سوار ہوتے کہا۔

"پاکیشیا، کیوں" ——— کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا

"عمران کی حرکات بے حد پر اسرار ہیں۔ تم نے اس کی نگرانی کرنی ہے۔ میں خود چلا جاتا۔ لیکن آج رات مجھے یہاں ایک انتہائی ضروری کام ہے" کرنل فریدی نے اس کا میک اپ شروع کرتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے، پکڑ کر دو چار ہاتھ لگائیں۔ سب کچھ سامنے آجائے گا" کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ اور سنو عمران چیف پائلٹ بابر غوری سے ملا ہے جہاں تک میرا آئیڈیا ہے وہ یہاں سے خفیہ طور پر کوئی چیز لے جانا چاہ رہا ہے۔ جو اسے خطرہ ہے کہ اس کے پاس رہنے سے چیک ہو جائے گی۔ اس لیے

اس نے بابر غوری کو استعمال کیا ہے۔ وہ یقیناً پاکیشیا جاکر اس سے وہ چیز حاصل کرے گا۔ تم نے بس یہی چیک کرنا ہے کہ وہ بابر غوری سے کیا وصول کرتا ہے۔ اس کے بعد تم واپس چلے آنا۔"

کرنل فریدی نے میک اپ کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور اگر وہ دو چار مہینے اس سے وہ چیز وصول نہ کرے تو میں کیا کروں"

کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"پھر تم وہاں انڈے دینے شروع کر دینا۔ جب بچے ان سے نکل آئیں تو انہیں اپنے پروں میں چھپا کر واپس لے آنا۔ سمجھے"

کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن حمید کے بچے تو کیپٹن ہی رہیں گے۔ کرنل تو نہیں بن سکتے اس لئے کیا یہ بہتر نہیں کہ یہ کام آپ ہی کر لیں۔"

کیپٹن حمید نے کہا۔

"نسل باپ کی طرف سے چلتی ہے۔ اس لئے فکر مت کرو۔"

کرنل نے فاتحانہ قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید کٹ کر رہ گیا۔ کرنل فریدی نے بڑی زوردار چوٹ لگائی تھی۔

"لباس بدل کر فوراً باہر آؤ۔ میں تمہارے کاغذات نکال لوں۔"

کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر خود ڈریسنگ روم سے باہر نکلتا چلا گیا

تھوڑی دیر بعد جب کیپٹن حمید باہر آیا تو وہ ایک ادھیڑ عمر تاجر کے روپ میں تھا۔ کرنل فریدی نے اسے کاغذات دیئے اور پھر اسے ٹیکسی میں بٹھا دیا

"ایئرپورٹ پہنچتے ہی تمہیں ٹکٹ مل جائے گا۔ اور سنو عمران بیحد ہوشیار آدمی ہے۔ اس لئے کوئی حماقت کرنے کی کوشش نہ کرنا۔"

کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا اور ٹیکسی کے روانہ ہوتے ہی وہ واپس کوٹھی میں آگیا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ عمران کی اس پراسرار نقل و حرکت کا کوئی نہ کوئی سراغ ضرور مل جائے گا۔

کمرے میں پہنچتے ہی اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"نمبر سکس" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کیپٹن حمید ٹیکسی نمبر ایف کے زیرو سکس زیرو ون پر ایئرپورٹ پہنچ رہا ہے۔ نعیم الحسن کے میک اپ میں۔ اسے ٹکٹ دے دی جائے"

کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر" دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے رسیور اٹھایا۔

"یس ہارڈ سٹون" کرنل فریدی کا لہجہ بیحد سخت تھا۔

"راٹھور بول رہا ہوں" دوسری طرف سے ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"اوہ جناب فرمائیے" کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

راٹھور وزارت داخلہ کا چیف سیکرٹری تھا۔

"کرنل ایڈمنسٹریٹر آف ڈیتھ کے متعلق بڑی تشویشناک خبریں مل رہی ہیں" راٹھور نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا خبریں؟" ——— کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا

"کوئی چوروں کی تنظیم ہے فورکارنرز۔ اس کے متعلق بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ نیلامی سے پہلے اس ہیرے کو چرا لے گی۔ اس کی طرف سے اخبارات میں چیلنج بھی چھپا ہے۔" راتھور صاحب نے کہا۔

"فورکارنرز! اوہ واقعی وہ تو ان معاملات میں بے حد مشہور ہے۔"

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"پھر اس سلسلے میں کیا کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ واقعی ہیرا چوری ہو جائے۔"

راتھور نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اس کے لئے پروگرام بنا لیا ہے۔ آپ کو یہ بھی اطلاع دے دوں کہ پاکیشیا بھی یہ ہیرا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کا نمائندہ علی عمران مجھے خود آکر بتا گیا ہے۔ اس لئے اب یہ ضروری ہے کہ اس ہیرے کو نیلام ہونے سے پہلے اڑا لیا جائے" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ تو کیا تم ہیرے کو چوری کرنے کا سوچ رہے ہو؟"

راتھور صاحب کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں اسے وقتی طور پر چوری ہی کیا جا سکتا ہے۔ رامیش کھنہ سے ہم نقل تیار کروا رہے ہیں۔ پہلے میرا پروگرام اور تھا۔ کہ میں اصل ہیرا خرید کر اسے ہی فوراً ناگالینڈ بھجوا دوں گا اور نقل کو لے کر سرکاری طور پر آؤں گا۔ تاکہ اگر ہیرا چوری کرنے کی کوشش کی جائے تو اصل بچ جائے۔ لیکن اب پاکیشیا کے درمیان میں آنے سے میرا پروگرام بدل گیا ہے۔ اب میرا پروگرام یہ ہے کہ میں اصل ہیرا پہلے ہی چوری کر کے اس کی جگہ نقل رکھ دوں گا۔ اور اگر نیلامی میں بولی ہمارے حق میں رہی تو ہم وہ نقل بھی لے لیں گے۔ اور کسی کو پتہ نہ چل

سکے گا۔ لیکن اگر بولی کسی اور کے حق میں گئی تو وہاں اعلان کر دیں گے۔ کہ ہیرا نقلی ہے۔ اس طرح بولی ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد ہیرے کی برآمدگی رہ جائے گی۔ وہ ہم اعلان کر دیں گے کہ ہم نے فورکارنرز یا کسی اور سے برآمد کر لیا ہے۔ اس طرح ہم اس کے قانونی مالک بننے کے لئے اس تنظیم سے براہ راست سودہ بازی کر سکیں گے۔"

کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ واقعی انتہائی خوبصورت اور ذہانت آمیز منصوبہ ہے۔"

راتھور کے لہجے میں زبردست تحسین نمایاں تھی۔

"لیکن اب ہمیں جلدی کرنی پڑے گی۔ ایسا نہ ہو کہ فورکارنرز واقعی ہیرا لے اڑے اور ہم منہ دیکھتے رہ جائیں۔"

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسا مناسب سمجھو کرو۔ ہمیں بہرحال وہ اصلی ہیرا چاہیئے۔" ——— راتھور صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں اب جب کہ کرنل فریدی سامنے آ ہی گیا ہے تو اب ہیرا ہر قیمت پر ناگالینڈ ہی پہنچے گا۔" ——— کرنل فریدی نے مضبوط اور با اعتماد لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین ہے اچھا خدا حافظ۔"

راتھور صاحب نے کہا اور کرنل فریدی نے بھی خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

جہاز جیسے ہی فضا میں بلند ہوا۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے بیلٹ کھولنی شروع کر دی۔ اس کی توقع کے برخلاف عملے۔ مسافروں یا طیارے کی تلاشی نہ لی گئی تھی۔ اور یہی بات اسے کھٹک رہی تھی۔ کیونکہ وہ فریدی کی فطرت کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ زیرو سروس نے اس کے غائب ہو جانے اور پھر ایئر پورٹ پر پہنچ کر چیف پائلٹ سے ملنے کی رپورٹ کرنل فریدی کو پہنچا دی ہوگی اور ظاہر ہے کرنل فریدی یہی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ عمران کوئی چیز خفیہ طور پر نکالنا چاہتا ہے۔ اس لئے اسے یقیناً تلاشی لینی چاہیئے تھی۔ لیکن وہاں ہر چیز نارمل انداز میں ہوئی۔ حتیٰ کہ معمول کے تلاشی اور چیکنگ کے وقت بھی زیرو سروس کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا اور وہ بری طرح چونک کر سر ہلانے لگا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ کرنل فریدی تلاشی لینے کی بجائے دوسرا راستہ بھی اختیار کر سکتا ہے۔

وہ خود یا اس کا کوئی آدمی اس جہاز میں سوار ہو کر عمران کے ساتھ سفر کر سکتا ہے۔ تاکہ پاکیشیا پہنچ کر جب وہ چیف پائلٹ سے وہ ہیرا وصول کرے تو وہ آدمی کرنل فریدی کو رپورٹ کرے کہ عمران کیا چیز یہاں سے لے جا رہا ہے۔

یہ خیال آتے ہی اس نے بڑی محتاط نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے جہاز میں موجود مسافروں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار جہاز میں سوار ہوا ہو اور اب حیرت بھرے انداز میں جہاز کو دیکھ رہا ہو۔ لیکن کوئی مسافر بھی اسے مشکوک نظر نہ آیا۔ کسی پر اسے شک نہ گذرا ——— اسی لمحے کاک پٹ کا دروازہ کھلا، اور چیف پائلٹ باہر غوری اندر سے نکل کر طیارے کی دم میں موجود ٹوائلٹ کی طرف بڑھتا نظر آیا ——— عمران اسے دیکھ کر چونک پڑا۔ کیونکہ پائلٹس اور عملے کے لئے کاک پٹ کے قریب ہی ایک ٹوائلٹ موجود تھا۔ پھر چیف پائلٹ مسافروں والے ٹوائلٹ میں کیوں جا رہا تھا ——— لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا ——— اسی لمحے اچانک اسے اپنے پیچھے ایک آواز سنائی دی کوئی شخص ایئر ہوسٹس سے بڑی لگاوٹ آمیز باتیں کر رہا تھا۔ آواز سنتے ہی عمران چونک پڑا۔ آواز کا لہجہ گو بدلا ہوا تھا۔ لیکن وہ آواز کی اصلیت کو پہچان گیا تھا ——— یہ آواز کیپٹن حمید کی تھی۔ ایئر ہوسٹس ہنستی ہوئی آگے بڑھی۔ تو عمران نے مڑ کر دیکھا اور پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اب وہ کیپٹن حمید کو پہچان گیا تھا ——— کیپٹن حمید گو بہترین میک اپ میں تھا۔ لیکن اس کی ایک لاشعوری عادت نے اس کا بھانڈہ پھوڑ دیا تھا ——— عمران جانتا تھا کہ کیپٹن حمید جب بھی کوئی خوبصورت بات کرتا یا کسی لڑکی کی باتوں سے لطف اندوز ہوتا تو وہ لاشعوری

طور پر کان کی مسلنے لگتا تھا اور جب عمران نے مڑ کر دیکھا تو اس وقت کیپٹن حمید بھی یہی حرکت کرنے میں مصروف تھا۔ وہ اس کی پشت پر دوسری سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"تو یہ بات ہے کرنل فریدی نے اسے بھیجا ہے"۔

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھ سے کچھ فرمایا ہے"۔ —— ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے سے آدمی نے چونک کر عمران سے پوچھا۔

"جی ہاں میں پوچھ رہا تھا کہ اس ایئر ہوسٹس کی عمر کیا ہو گی"۔

عمران نے معصوم سی شکل بناتے ہوئے کہا

"کیوں تمہیں اس کی عمر سے کیا لینا ہے"۔ —— بوڑھے نے حسب توقع جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ نے اتنی عمر اللہ میاں سے لے کر کیا حاصل کیا ہے۔ میں نے سوچا آپ اس معاملے میں تجربہ کار ہوں گے"۔

عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم ذاتیات پر اتر آئے ہو"۔ —— بوڑھے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"آپ نے جو ذاتیات کو پلیٹ فارم بنا رکھا ہے کہ جو چاہے بغیر کرایہ دیئے اتر آئے"۔ —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہوسٹس پلیز۔ ہوسٹس پلیز"۔ —— اچانک بوڑھے نے چیخنا شروع کر دیا

"یس سر کیا بات ہے"۔ —— ہوسٹس تیزی سے ادھر لپکی۔

"یہ آپ کی عمر معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے بہت سمجھایا کہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اپنی بیٹی کی عمر سمجھ لیں۔ مگر یہ مانتے ہی نہیں"۔

بوڑھے کے بولنے سے پہلے عمران کی زبان چل نکلی۔

"تم تم۔ میری بیٹی کی بات کر رہے ہو۔ نالائق۔ بدتمیز"۔

بوڑھے نے غصے سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"ارے ارے محترم تشریف رکھئے"۔ —— ایئر ہوسٹس نے بوکھلا کر کہا۔

"نہیں میں اس بدتمیز کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا"۔ —— بوڑھے نے اچھل کر درمیان گیلری میں آتے ہوئے کہا۔

"ان پر دورے پڑتے ہیں انہیں تو ٹائلٹ میں بٹھا دو"۔

عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور بوڑھا اسپرنگ کی طرح لپکا جیسے ابھی اس کا گلا گھونٹ دے گا۔ مگر سٹیورڈ نے جو یہ جھگڑا سن کر وہاں پہنچ گیا۔ بڑی مشکل سے بوڑھے کو تھاما۔

"پلیز آپ ادھر آجائیں"۔ —— ایئر ہوسٹس نے پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا —— کیپٹن حمید نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ساتھ والی سیٹ پر آ بیٹھا۔ بوڑھے کو سمجھا بجھا کر پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا گیا مگر وہ ابھی تک بڑبڑا رہا تھا —— عمران اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اس نے بوڑھے سے جھگڑا بھی اس لئے کیا تھا۔ تاکہ سیٹ بدل جائے اور اسے معلوم تھا کہ ایئر ہوسٹس پیچھے بیٹھے کیپٹن حمید سے ہی

درخواست کرے گی کیونکہ نزدیک ترین غیر متعلق آدمی وہی تھا۔ سامنے والی سیٹ پر چونکہ دو بوڑھی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اس لئے ان کے اٹھائے جانے کا کوئی سکوپ نہ تھا۔

"مجھے نعیم الحسن کہتے ہیں" ـــــــ کیپٹن حمید نے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہی اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"کون کہتے ہیں" ـــــ عمران نے یوں چونک کر پوچھا جیسے کہنے والے مجرم کہتے ہوں۔

"یہ میرا نام ہے" ـــــ کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اپنے میک اپ کی وجہ سے سنجیدہ رہنے پر مجبور تھا کیوں کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ عمران پر اس کی شخصیت کھل جائے۔

"اچھا اچھا ـــــ بڑا خوبصورت نام ہے ـــــ یوں لگتا تھا کہ جیسے دہی کو آگ پر چڑھایا جا رہا ہو" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دہی کو آگ پر ـــــ آپ کا اوپر والا خانہ خالی تو نہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا تو پھر ایسا ہوگا کہ آگ کو دہی پر چڑھا دیا گیا ہوگا ـــــ بہرحال خوبصورت نام ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"آپ کا نام کیا ہے" ـــــ کیپٹن حمید نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے ـــــ اور آپ کو کسی کے ذاتی مسائل میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے" ـــــ عمران الٹا اس پر چڑھ دوڑا۔

"اوہ! ـــــ واقعی خالی ہے" ـــــ کیپٹن حمید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اچھا واقعی سچ سچ۔ پھر آپ نے اپنے خلائے کو بھرنے کے لئے کیا استعمال کیا ہے۔ میرا خیال ہے بھس ہی بھرا ہوگا۔ وہی ایک ایسی چیز ہے جو مفت مل جاتی ہے" ـــــ عمران نے بڑے ہمدردانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید ہونٹ کاٹتا رہ گیا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی مچی ہوئی تھی۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اپنی اصلی جون میں آکر اس کو ترنت جواب دے۔ مگر پھر کرنل فریدی کا خیال آجاتا۔

"آپ خاموش ہو گئے۔ یہاں ناگا لینڈ میں میرا ایک دوست رہتا ہے کرنل فریدی ـــــ بیچارہ کئی سالوں سے کرنل ہے۔ حالانکہ اس کا دعویٰ ہے کہ اس کے پاس عقل نام کی چیز وافر مقدار میں ہے۔ بلکہ اس نے اپنے ایک ماتحت کی عقل بھی لے کر اپنے کھاتے میں ڈال ہوئی ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی وہ کرنل ہی چلا آ رہا ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کرنل فریدی کو جانتے ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اسے شک ہو گیا تھا کہ عمران اسے پہچان گیا ہے تب ہی اس نے یہ بات کی ہے۔

"ارے مجھ سے زیادہ اور کون جانے گا۔ اسے! بیچارہ کرنل ـــــ ابھی اسے الو بنا کر آ رہا ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کرنل فریدی تم جیسے مسخروں کے بس کا روگ نہیں ہے سمجھے۔ اس لئے فضول گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ کیپٹن حمید نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا ـــــ اس کے ذہن پر جھنجھلاہٹ سوار ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"واہ کیسے نہیں ہے۔ اس نے خود ایک مسخرہ پال رکھا ہے۔ اسے وہ کیپٹن

حمید کہتا ہے اور وہ بے چارہ کیپٹن وہ سمجھتا ہے کہ وہ بیحد خوبصورت اور دلکش آدمی ہے اور لڑکیاں اس پر مرتی ہیں۔ حالانکہ لڑکیوں کو تو صرف اس کا مسخرہ پن اچھا لگتا ہے"۔ ——— عمران نے اب کھل کر چوٹ کر دی
"تم بکواس سے باز نہیں آ سکتے تو خاموش ہو جاؤ۔ ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"
کیپٹن حمید نے غصے سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔
" بالکل بالکل اسی طرح اس مسخرے کو آئینہ دکھایا جائے تو غصے سے کانپنا شروع ہو جاتا ہے"۔ ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور معاملہ اب کیپٹن حمید کی برداشت سے باہر ہو گیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ گھمایا۔ مگر عمران تو پہلے ہی ایسے ردعمل کے لئے تیار تھا۔ وہ تیزی سے نیچے کو جھکا۔ اور کیپٹن حمید کا ہاتھ گھومتا ہوا پچھلی سیٹ پر بیٹھے۔ اس بوڑھے کے چہرے پر پوری قوت سے پڑا اور چٹاخ کی زوردار آواز سے طیارے کا پرسکون ماحول گونج اٹھا۔ ——— بوڑھا چیختا ہوا پہلو کے بل درمیانی گیلری میں گرا۔
" ارے ارے جھگڑا ہو گیا۔ بچاؤ بچاؤ"۔ ——— عمران نیچے ہوتے ہی تیزی سے اچھلا اور کاک پٹ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ بوڑھا نیچے گر کر اٹھتے چیخا اور کیپٹن حمید پر ٹوٹ پڑا۔ اس کے منہ سے مغلظات کا طوفان نکل رہا تھا۔ ——— ائر ہوسٹس سٹیورڈ کے ساتھ ساتھ باقی مسافر بھی ان دونوں کے درمیان بیچ بچاؤ میں مصروف ہو گئے۔
"کیا بات ہے کیا جھگڑا ہے"۔ ——— چیف پائلٹ بابر غوری چیخنے چلانے کی آوازیں سنتے ہی کاک پٹ سے باہر آ گیا۔ جب کہ عمران اسی کی طرف دوڑا چلا جا رہا تھا۔ اس نے عمران سے ہی پوچھا۔

"ائیرپورٹ سے اتر کر سیدھے چلے جانا میں بعد میں کنٹیکٹ کر لوں گا"۔ عمران نے بڑے دھیمے لہجے میں کہا۔ اور پھر پائلٹ کا بازو پکڑ لیا۔
"جج جناب دو پاگل لڑ پڑے ہیں"۔ ——— عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور پائلٹ اس سے بازو چھڑا کر آگے بڑھ گیا۔
" بوڑھا ابھی تک چیخ چلا رہا تھا۔ جب کہ کیپٹن حمید بے بسی سے ہونٹ کاٹے جا رہا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ عمران نے اسے خواہ مخواہ پھنسا دیا ہے
بہر حال بڑی مشکل سے بوڑھے کو راضی کیا۔ اور سیٹ پر بٹھایا گیا۔ عمران کو علیحدہ سیٹ دی گئی اور کیپٹن حمید کے ساتھ ایک اور صاحب کو بٹھایا گیا۔ تب جا کر سکون ہوا ——— اب عمران بڑے مطمئن انداز میں آنکھیں بند کئے سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے اس کا مقصد حل ہو گیا ہو۔
جہاز جب پاکیشیا ائیرپورٹ پر اترا تو عمران بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا نیچے اترا اور پھر کسٹم اور دوسرے ضروری کاؤنٹروں پر سے ہوتا ہوا ائیرپورٹ کی عمارت سے باہر نکل کر ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیپٹن حمید اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ عمران کو ٹیکسی کی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ بھی ایک ٹیکسی کی طرف لپکا۔
" اجی حضرت نعیم الحسن صاحب ادھر ہی آ جائیے۔ آدھا کرایہ دے دیجئے گا"۔ ——— عمران نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر کیپٹن حمید کی طرف ہانک لگاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید مسکراتا ہوا ادھر ہی بڑھتا چلا آیا۔
"آپ نے کہاں تشریف لے جانی ہے"۔ ——— عمران نے بڑے پر تکلف لہجے میں پوچھا۔

"جہاں آپ جائیں گے" ——— کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب اس نے اپنے دماغ کو ٹھنڈا کر لیا تھا۔

"اوہ ویری گڈ، ویری گڈ۔ میرا پہلے بھی یہی خیال تھا۔ آئیے تشریف لائیے" عمران نے اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"کہاں جانا ہے صاحب" ——— ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کرتے ہوئے مڑ کر پوچھا

"پاگل خانے" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"جی کیا کہا" ——— ٹیکسی ڈرائیور نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"بھئی حیران کیوں ہو رہے ہو۔ میں پاگل خانے کا ڈاکٹر ہوں اور یہ مریض" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور اب حیرت سے کیپٹن حمید کی طرف دیکھنے لگا۔

"یار گھور کیوں رہے ہو۔ پاگل خانے جاتے وقت تو لوگ اپنے آپ کو وزیر اعظم کہتے ہیں یہ تو پھر بھی ڈاکٹر ہی کہہ رہے ہیں"

کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو مریض نہ سہی وزیر اعظم سہی کوئی فرق نہیں پڑتا" ——— عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے بغیر کچھ سوچے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

ایک موڑ مڑتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے ایک بار پھر مڑ کر پوچھا۔

"جناب کیا واقعی آپ نے پاگل خانے جانا ہے" ——— ٹیکسی ڈرائیور کو شاید یقین نہ آ رہا تھا۔

"چلو اگر تم گھبراتے ہو تو کسی کیفے پر اتار دو۔ ہم لوگ بھی ذرا چائے وغیرہ پی لیں" ——— عمران نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے فوراً ہی گاڑی موڑی اور اسے نزدیکی کیفے کے سامنے روک دیا۔ وہ شاید جلد از جلد ان عجیب و غریب قسم کے مسافروں سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔ ——— کار رکتے ہی عمران نیچے اترا اور اس نے جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینک دیا۔

"باقی تم رکھ لو" ——— عمران نے بڑی بے نیازی سے کہا اور مڑ کر کیفے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید بھی ظاہر ہے اس کے پیچھے تھا۔

عمران کیفے میں داخل ہوتے ہی کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیفے کا مالک شاید عمران سے واقف تھا۔ اس لئے عمران کو دیکھتے ہی اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ارے عمران صاحب، آپ اور یہاں زہے نصیب" ——— مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی تم ہائے نصیب کا نعرہ لگانا شروع کر دوگے۔ جب میں نے تمہارے فون پر کال کرنی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں آپ کے لئے تو پورا کیفے حاضر ہے" ——— مینجر نے ہنستے ہوئے فون عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اور عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ ——— کیپٹن حمید خاموشی سے ساتھ کھڑا تھا۔

"ہارڈ سٹون" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی ——— عمران نے شاید سٹاٹ کے ذریعے ڈائریکٹ کال کی تھی۔ اور نمبر فریدی کے گھمائے تھے۔ کیپٹن حمید شاید اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ اس لئے وہ عمران کو فریدی کے نمبر گھماتے نہ دیکھ سکا تھا۔

"ستون تو ہوتا ہی ہارڈ ہے۔ اگر وہ ہارڈ نہ ہو تو پھر سینڈ یعنی ریت نہ بن جائے۔ اس لئے خالی ستون کہہ دینا ہی کافی ہے۔ خواہ مخواہ زیادہ الفاظ بول کر کیوں آپ اپنی انرجی ضائع کرتے رہتے ہیں۔"

عمران نے مخصوص انداز میں چہکتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید عمران کی گفتگو سن کر چونک پڑا۔

"اوہ تم کیا پاکیشیا سے فون کر رہے ہو۔" —— دوسری طرف سے کرنل فریدی نے پوچھا۔

"جو خرچہ بچانے کے لئے میں آپ کے پاس آیا تھا۔ وہ آخر آپ نے کرا ہی دیا۔ آپ کا نعیم الحسن میرے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ کہتا ہے کہ کرنل فریدی کا اوپر والا خانہ خالی ہے۔ میں نے اسے لاکھ سمجھایا ہے کہ خالی نہیں ہو سکتا۔ کوئی نہ کوئی چیز تو بھری ہی ہوگی۔ مگر یہ مانتا ہی نہیں۔ میں نے اسے کیپٹن حمید کی مثال دی تو یہ لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ اب آپ ہی اسے سمجھائیں۔"

عمران نے بڑے شوخ لہجے میں کہا۔

"اوہ مجھے پہلے ہی خطرہ کہ وہ تم سے بھڑ جائے گا۔ اسے فون دو۔"

کرنل فریدی نے دوسری طرف سے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"لیجئے نعیم الحسن صاحب کرنل فریدی سے خود پوچھ لیجئے کہ ان کے اوپر والے خانے میں کیا بھرا ہوا ہے۔" —— عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور کیپٹن حمید کی طرف بڑھا دیا۔ اور کیپٹن حمید نے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے رسیور پکڑ لیا۔

"یس۔" —— کیپٹن حمید نے بدستور بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"حمید تم اب نالائق ہوتے جا رہے ہو۔ اسی طرح نگرانی کی جاتی ہے کہ تم

اس کے ساتھ کھڑے ہو اور وہ تمہیں پہچان چکا ہے۔" —— کرنل فریدی نے خشک اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"پتہ نہیں اس نے مجھے کیسے پہچان لیا۔ حالانکہ میں نے تو کوئی ایسی حرکت نہیں کی۔" اس بار کیپٹن حمید نے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تو نگرانی فضول ہے۔ تم واپس آ جاؤ اور فون عمران کو دو۔"

کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا اور کیپٹن حمید نے رسیور ایک جھٹکے سے عمران کے ہاتھ میں دیا اور پھر تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑتا چلا گیا۔

"ارے ارے رکو تو سہی وہ پاگل خانے نہیں چلنا ہے۔" —— عمران نے اسے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مگر کیپٹن حمید کے قدم اور تیز ہو گئے اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کیفے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"آپ نے خواہ مخواہ نعیم الحسن کو ناراض کر دیا۔ کم از کم تین دن میں مہمانی تو کرتا۔" —— عمران نے ناراض ہونے والے لہجے میں کہا۔

"چھوڑو اس کا ذکر تم یہ بتاؤ کہ تم ناگالینڈ سے کیا سمگل کر لائے ہو۔"

کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سمگل ارے باپ رے۔ ڈیڈی کو نہ بتا دینا ورنہ وہ میری کھال اتار کر اس کی جا نماز بنا کر نماز پڑھنا شروع کر دیں گے۔"

عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ تو تم بتانا نہیں چاہتے۔ ٹھیک ہے میں خود ہی معلوم کر لوں گا۔ ویسے میں تمہیں ایک مشورہ دے رہا ہوں کہ اس ہیرے کو خریدنے کے لئے تم سڈنی نہ آنا۔ ورنہ تمہیں شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ اور ظاہر ہے مجھے تو بہرحال یہ منظر پسند نہیں آئے گا۔ مگر کیپٹن حمید ضرور تمہاری شکست پر قہقہے لگائے گا۔"

کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو

"شکست مؤنث ہے کرنل اور مؤنث ہمارے نصیب میں کہاں"

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے جی سے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر پھینکا اور واپس مڑ گیا۔

"ارے عمران صاحب اس کی کیا ضرورت تھی"

مینیجر نے اخلاق برتتے ہوئے کہا۔

"اچھا ضرورت نہیں تو مجھے دے دو۔ میں کسی ضرورت مند کو دے دوں گا" ——— عمران تیزی سے مڑا مگر مینیجر نے جلدی سے نوٹ جھپ کر کیش بکس میں ڈال دیا۔ اور پھر شرمندہ سے لہجے میں ہنسنے لگا۔ عمران بھ مسکراتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا کیفے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

سنڈنی ہال میں آج معمول سے کہیں زیادہ رش تھا۔ لوگ قطاروں کی صورت میں ہال میں داخل ہوتے اور پھر ہیرے کے کیبن کے گرد گھومتے ہوئے دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتے۔ پورے ہال میں مسلح پولیس کے دستے پھیلے ہوئے تھے۔ ہر شخص کی اندر آتے ہوئے سائنس آلات کی مدد سے مکمل تلاشی لی جاتی اور کسی کو اندر کوئی بیگ یا تھیلا لے جانے کی اجازت نہ تھی۔ ہیرے دیکھنے والوں میں ہر ملک اور قوم کے افراد شامل تھے۔ جیسے جیسے ہیرا نیلام ہونے کی تاریخ نزدیک آتی جا رہی تھی، لوگوں میں اس ہیرے سے دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی۔ اور دور دور سے لوگ اس ہیرے کو دیکھنے کے لئے سنڈنی پہنچ رہے تھے سنڈنی کے بازاروں میں یکلخت رش پڑ گیا تھا۔ یوں لگتا تھا۔ جیسے کوئی بہت بڑا میلا ہو رہا ہو۔ تاجروں کی چاندی ہو رہی تھی اور وہ دھڑا دھڑ سامان فروخت کر رہے تھے۔

ہوٹلوں میں کمرے خالی نہ رہے تھے۔ اور اب تو سنڈنی کے حکام بھی پچھتا رہے تھے۔ کہ انہوں نے خواہ مخواہ اس تنظیم کو ہیرا نیلام کرنے کی اجازت

دے دی۔ اگر یہ ہیرا سٹڈنی میں رہتا تو ملک کی آمدنی میں بے تحاشا اضافہ ہو
اور اب اس رش کو دیکھتے ہوئے انہیں احساس ہو رہا تھا۔ کہ مختلف ممالک
اس ہیرے کی خریداری میں کیوں دلچسپی لے رہے ہیں۔ لیکن اب فیصلہ بدلا نہ جا
تھا۔ اور بحیثیت میزبان وہ خود اس نیلامی میں حصہ نہ لے سکتے تھے۔ اب تو
کے ذمہ صرف ایک ہی کام رہ گیا تھا۔ کہ وہ اس ہیرے کی حفاظت کریں
یہ فرض وہ پوری تندہی سے سرانجام دے رہے تھے۔

کرنل فریدی ایک ادھیڑ عمر سیاح کے روپ میں قطار میں شامل ہو
ہال کے اندر داخل ہوا۔ وہ کیپٹن حمید اور زیرو سروس کے مخصوص گروپ
ساتھ ہی آج ہی سڈنی پہنچا تھا۔ اور یہاں اپنے پروگرام پر عمل کرنے
سے پہلے اس نے ایک نظر اصل ہیرے پر ڈالنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ اس
کا صحیح طور پر اندازہ لگایا جا سکے کہ جو نقل رامیش کھنہ نے اس کے حوالے کی
کیا وہ واقعی اصل ہیرے کی ہو بہو نقل ہے۔ کیونکہ اسی بات پر اس کے سا
پروگرام کا دار و مدار تھا۔

ہال میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا کیبن کی طرف بڑھا اور چند لمحوں تک
کیبن کے اندر رکھے ہوئے اس تاریخی ہیرے کو غور سے دیکھتا رہا اور پھ
مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ہیرے کی طرف سے اسے پوری تسلی ہو گئی تھی
کیبن میں رکھا ہوا ہیرا اصلی ہے۔ وہ بڑے سے بڑے جوہری سے بھی زیا
ہیرا شناسی میں مہارت رکھتا تھا۔ اس کے پاس تاریخی اور نادر قسم کے ہی
موجود تھے۔ جو اس نے دنیا بھر میں گھومتے ہوئے بڑی خطیر رقمیں خرچ کر
حاصل کئے تھے۔ اگر اس تاریخی ہیرے کو خریدنے کے لئے اس کی حکومت
درمیان میں نہ کود پڑتی تو وہ یقیناً اپنے خزانے کے لئے یہ ہیرا ذاتی طور پر

خریدنے کی کوشش کرتا لیکن حکومت کے درمیان میں آجانے سے وہ مجبور ہو گیا تھا۔ اسے اصلی ہیرے کو کیبن میں دیکھ کر یہ اطمینان ہو گیا تھا۔ کہ افواہوں کے مطابق فورکارنرز ابھی تک اس ہیرے کو نہیں چرا سکے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی تسلی ہو گئی تھی کہ رامیش کھنہ کی دی ہوئی نقل واقعی اصل ہیرے کی بہترین نقل تھی اور صرف مہارت بھری نظریں ہی ان دونوں کے درمیان فرق تلاش کر سکتی تھیں۔ وہ مطمئن ہو کر درمیانی دروازے سے باہر نکلا اور پھر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

"شان کان سٹریٹ" کرنل نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی اور کرنل فریدی خاموش بیٹھا اپنے منصوبے کے بارے میں سوچتا رہا۔ ٹیکسی مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ایک ویران سی سڑک پر پہنچی تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔ آتے وقت اس کی ٹیکسی اس ویران سڑک پر سے گزر کر نہ آئی تھی۔

"یہ تم کہاں جا رہے ہو؟" ——— کرنل فریدی کے لہجے میں غراہٹ تھی

"شان کان سٹریٹ جناب" ——— ٹیکسی ڈرائیور نے مڑ کر مؤدبانہ لہجے

"مگر آتے وقت تو یہ ویران سڑک نہیں آئی تھی" ——— کرنل فریدی کی غراہٹ بدستور لہجے میں موجود تھی۔

"جناب آپ غیر ملکی معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں ہر سڑک پر یک طرفہ ٹریفک کا نظام رائج ہے۔ واپسی کے لئے اسی سڑک پر ہی سے گزرا جا سکتا ہے"

ٹیکسی ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی خاموش ہوگیا لیکن اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ وہ کسی بھی لمحے کسی بھی واقعے سے نپٹنے کے لیے ذہنی طور پر پوری طرح تیار تھا۔ لیکن ٹیکسی ایک موڑ مڑ کر جیسے ہی آگے بڑھی تو کرنل فریدی کے حلق سے اطمینان کی ایک طویل سانس نکل گئی۔ کیونکہ ٹیکسی واقعی شان کان سٹریٹ پر پہنچ گئی تھی۔ وہ اس سٹریٹ کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

"شان کان سٹریٹ آگئی ہے جناب آپ نے کہاں اترنا ہے"

ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"پہلے چوک پر اتار دو" ——— کرنل فریدی نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے تھوڑی دیر بعد چوک پر ٹیکسی روک دی۔ کرنل فریدی نیچے اترا۔ اس نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور ٹیکسی ڈرائیور سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔ کرنل فریدی اس وقت تک وہیں کھڑا رہا۔ جب تک کہ ٹیکسی آگے آنے والا ایک موڑ مڑ کر اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہوگئی۔

کرنل فریدی ٹیکسی کے نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہی اطمینان سے قدم بڑھاتا چلا گیا اور پھر قریب ہی ایک چھوٹی سی خوبصورت کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے کال بیل کا بٹن تین بار مخصوص انداز میں دبایا۔ تو کوٹھی کا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور کرنل فریدی اندر داخل ہوگیا۔

"کیا ہوا دیکھ آئے ہیرا" ——— کمرے میں موجود کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"ہاں دیکھ آیا ہوں۔ واقعی انتہائی نادر و نایاب قسم کا ہیرا ہے۔"

کرنل فریدی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن بے جان ہے۔ جاندار ہیرے دیکھنے ہوں تو آپ میرے ساتھ چلنے

یقین کیجئے آئندہ آپ ایسے بے جان ہیروں کا نام بھی نہ لیں گے۔"

کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جاندار ہیرے کاٹ بھی لیتے ہیں اور ان کا کاٹا تو پانی بھی نہیں مانگتا۔"

کرنل فریدی نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بھی شاید موڈ میں تھا۔

"پانی مانگنے کی ضرورت ہی کسے کم بخت کو رہتی ہے۔ انسان بس دیکھتے ہی پوری طرح سیراب ہو جاتا ہے۔" کیپٹن حمید نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہوتا کیپٹن حمید صاحب تو تمہیں ایک سے دوسرے ہیرے کی تلاش نہ رہتی اور تم اب بد مذاق بھی ہوتے جا رہے ہو۔

دیکھنے سے تو تشنگی بڑھتی ہے۔" کرنل فریدی نے بڑے فلسفیانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے آپ تو مجھ سے بھی بڑے ہیرا شناس نکلے۔ تو پھر کیا خیال ہے۔ چلیں یہ بھی آزمائش ہو جائے کہ تشنگی بڑھتی ہے یا آدمی سیراب ہو جاتا ہے۔"

کیپٹن حمید نے جلدی سے اپنے مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

"حمید ہم یہاں ایک مخصوص مشن پر آئے ہیں۔ ہیرا ہم نے ہر قیمت پر حاصل کرنا ہے اور وقت بے حد کم رہ گیا ہے۔" ——— کرنل فریدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ تو خواہ مخواہ ہر معاملے میں سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ آپ ایک ملک کے نمائندہ بن کر یہاں آئے ہیں۔ بولی ہوگی۔ خوب دل بھر کر بولی دیجئے۔ آپ کی جیب سے تو رقم نہیں جاتی۔ آخر کہیں تو جا کر بولی ختم ہو گی اور ہیرا آپ کا ہوگا۔"

کیپٹن حمید نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا جیسے کوئی تشویش کی بات رہی نہ ہو۔

"اور اگر نیلامی سے پہلے ہیرا چوری کر لیا گیا" ——— کرنل فریدی نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو کیا ہوا ہم چوروں سے برآمد کر لیں گے۔ آخر ساری زندگی یہی کام کرتے آئے ہیں ہم نے کون سا تھانے میں جا کر رپٹ درج کرائی ہے اور خوامخواہ پولیس افسروں سے اپنی کھال اتروانی ہے۔"

کیپٹن حمید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے ایک اور پلاننگ سوچی ہے اس سے مجھے بہرحال اطمینان رہے گا" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"یہی کہ ہیرا چرا کر اس کی جگہ نقل رکھ دی جائے اور پھر اطمینان سے بولی دی جائے" ——— کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ میں ہیرے کو باقاعدہ قانونی طور پر حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے شک ہے کہ ہمارا ملک بولی کے معاملے میں پیچھے رہ جائے گا۔ کیونکہ ہماری حکومت نے ہیرا خریدنے کی آخری حد پچاس لاکھ ڈالر رکھی ہے۔ گو عام حالات میں یہ بہت بڑی رقم ہے۔ لیکن مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اس ہیرے میں جسے بین الاقوامی طور پر دلچسپی لی جا رہی ہے۔ اس کے مقابلے میں یہ رقم بہت کم ہے۔ اور بولی کسی اور کے نام چلی جائے گی اور یہی بات میں نہیں چاہتا۔"

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔ اس سے پہلے تو آپ کا یہی پروگرام تھا کہ اصل ہیرا چوری کر کے اس کی جگہ نقل رکھ دی جائے گی۔"

کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہاں آنے سے پہلے میرا یہی پروگرام تھا۔ لیکن ہیرے کی یہاں حفاظت کے انتظامات کا جائزہ لینے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہیرا چوری کرنا ناممکن ہے۔ فور کارنرز لاکھ سر پٹکیں وہ ہیرا چوری نہیں کر سکتے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ نیلامی کے بعد وہ اسے اڑانے کی کوشش کریں اس لئے میں نے پروگرام بدل دیا ہے" ——— کرنل فریدی نے سخت اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب آپ کیا چاہتے ہیں۔ میرے کچھ پلے نہیں پڑ رہا۔ پتہ نہیں یہ منحوس ہیرا کیا گل کھلائے گا" ——— کیپٹن حمید نے اکتاہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"سنو میں نے ایک پروگرام بنایا ہے۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہے۔ اس نیلامی میں یوں تو کئی کروڑ پتی حصہ لے رہے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ معتبر پارٹیاں پانچ ہیں۔ جو پچاس لاکھ ڈالر سے زائد خرچ کر سکتی ہیں۔ ان میں سے سرفہرست حکومت ایکریمیا ہے۔ اس کا نمائندہ فیلی جنگر یہاں پہنچ چکا ہے۔ دوسرے نمبر پر روسیاہ والے ہیں۔ ان کا نمائندہ فیوخوف بھی آ چکا ہے۔ تیسرے نمبر پر ایک عرب ریاست کا والی شیخ ابن طوسی ہے۔ اس کا نمائندہ بھی کل تک پہنچ جائے گا۔ چوتھے نمبر پر ویسٹرن نال لینڈ ہے۔ اس کا نمائندہ جیری کاک بھی کل پہنچ رہا ہے اور پانچویں نمبر پر پاکیشیا ہے۔ جس کا علی عمران بھی ظاہر ہے آج کل میں پہنچ جائے گا۔ ——— اگر ان پانچوں پارٹیوں کو بولی دینے سے روک دیا جائے تو ہم پچاس لاکھ ڈالر میں آسانی سے ہیرا خرید سکتے ہیں" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔ اس کی آنکھیں

چمک رہی تھیں۔

"لیکن یہ کیں گے کیسے؟" ——— کیپٹن حمید نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ انہیں ہر قیمت پر روکنا ہے" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر سیدھا سا طریقہ ہے کہ انہیں اغوا کر لیا جائے۔ بولی کے بعد چھوڑ دیا جائے گا" ——— کیپٹن حمید نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ جیسے اس نے سارا مسئلہ ہی حل کر دیا۔

"تم نے تو لٹھ مار دیا۔ لیکن تم نے اس کی باریکی نہیں سوچی اگر انہیں بولی سے پہلے اغوا کر لیا گیا۔ تو ظاہر ہے۔ حکومتیں چونک پڑیں گی۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ دباؤ ڈال کر نیلامی ہی رکوا دیں۔ دوسری بات یہ کہ ان میں سے کوئی شخص بھی اکیلا نہیں آئے گا۔ پورا گروپ ہو گا۔ ایک آدمی کو اغوا کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ اس کی جگہ دوسرا بولی دے دے گا"

کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی اس طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا تھا۔ پھر ...."

کیپٹن حمید نے کہا۔

"اسی پھر کا تو جواب چاہیئے۔ بہر حال میرے ذہن میں ایک خاکہ موجود ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم کامیاب رہیں گے" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا اور کیپٹن حمید خاموش بیٹھا سوچتا رہا کہ کرنل فریدی نے ایسا کونسا طریقہ سوچا ہو گا جس سے انہیں بولی دینے سے روکا جا سکتا ہے۔ لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی

تو وہ کندھے جھٹکا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کرنل فریدی نے چونکہ اس کے ذمے کوئی کام نہ لگایا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے۔ وہ سڈنی کے کلبوں اور ہوٹلوں میں زندہ ہیرے تلاش کرنے کے لئے آزاد تھا۔

ہیروں کا ماہر کارل آکلس اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔ جو ظاہر ہے۔ ہیروں کی تاریخ پر ہی ہو سکتی تھی کہ اس کا خاص ملازم کیری اندر داخل ہوا۔

"سر ایک صاحب ایکریمیا سے آپ سے ملنے آئے ہیں"

کیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایکریمیا سے اچھا" ——— کارل آکلس نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کتاب میں نشانی رکھ کر اسے بند کر دیا اور خود اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ادھیڑ عمر کا ایک صحت مند شخص تھا۔ اس نے ساری عمر ہیروں کی ریسرچ میں گذار دی تھی اور ہیرا شناسی میں بین الاقوامی شہرت کا مالک تھا۔ ہیروں کے متعلق اس کی کئی کتابیں مارکیٹ میں آ چکی تھیں۔ ان کتابوں سے ملنے والی رائلٹی ہی اتنی تھی کہ وہ شاہانہ انداز میں زندگی گذار سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کی اپنی ذاتی جائیداد بھی کافی تھی۔

اس کے علاوہ دنیا کے بڑے بڑے جیولر بھی اکثر خطیر معاوضے پر اس کی خدمات حاصل کرتے رہتے تھے۔ کیونکہ قیمتی ہیروں کی نقلیں اب اس مہارت سے تیار کی جانے لگی تھیں کہ ان کی پہچان مشکل ہوگئی تھی اس نے اب تک شادی نہ کی تھی اس شاندار محل نما مکان میں اپنے پرانے ملازم کیری کے ساتھ اکیلا رہتا تھا۔ کیری بھی اس کے عمر کا تھا اور اس کا باپ کارل آکلس کے باپ کا ملازم تھا۔ اس لئے کیری اور کارل اکٹھے کھیل کر ہی جوان ہوتے تھے اور تب سے وہ مستقل کارل کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ اس نے بھی اپنے آقا کی طرح شادی نہ کی تھی۔ کارل کو سوائے پڑھنے لکھنے کے اور اپنے مخصوص کام کے اور کچھ نہ کرنا پڑتا تھا۔ سب کام کیری کے ذمے تھے اور وہی ان کے انتظامات کرتا تھا۔ اس لحاظ سے کیری اس کا مینجر۔ ملازم۔ جائیداد کا نگران۔ باورچی۔ ٹیلر غرض یہ کہ سب کچھ تھا اور وہ دونوں بڑی پرسکون زندگی گزار رہے تھے۔

کارل آکلس نے گھریلو لباس پہنا ہوا تھا۔ اس نے گون کرسی کی پشت سے اٹھا کر پہنا اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا خیال یہی تھا کہ ایکریمیا سے آنے والا یہ شخص کسی جیولر کا نمائندہ ہوگا اور کسی ہیرے کی شناخت کرانا چاہتا ہوگا۔

ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا۔ بری طرح چونک پڑا کیونکہ سامنے صوفے پر تائی شو بڑے طنزیہ انداز میں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ تائی شو مغربی جارکا کا نامی گرامی غنڈہ تھا۔ اس کا پورا گروپ یہاں کام کرتا تھا اور وہ ہر قسم کے جرائم میں کھل کر حصہ لیتا تھا۔ اس نے کئی بار کارل سے چوری شدہ ہیروں کو مختلف جیولرز کے پاس پہنچنے کے

لئے نمائندہ بننے کی پیشکش کی تھی اور وہ اس کے لئے بھاری معاوضہ دینے پر بھی تیار تھا۔ کیونکہ کارل پر کوئی شک نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ آسانی سے چوری شدہ ہیرے ٹھکانے لگا سکتا تھا۔ لیکن کارل نے ہمیشہ اس قسم کے غلیظ کاموں میں شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اسے دولت کی پرواہ نہ تھی۔ کیوں کہ وہ اپنی بین الاقوامی شہرت کو داغدار نہ کرنا چاہتا تھا۔

تائی شو نے ہمیشہ اس سے فون پر بات کی تھی یا مختلف ہوٹلوں میں اس سے بات چیت کی تھی۔ اس لئے کیری اس سے واقف نہ تھا۔ اور تائی شو آج پہلی بار بغیر اطلاع دیئے اس کے گھر آیا تھا۔ اس لئے کارل کو حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کا بھی احساس ہوا تھا۔

" اوہ تائی شو تم اور یہاں "۔۔۔۔۔ کارل آکلس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" میں بغیر اطلاع دیئے آنے کی معافی چاہتا ہوں مسٹر کارل لیکن کام ہی ایسا تھا کہ مجھے یوں آنا پڑا۔ مجھے امید ہے آپ اس گستاخی کو نظرانداز کر دیں گے "۔۔۔۔۔ تائی شو نے کھڑے ہو کر باقاعدہ آداب بجالاتے ہوئے کہا۔

تائی شو گو بہت بڑا غنڈہ اور بدمعاش تھا۔ لیکن کارل آکلس اس کے اخلاق کا بڑا گرویدہ تھا۔ کیونکہ تائی شو جب بھی بات کرتا بڑے مہذب اور تعلیم یافتہ لوگوں کی طرح کرتا۔ اس کی گفتگو سن کر کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ وہ اتنا بڑا مجرم ہے۔ قومیت کے لحاظ سے وہ چینی تھا۔ لیکن مدت سے مغربی جارکا میں رہنے کی وجہ سے وہ یہاں کی زبان اہل زبان کی طرح بولنے پر قادر ہو چکا تھا۔ وہ چھوٹے قد اور بھاری جسم

کا مالک تھا۔ اس کا چہرہ ریگستانی سانپ کی طرح زرد تھا۔ لیکن چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں کوبرا سانپ کی سی چمک تھی۔

"تشریف رکھیں مسٹر تاؤ شو یہ آپ کا اپنا گھر ہے۔ اس لیے تکلف کی ضرورت نہیں ہے"۔

کارل آکلس نے بھی جواب میں تکلف برتتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ——— تاؤ شو نے کہا اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ کارل بھی سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے کیری ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اور اس نے کافی کے برتن درمیانی میز پر لگا دیئے اور پھر کافی بنا کر اس نے کپ ان دونوں کے سامنے رکھ دیئے۔

"کوئی اور چیز جناب" ——— کیری نے کارل سے مخاطب ہو کر کہا ——— "نہیں یہ کافی ہی ٹھیک ہے"۔ ——— کارل نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کیری سر ہلاتا ہوا باقی برتن ٹرالی میں رکھ کر اسے دھکیلتا ہوا باہر چلا گیا۔

"کافی لیجئے مسٹر تاؤ شو اور فرمایئے۔ آپ نے کیسے غریب خانے پر آنے کی تکلیف کی۔ لیکن ایک بات میں واضح کر دوں کہ اگر آپ اسی پرانی انداز کی پیشکش لے کر آئے ہیں تو پھر بہتر ہے کہ آپ اسے میرے سامنے نہ دہرائیں ——— آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ایسے کاموں میں ملوث ہونا پسند نہیں کرتا"۔ ——— کارل آکلس نے کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں مسٹر کارل آکلس ایسی کوئی بات نہیں۔ اس بار معاملہ دوسرا ہے"۔ ——— تاؤ شو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تو فرمایئے"۔ ——— کارل آکلس نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"دیکھئے ایک پارٹی ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی نیلامی میں حصہ لینا چاہتی ہے۔ بہت بڑی پارٹی ہے۔ لیکن اسے خدشہ ہے کہ کہیں نیلامی سے قبل ہیرے کو بدل نہ لیا جائے۔ اور اصل ہیرے کی جگہ اس کی نقل نہ رکھ دی جائے اس لئے وہ پارٹی چاہتی ہے کہ آپ اس کے نمائندے کے طور پر نیلامی کے دوران وہاں موجود رہیں۔ نیلامی سے قبل آپ ہیرے کو دیکھ کر اس پارٹی کو تسلی کرا دیں کہ وہ ہیرا واقعی اصلی ہے اور نیلامی کے بعد رقم کی ادائیگی سے قبل بھی آپ یہ تسلی دے دیں۔ اس کے لئے آپ جو معاوضہ بھی چاہیں۔ وہ آپ کو ادا کرنے پر تیار ہے"۔ ——— تاؤ شو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس کے لئے اس پارٹی کو آپ کی وساطت سے بات کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ بات تو وہ مجھ سے براہ راست بھی کر سکتی تھی"۔ کارل آکلس نے مشکوک سے لہجے میں کہا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ معاملہ اتنا سیدھا نہیں ہے۔ جتنا کہ بظاہر نظر آ رہا ہے۔

"وہ پارٹی سامنے نہیں آنا چاہتی اور آپ کو شاید یہ سن کر بھی حیرت ہو گی کہ اس پارٹی کی طرف سے بولی میں دوں گا"۔ ——— تاؤ شو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ وہ پارٹی جرائم پیشہ ہے اور اتنا تاریخی اور نایاب ہیرا جرائم پیشہ افراد کے ہاتھوں میں چلا جانا ہیروں کی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ ہو گا"۔

کارل آکلس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی تاؤ شو کی

بات سے زبردست دھچکا پہنچا تھا۔

"ہیرا کھلے عام نیلام ہو رہا ہے مسٹر کارل آکلس۔ جو بھی چاہے اسے قیمت دے کر خرید سکتا ہے۔ اس کے لئے جرائم پیشہ یا ایماندار ہونے کی کوئی شرط موجود نہیں ہے۔ ویسے میں آپ کو یہ بتا دوں کہ ہیرا خریدنے کے بعد ہو سکتا ہے کہ وہ پارٹی اسے دوبارہ نیلام کر دے۔ اس طرح اس پارٹی کا خیال ہے کہ وہ بہت زیادہ منافع کما سکتے ہیں"۔

تائی شو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے واقعی جو بھی رقم دے وہ ہیرا خرید سکتا ہے۔ لیکن میں کسی جرائم پیشہ تنظیم کا نمائندہ بن کر وہاں نہیں جا سکتا۔ ویری سوری مسٹر تائی شو"۔ ۔۔۔۔ کارل آکلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھیے اس سلسلے میں آپ کے ملوث ہونے کا کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ کی خدمات صرف ہیرا شناسی تک ہی محدود رہیں گی۔ اور بس آپ کسی جرم میں کسی بھی طریقے پر ملوث نہیں ہوں گے۔ یہ میرا وعدہ ہے

تائی شو نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں چمک اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔

"کچھ بھی ہو میں کسی جرائم پیشہ تنظیم کے ساتھ کسی بھی صورت میں منسلک ہونا پسند نہیں کرتا۔ آپ پلیز مجھے اس سلسلے میں مجبور نہ کریں"۔

کارل آکلس نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو اسے ایک اور صورت میں لے لیتے ہیں۔ آپ خود نیلامی میں حصہ لیں۔ ہیرا اپنے نام سے خریدیں۔ بعد میں آپ کی طرف سے ہی اسے دوبارہ نیلام کر دیا جائے گا۔ اور جب ہیرا نیلام ہو گا تو اس سے بننے

والے منافع میں سے آپ کو دس فیصد کمیشن بھی دیا جائے گا۔ اور اس سے الگ آپ کی اس معاونت کا معاوضہ بھی"۔

تائی شو نے پینترا بدلتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ یہ تاریخی ہیرا میں خود خرید دوں۔ رقم آپ دیں گے"۔ ۔۔۔۔ کارل آکلس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس طرح آپ کسی جرائم پیشہ تنظیم سے منسلک نہ ہوں گے آپ کو سٹڈی کے نیشنل بنک کا کیش چیک دے دیا جائے گا۔ آپ کھل کر بولی دیں اور جہاں بولی ختم ہو وہاں آپ اتنی رقم اس چیک پر بھر دیں اور بس۔ ہیرا قانونی طور پر آپ کی ملکیت ہو گا۔ آپ اسے اپنے پاس رکھیں۔ اس پر مقالے لکھیں۔ ریسرچ کریں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ صرف اتنی شرط ہو گی۔ کہ جب ہم اسے دوبارہ نیلام کرنے کا اعلان کریں۔ اس وقت جو ہیرا خریدے گا۔ آپ نے وہ ہیرا اس کے حوالے کرنا ہو گا۔ قانونی طور پر"۔

تائی شو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس نے بھرپور وار کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کارل آکلس کے لئے اس تاریخی ہیرے کی ملکیت اور اس پر ریسرچ اور مقالے لکھنے کی دعوت بہت کافی رہے گی اور وہ اب انکار نہ کر سکے گا

"اگر ایسا ہے تو میں حاضر ہوں"۔ ۔۔۔۔ کارل آکلس نے حسب توقع جواب دیتے ہوئے کہا۔ ۔۔۔۔ اس کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا تھا۔

"تو یہ بات طے ہو گئی"۔

تائی شو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل طے سمجھو"۔

کارل آکلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہے پھر وہ اسے خریدنے میں کیوں دلچسپی رکھتی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ کارل آکلس نے پوچھا۔

"اس ہیرے کی قانونی حیثیت اگر قائم رہے تو اس میں سے کثیر منافع ملنے کی امید ہے۔ ورنہ یہ عام ہیروں جیسا ہو جائے گا۔ اس لیئے ہم سب کچھ قانونی طور پر کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ تائی شو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ کارل آکلس چند لمحے خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا وہ واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا۔ اچانک اس کے سر پر قیامت سی ٹوٹ پڑی اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ستارے سے ناچ گئے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بیحد کوشش کی۔ لیکن اس کے سر پر ایک اور ضرب لگی اور اس کے بعد اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

"تو ٹھیک ہے آپ نیلام میں حصہ لینے کی تیاری کر لیجئے۔ آپ کے آمدورفت کے تمام اخراجات ہمارے ذمہ ہوں گے۔ وہاں آپ کے لئے ہوٹل فائیو سٹار میں کمرہ بک کرایا جا چکا ہے۔ آپ اس کمرے میں ٹھہریں گے۔ میں وہیں موجود ہوں گا۔ آپ اپنے طور پر نیلامی سے پہلے یہ تسلی کر لیں کہ جو ہیرا آپ خرید رہے ہیں وہ اصلی ہے۔ آپ کو کیش چیک نیلامی شروع ہونے سے پہلے آپ کے کمرے میں پہنچا دیا جائے گا۔ ہیرا خریدنے کے بعد آپ یہاں واپس آ جائیں گے۔ آپ کی حفاظت ہمارے ذمہ ہو گی"

تائی شو نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں نہ صرف تیاری کر لیتا ہوں۔ بلکہ سڈنی کے حکام کو اس بات کی بھی اطلاع کر دیتا ہوں کہ میں ہیرا خریدنے کا خواہشمند ہوں تا کہ وہ ہوٹل میں میری سیٹ ریزرو کر دیں"۔

کارل آکلس نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے"۔۔۔۔۔۔ تائی شو نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بہرحال تم مجھے یہ تو بتا دو کہ تم کس پارٹی کے لئے کام کر رہے ہو"

کارل آکلس نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہے۔ کیونکہ آپ جتنا کم جانیں گے اتنا ہی سکون سے رہیں گے۔ بہرحال وہ ایک بہت بڑی تنظیم ہے بین الاقوامی تنظیم ہے"

تائی شو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ بین الاقوامی تنظیم اگر چاہے تو ہیرا زبردستی بھی اڑا

عمران نے کار چھوٹی سی عمارت کے کمپاؤنڈ میں روکی اور پھر دروا...
کھول کر باہر نکل آیا۔ وہ اس وقت بھی اپنے مخصوص تبلیغی کلر لباس میں تھ...
چہرے پر حماقتوں کا آبشار بدستور بہہ رہا تھا۔ عمارت خستہ اور پرا...
لگ رہی تھی۔ اور اس کا باغیچہ بھی اجڑا اجڑا سا لگ رہا تھا۔ جیسے یہا...
کے مکین دنیا سے تمام دلچسپیاں ختم کر چکے ہوں۔ یہ سڈنی کے شمال مش...
میں واقع ایک پرانی آبادی کی عمارت تھی۔

عمران عمارت کے برآمدے میں سے ہوتا ہوا ایک کونے میں بنے...
ہوئے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ بند تھا۔ دروازے ک...
اوپر ایک پرانی سی نیم پلیٹ نصب تھی۔ جس پر لکھے ہوئے حروف بھ...
مٹے مٹے سے تھے۔ غور سے دیکھنے پر پروفیسر ولسن کے الفاظ پڑھے جا سکت...
تھے۔ جس کے نیچے ڈگریوں کی دو تین قطاریں درج تھیں۔ جن کے بیشتر حر...
بالکل ہی مٹ چکے تھے۔

عمران نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔ لیکن جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ایک بار پھر دستک دی۔ اور پھر اسے اندر سے کسی کے کھانسنے کی آواز سنائی دی اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"کون ہے"۔۔۔۔۔ دروازے کی دوسری طرف سے ایک بوڑھی سی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا

"اوہ پرنس آف ڈھمپ"۔ اس بار بولنے والے کے لہجے میں یکلخت جوش ابھر آیا تھا اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا۔

دوسری طرف ایک لمبے قد کا دبلا پتلا اسی سالہ بوڑھا کھڑا تھا۔ جس کے بدن پر میلا اور مسلا ہوا گاؤن تھا۔ آنکھوں پر دبیز شیشوں کی عینک تھی اور پورا چہرہ جھریوں سے پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ جیسے چہرہ نہ ہو گراموفون کا ریکارڈ ہو۔

عمران کو دیکھتے ہی اس کا چہرہ یوں چمک اٹھا جیسے اس کی کھال کے اندر ہزار وولٹ کا بلب جل اٹھا ہو۔

"پرنس تم اور میرے دروازے پر"۔۔۔۔۔ بوڑھے نے اچھل کر آگے بڑھتے ہوئے کہا اور عمران سے یوں چمٹ گیا۔ جیسے عمران اس کی ایسی دولت ہو جس کے ملنے کی اسے خواب میں بھی توقع نہ رہی ہو۔

"ارے ارے پروفیسر میری ہڈیاں۔ میری نازک سی ہڈیاں آپ کی طاقت کا رعب برداشت نہ کر سکیں گی"۔

عمران نے کراہتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھے پروفیسر نے قہقہہ لگاتے

ہوئے اسے علیحدہ کیا۔

"کیا واقعی تم پرنس ہو۔ پرنس عمران ——— اوہ کتنا طویل عرصہ گذر گیا ہے۔ تم سے ملے ہوئے" بوڑھے نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں پروفیسر میں تو پرنس عمران کی روح ہوں۔ اللہ میاں نے مجھے بھیجا ہے تاکہ آپ سے پوچھ آؤں کہ کیا خیال ہے۔ دنیا چھوڑنے کے بارے میں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پروفیسر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ شاید سالوں کے بعد ہنس رہا ہو۔

"آؤ آؤ میرے دوست خوش آمدید" ——— پروفیسر نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے جاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں پرانے سے بستر کے گرد کتابوں کے کئی قطب مینار موجود تھے۔

"ارے پروفیسر اتنی کتابیں کیا آپ نے کوئی لائبریری کھول رکھی ہے"۔ عمران نے ایک پرانی سی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بس اب یہی کتابیں تو میرا اوڑھنا بچھونا ہے۔ تم سناؤ کیسے آئے یہاں سڈنی" ——— پروفیسر نے بھی دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا

"پروفیسر تم سے ملے بہت عرصہ ہو گیا ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ آپ مر کھپ گئے ہونگے۔ اس لئے چلو جا کر آپ کی جائیداد پر ہی قبضہ کیا جائے لیکن تم تو زندہ سلامت بیٹھے ہیں اور ستم یہ کہ میری ہڈیاں توڑنے پر آمادہ ہیں"۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا اور پروفیسر کا قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔

"تم واقعی ابھی تک وہی شیطان ہو۔ آکسفورڈ کے شیطان۔ تم میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں آئی۔ مجھے معلوم ہے تمہاری کوئی غرض ہی تمہیں

یہاں کھینچ لائی ہوگی۔ لیکن میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جس سے تمہیں کوئی فائدہ پہنچ سکے" ——— پروفیسر ولسن آکسفورڈ یونیورسٹی کا معروف پروفیسر تھا اور عمران اس کا چہیتا شاگرد۔ ان دونوں کے تعلقات اس قدر دوستانہ تھے کہ لوگ رشک کرتے تھے۔ پروفیسر سات سال پہلے ریٹائر ہو کر یہاں سڈنی میں اپنے آبائی مکان میں آگیا تھا۔ اس نے تمام عمر شادی نہ کی تھی۔ اس لئے اس پرانے سے مکان میں اکیلا رہتا تھا۔

"پروفیسر میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ آپ کسی مقالے کی تیاری میں مصروف ہوں گے۔ دراصل مسئلہ یہ ہے پروفیسر کہ میں یہاں ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی نیلامی میں حصہ لینے آیا ہوں۔ لیکن ایک مسئلہ درمیان میں آپڑا ہے۔ وہ یہ کہ پوری دنیا کے ارب پتی اور حکومتیں اس تاریخی ہیرے کی خرید میں دلچسپی لے رہی ہیں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا

"ہاں میں اخبارات میں اس کا احوال پڑھتا رہتا ہوں۔ لیکن اس سلسلے میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں یہ بتاؤ" ——— پروفیسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر میں چاہتا ہوں آپ بھی اس ہیرے میں دلچسپی لیں"۔ عمران نے کہا۔

"میں ——— ارے کیوں مذاق کرتے ہو۔ میرے پاس اتنی رقم کہاں کہ میں اس ہیرے کی خرید میں حصہ لے سکوں"۔ پروفیسر نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔

"رقم کی بات چھوڑیں۔ رقم کا کوئی مسئلہ نہیں۔ مسئلہ ہیرے کی ملکیت کا ہے" ——— عمران نے آنکھیں پٹکاتے ہوئے کہا

"ہیرے کی ملکیت ——— کیا مطلب میں سمجھا نہیں صاف صاف بات کرو!" ——— پروفیسر نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن تھی

"پروفیسر آپ تاریخ کے سکالر ہیں اور پوری دنیا آپ کو اچھی طرح جانتی ہے۔ اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ یہ ہیرا جسے حضرت نوح کا ہیرا کہہ کر شہرت دی جا رہی ہے۔ دراصل حضرت نوح کا اس ہیرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک عام سا ہیرا ہے۔ جس کے اصل مالک آپ کے آباؤ اجداد ہیں۔ پھر سو سال قبل یہ ہیرا چوری کر لیا گیا۔ اور اب یہ ہیرا حضرت نوح کے ہیرے کے طور پر سامنے لایا گیا ہے"

عمران نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو عمران یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے ——— تمہارا کیا خیال ہے میری اس بات پر یقین کر لیا جائے گا۔ اور میں اپنی ساری عزت اس طرح داؤ پر لگا دوں گا۔" ——— پروفیسر کے لہجے میں تلخی ابھر آئی۔ ان کے چہرے سے اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں عمران کے اس بات سے بے پناہ تکلیف پہنچی تھی۔

"ارے پروفیسر! اس میں بے عزتی والی کونسی بات ہے۔ اپنی کھوئی ہوئی شے کو حاصل کرنا کوئی جرم تو نہیں ——— آپ کے پردادا سر آک لینڈ ولسن ہی تھے نا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں تھے" ——— پروفیسر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور وہ ہیروں کے بہت بڑے قدر دان تھے"

عمران نے کہا۔

"ہاں اس بات کو دنیا جانتی ہے ——— لیکن" ——— پروفیسر

نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جلدی نہ کیجئے۔ آپ کو سوائے کتابوں کے اور کسی چیز سے کوئی دلچسپی نہیں۔ لیکن آپ کے بہی خواہ ابھی اس دنیا میں موجود ہیں ——— یہ لیجئے انہیں دیکھئے" ——— عمران نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر پروفیسر کے آگے رکھ دیا اور پروفیسر نے حیرت بھرے انداز میں لفافہ پکڑا اور اسے کھول کر اس میں موجود کاغذات باہر نکالنے لگا۔ اس میں تین کاغذات تھے۔ ——— ایک تو پرانا مخطوطہ تھا۔ جس میں ہاتھ سے ہیرے کی تصویر بنی تھی اور ایک موجودہ زمانے کا کاغذ جس پر ہیرے کی فوٹو تھی

پروفیسر جلدی سے اس مخطوطے کو پڑھتے رہے اور ان کے چہرے پر حیرت اور اشتیاق کی لہریں ابھر ابھر کر مٹتی رہیں۔ پھر انہوں نے ایک طویل سانس لے کر دوسرا فوٹو دیکھا۔ چند لمحے تک بغور اسے دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے دھیمے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے مجھے زندگی کا سب سے بڑا حیرت کا دھچکا پہنچایا ہے۔ عمران آخر یہ سب کیا ہے" ——— پروفیسر کے لہجے میں الجھن تھی۔

"یہ مخطوطہ آپ کے دادا مرحوم کا ہے۔ جو انہوں نے ہیروں کے ایک اور قدر دان سر جوزف ایکولوم کو لکھا تھا۔ اس میں انہوں نے اس ہیرے کی تفصیل لکھنے کے ساتھ ساتھ اس کی چوری کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ ہیرا اگر انہیں کہیں نظر آ جائے تو وہ اس کے متعلق انہیں بتائیں۔ سہولت کے لئے انہوں نے ہیرے کی تصویر بھی بنا دی ہے اور ساتھ والے کاغذ پر ہیرے کی فوٹو ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ یہ ہیرا کس کی ملکیت ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں عمران میں یہ بات تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہ سب یقیناً تمہاری شرارت ہے۔ چاہے یہ ہیرا میرے دادا کی ملکیت بھی ثابت ہو جائے۔ تب بھی میں اس کا اعلان نہیں کروں گا" ——— پروفیسر نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا

"اچھا آپ اتنا تو کر سکتے ہیں کہ مجھے ایک قانونی دستاویز دے دیں کہ آپ کے دادا کا ہیرا اگر کہیں دستیاب ہو جائے۔ تو وہ قانونی طور پر میری ملکیت ہوگا۔ اس پر تاریخ آج سے دو سال پہلے کی ڈال دیں۔ یعنی اس ہیرے کی برآمدگی سے پونے دو سال قبل کی۔ اس کے بعد میں جانوں اور یہ ہیرا جانے" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ میرا نام بہرحال درمیان میں آئے گا اور پھر اخباری نمائندوں نے میرا جینا حرام کر دینا ہے۔ لوگ طرح طرح کی باتیں بنائیں گے" ——— پروفیسر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"دیکھئے پروفیسر یہ ہیرا میں نے ہر قیمت پر حاصل کرنا ہے۔ اگر بولی میرے نام ہو گئی تو ٹھیک ورنہ مجھے یہ دستاویز منظر عام پر لانی پڑے گی اور اگر آپ نے یہ دستاویز میرے حق میں نہ کر دی تو پھر آپ براہ راست لوگوں کی زد میں ہوں گے۔ لیکن دستاویز لکھنے کے بعد آپ سے کوئی پوچھے بھی سہی تو آپ صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ دستاویز درست ہے اور قانونی ہے۔ باقی باتوں کا آپ جواب دینے کے پابند نہیں ہے وہ میں خود سب کچھ ٹھیک کر لوں گا" ——— عمران نے جواب دیا

"مگر یہ مخطوطہ تم نے کیسے تیار کیا ہے"

پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تیار نہیں کیا گیا بلکہ اصلی ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ تم میرے پاس پہلی بار کوئی غرض لے کر آئے ہو اور میں تمہیں خالی ہاتھ نہیں لوٹانا چاہتا۔ اس لئے میں دستاویز پر دستخط کرنے کو تیار ہوں" ——— پروفیسر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ گریٹ پروفیسر" ——— عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر جیب سے ایک دستاویز نکال کر پروفیسر کے سامنے رکھ دیا جو وہ پہلے سے ہی تیار کر کے آیا تھا۔ ——— پروفیسر نے اس دستاویز کو پڑھنے کے بعد اس پر اپنے دستخط بھی کر دیئے اور ساتھ ہی اپنی مخصوص مہر بھی لگا دی

"بہت بہت شکریہ پروفیسر اگر اس سلسلے میں آپ کوئی رقم ———"

عمران نے دستاویز تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اب تم مجھے جوتیاں مارنا چاہتے ہو عمران۔ یہ صرف تمہاری شخصیت تھی کہ میں اس بات پر رضامند ہو گیا ہوں۔ اگر میری وجہ سے تمہیں کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو مجھے خوشی ہوگی میرا کیا ہے۔ میں تو اب قبر میں پیر لٹکائے بیٹھا ہوں۔ میرے لئے یہ ہیرے اب کوئی اہمیت نہیں رکھتے"

پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی قبر تو کتابوں کی ہی بنے گی۔ میں نے تو سوچا تھا اس میں ہیرے ٹانک دوں۔ بہرحال آپ کی مرضی اچھا اجازت"

عمران نے اٹھتے ہوئے کہا ——— اس نے وہ مخطوطہ اور ہیرے کا ڈرائنگ بھی اٹھا کر جیب میں ڈال لیا تھا۔

"او۔کے وش یو گڈ لک" ——— پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا اور

پھر وہ اسے دروازے تک چھوڑنے آیا۔ اور جب عمران کار میں بیٹھ کر کمپاؤنڈ سے باہر نکلا تو اس نے دروازہ ایک جھٹکے سے بند کر لیا۔

عمران کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا۔ جیسے اس نے کوئی بہت بڑا مرحلہ طے کر لیا ہو۔ وہ کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کھیتوں کے درمیان میں سے ہوتی ہوئی دور پہاڑی کے دامن میں بنے ہوئے ایک پرانے طرز کے مکان کی طرف بڑھتی چلی آ رہی تھی۔ مکان کے باہر دو افراد بڑی بے چینی کے عالم میں قریب آتی ہوئی کار کو دیکھ رہے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور موجود تھے۔

کار ان کے قریب آ کر رک گئی اور پھر دروازہ کھول کر ایک آدمی باہر نکل آیا۔ ”کیا رہا رچرڈ“۔۔۔۔۔۔ پہلے سے موجود دونوں افراد نے تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”کامیابی“۔۔۔۔۔۔ فینی نے بڑی آسانی سے کارل کی جگہ لے لی ہے اور کارل بیہوش کے عالم میں گاڑی میں پڑا ہے۔“

رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔ اور وہ تیزی سے کار کی طرف لپکے۔ انہوں نے کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور پھر پچھلی نشست

پر پڑے ہوئے کارل کو گھسیٹ کر باہر نکالا۔ اسے کاندھے پر لاد کر وہ تیزی سے عمارت میں داخل ہو گئے۔ باقی تینوں ایک کمرے کی طرف بڑھتے گئے۔ جب کہ وہ شخص جس نے کارل کو کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

”کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی“۔۔۔۔۔۔ کمرے میں پہنچتے ہی ایک نے کار میں سے اترنے والے سے پوچھا۔

”نہیں باس ہر کام منصوبے کے عین مطابق ہوا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو کارل کا ملازم کیری کچن میں مصروف تھا۔ گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لیئے ہم دبے پاؤں اندر بڑھتے چلے گئے۔ کارل اس وقت ڈرائنگ روم میں کسی آدمی سے باتوں میں مصروف تھا۔ اس لئے اس کی توجہ اس طرف تھی۔ کیری اونچا سنتا ہے۔ اس لئے اس کی طرف سے بھی کوئی خطرہ نہ تھا۔ ہم دونوں پروفیسر کے خاص کمرے میں پہنچ کر چھپ گئے۔ تھوڑی دیر بعد جب پروفیسر کا ملاقاتی چلا گیا۔ تو پروفیسر اس کمرے کی طرف آیا۔ ہم اس کے استقبال کے لئے پہلے ہی تیار تھے۔ اس لئے فینی نے دو ضربیں اس کے سر پہ لگائیں اور پروفیسر بیہوش ہو گیا۔ میں نے باہر نکل کر کیری کو چیک کیا تو کیری بدستور کچن میں مصروف تھا چنانچہ میں کارل کو کاندھے پر لاد کر دبے قدموں کوٹھی سے باہر نکل آیا۔ اس کی کوٹھی چونکہ ایک طرف ویرانے میں ہے۔ اس لیئے کسی طرف سے مداخلت کا کوئی امکان نہ تھا۔ میں اسے لئے ہوئے کار تک پہنچا اور پھر کار دوڑاتا ہوا یہاں تک پہنچ گیا“۔

رچرڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”فینی اس ملازم کو تو سنبھال لے گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مشکوک ہو جائے“۔

کارل کو چھوڑ کر آنے والے نے تشویش آمیز لہجے میں کہا

" اس کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ فلینی اسے اچھی طرح ہینڈل کر لے گا"۔

پہلے والے آدمی نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او کے اب یہ مسئلہ تو حل ہوا۔ اب میں اس پروپیگنڈے کا کاشن دے دوں کہ فور کارنرز نے ہیرا چوری کر لیا ہے۔ اور سڈنی حکام نے جو ہیرا کیبن میں رکھا ہوا ہے وہ نقلی ہے۔ تاکہ فلینی بطور ماہر اسے تبدیل کر سکے"۔

پامر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" اب ہیرے کی نیلامی میں تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس لئے اب یہ کام شروع ہو جانا چاہیئے"۔

رچرڈ نے جواب دیا اور پامر نے قریب پڑا ہوا ٹیلیفون اٹھایا۔ اور اس کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ہیلو کیفے آلہاک"۔

دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

" میں پامر بول رہا ہوں۔ میرا دوسرا ٹیلیفون خراب ہے۔ پلیز آپ ٹیکنک کو فون کر دیں کہ وہ میرا دوسرا ٹیلیفون ٹھیک کر دے"۔

پامر نے کہا

" او۔ کے۔ میں ابھی ٹیکنک سے بات کرتا ہوں"۔

دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔ اور پامر نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا ——— اور پھر اس نے اٹھ کر سائیڈ کی دیوار میں نصب ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ اب ان تینوں کی نظریں اس ٹرانسمیٹر پر جمی ہوئی تھیں۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ٹرانسمیٹر کا بلب اچانک جل اٹھا اور اس میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ پامر نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ بٹن آن ہوتے ہی سیٹی کی آواز پر ایک مردانہ آواز غالب آ گئی۔

" ہیلو، ہیلو ——— ٹیکنک بول رہا ہوں۔ آپ کا ٹیلیفون ٹھیک ہو گیا ہے اوور"۔ ——— بولنے والے کا لہجہ پر اشتیاق تھا۔

" میں پامر بول رہا ہوں ٹیلیفون اب بالکل ٹھیک ہے۔ اب اس کی گھنٹی اونچی آواز سے بجنی چاہیئے اوور"۔

پامر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا پورے زور سے بجے گی اوور"۔

دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی دوبارہ سیٹی کی آواز ٹرانسمیٹر سے بلند ہونے لگی اور پامر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور پھر اسے اٹھا کر اس نے الماری میں رکھ دیا۔

" صبح کے اخبارات میں ہیرے کی چوری کے بارے میں بیانات شائع ہو جائیں گے اور کل سے سڈنی ایک زلزلے کی زد میں ہو گا۔

پامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب فور کارنرز کی ساکھ صرف فلینی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر فلینی ہیرا بدلنے میں کامیاب رہا تو فور کارنرز کے کارناموں میں ایک اور بڑے اور تاریخی کارنامے کا اضافہ ہو جائے گا"۔

ڈریگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" فکر نہ کرو فلینی فور کارنرز میں شامل ہونے سے پہلے شعبدہ بازی

کے بڑے کامیاب شو کر نا رہا ہے۔ اس لئے ہیرا بدلنا اس کے دائیں ہاتھ کا کھیل ہے"۔۔۔۔۔۔ پامر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔ "رچرڈ اب اس کارل آکلس کا خیال رکھنا تمہارا کام ہے یہ کسی صورت میں نہ ہی باہر نکل سکے اور نہ ہی کسی کو اشارہ یا فون کر سکے۔ جب ہیرا بدل لیا جائے گا۔ تو تمہیں اطلاع کر دی جائے گی۔ اس کے بعد اسے بیہوش کر کے تم نکل جانا"۔۔۔۔۔۔ پامر نے رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا

"آپ بے فکر رہیں میں اسے مسلسل بیہوش رکھوں گا۔ اس طرح کسی قسم کا کوئی خطرہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا"۔

رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس یہی خیال رکھنا کہ یہ بہرحال زندہ رہے۔ کیونکہ اس کے مرجانے کی صورت میں پوری دنیا کے جاسوس ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے"۔

پامر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں میں اپنی ذمہ داری پوری طرح سمجھتا ہوں"۔۔۔

رچرڈ نے کہا۔

پامر اور ڈریگن سر ہلاتے ہوئے عمارت سے باہر کی طرف چل پڑے رچرڈ بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ وہ دونوں کار میں بیٹھے اور کار تیزی سے مڑتی ہوئی ہائی وے کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

"اب ہمارا مزید کیا پروگرام ہو گا پامر"۔۔۔۔۔۔ ڈریگن نے ہائی وے پر پہنچتے ہی پوچھا۔

"بس اب ہم سڈنی پہنچیں گے۔ اور جب فینی کارل کے روپ میں وہاں پہنچے گا۔ تو ہماری کوشش یہی ہو گی کہ ہم اس کے آس پاس

رہیں۔ تاکہ اسے کسی بھی لمحے کسی قسم کی ضرورت پڑے تو ہم اس کے کام آسکیں"۔

پامر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے یہ چوری بھی ہماری تنظیم کی تاریخ میں عجیب چوری کہلائے گی"۔۔۔۔۔۔ ڈریگن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"وہ کیسے"۔۔۔۔۔۔ پامر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آج تک ہم نے اپنے طور پر منصوبے بنائے اور چیزیں لے اڑے مگر اس بار ہمیں دوسروں کا روپ دھار کر آگے بڑھنا پڑا ہے"۔ اور اس کے لئے حکومت ایکریمیا کی امداد بھی لینی پڑی ہے"۔

ڈریگن نے جواب دیا۔

"ایسا ہوتا رہتا ہے۔ مقصد تو مشن کی تکمیل ہے۔ چاہے وہ کسی بھی انداز میں ہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا"۔

پامر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ فینی کسی بھی وجہ سے اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے پھر اس کا متبادل کیا ہو گا۔ کیا فور کارنرز کو ناکامی کا بیش لگوانا پڑے گا"۔۔۔۔۔۔ ڈریگن نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ فینی اپنے کام میں ماہر ہے وہ یہ کام انتہائی آسانی سے کرے گا"۔۔۔۔۔۔ پامر نے اس بار سخت لہجے میں کہا اور ڈریگن خاموش ہو گیا۔ البتہ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

KHAN BOOK DEPOT & LIBRARY
Deals in: Text Books, Stationery, Cards & Novels
S.No. F-890/4 Nishtar Road Bhabra Bazar
Rawalpindi. Ph PP 539073 - 538858
Proprietors : WALI KHAN / ALI KHAN

کرنل فریدی نے کار گیس لیبارٹری کے مین گیٹ کے سامنے روک دی۔ یہ لیبارٹری بہت وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس لیبارٹری میں مختلف قسم کی گیسوں پر جدید انداز میں ریسرچ کی جاتی تھی لیکن چونکہ یہ ریسرچ صرف عام معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے کام آتی تھیں اور ان کا دفاعی اسلحے سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا ـــــــ اس لئے اس لیبارٹری کو نچلی سیکورٹی نے قائم کیا تھا۔

کرنل فریدی نے جیسے ہی کار مین گیٹ پر روکی۔ سائیڈ کیبن میں سے ایک مسلح آدمی تیزی سے کرنل فریدی کی طرف بڑھا۔

"جی فرمائیے" ـــــــ گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"مجھے چیف کیمسٹ پیٹر مارٹی سے ملنا ہے ان کے ساتھ میری ملاقات طے ہے" ـــــــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔ کرنل فریدی اس وقت میک اپ میں تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک کارڈ نکال کر گارڈ کی طرف بڑھا دیا۔

گارڈ نے کارڈ اس کے ہاتھ سے لیا۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر ادب کے آثار نمایاں ہوئے۔ کیونکہ کارڈ پر وزارت داخلہ کے سیکشن آفیسر کا عہدہ لکھا ہوا تھا۔ اور نام تھا ـــــــ "پارکنسن ساؤ"۔

"ٹھیک ہے جناب میں ابھی فون پر تصدیق کر لیتا ہوں۔ آپ ناراض نہ ہوں یہ ضابطے کی کارروائی ہے" ـــــــ گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے" ـــــــ کرنل فریدی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور گارڈ کارڈ ہاتھ میں لئے تیزی سے مڑ کر کیبن کی طرف مڑتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کیبن سے باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ٹھیک ہے جناب آپ تشریف لے جا سکتے ہیں میں نے کارڈ پر داخلے کی مہر لگا دی ہے۔ اب آپ کو کہیں رکنا نہیں پڑے گا" ـــــــ گارڈ نے مؤدبانہ انداز میں کارڈ واپس کرنل فریدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سیدھا ہو کر مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو مین گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا کرنل فریدی نے کار آگے بڑھا دی مین گیٹ سے گزر کر وہ پختہ سڑک پر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اصل عمارت کے پاس پہنچ کر اس نے کار ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں روکی اور خود اتر کر عمارت کے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا وہاں دو گارڈ نما افراد موجود تھے۔

"آپ مسٹر پارکنسن ہیں" ـــــــ ان میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کرنل فریدی سے پوچھا۔

"ہاں" کرنل فریدی نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ تشریف لائیے" ـــــــ اس آدمی نے کہا اور پھر

وہ کرنل فریدی کو ہمراہ لے کر مختلف راہداریوں سے گذرنے کے بعد ایک کمرے کے دروازے کے باہر جا کر رک گیا۔

"جناب پیٹر مارٹی اندر موجود ہیں تشریف لے جائیے۔"

گائیڈ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس میں دیواروں کے ساتھ مختلف قسم کی مشینیں نصب تھیں جو سب کی سب خود کار تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی میز پر مختلف قسم کی ٹیسٹ ٹیوبیں اور بوتلیں بکھری ہوئی نظر آ رہی تھیں میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی ایک سادہ سی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

کرنل فریدی کے اندر داخل ہوتے ہی وہ ادھیڑ عمر چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید مسٹر پارکنسن"

ادھیڑ عمر نے اٹھ کر کرنل فریدی کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر پیٹر" ___ کرنل فریدی نے بڑے باوقار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھئے" ___ پیٹر نے نزدیک پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے۔"

پیٹر نے اپنی کرسی پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں، میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ بات یہ ہے

کہ حکومت کو ایک خصوصی مشن کے لئے ایک ایسی گیس کی ضرورت ہے جو صرف چار یا پانچ منٹ کے لئے ایک کمرے میں موجود افراد کو بولنے سے روک سکے۔"

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"بولنے سے روک سکے۔ میں سمجھا نہیں۔"

پیٹر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں زدلم گیس کی ترقی یافتہ شکل۔ آپ تو بہتر جانتے ہیں کہ زدلم گیس صرف زبان اور گلے کے اعصاب کو وقتی طور پر سن کر دیتی ہے۔ لیکن اس میں یہ قباحت ہے کہ وہ مخصوص بو کی حامل ہوتی ہے۔ جس سے اس کا آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ گیس ایسی ہو کہ جس کی بو بھی نہ ہو اور نہ ہی رنگ تاکہ اس کا شک نہ کیا جا سکے۔"

کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن کتنے بڑے کمرے میں کتنے افراد کے لئے یہ گیس استعمال ہونی ہے۔" ___ پیٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایک بہت بڑے ہال میں جس میں دو سو سے زائد آدمی ہوں گے۔"

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"میں آپ کا آئیڈیا سمجھ گیا۔ ایسی گیس تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن اس میں کچھ وقت لگے گا۔" ___ پیٹر نے جواب دیا۔

"کتنا وقت" ___ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"کم از کم دو روز"

پیٹر نے جواب دیا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ اس سلسلے میں حکومت مناسب معاوضہ ادا کرنے کے لئے تیار ہے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"جی ہاں! وہ تو ادا کرنا ہو گا۔ کیونکہ بغیر ادائیگی کے یہاں سے کوئی چیز باہر نہیں جا سکتی۔ آپ کو اس کے لئے ایک ہزار ڈالر ادا کرنے ہوں گے"۔

پیٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے گیس کی وصولی سے پہلے رقم ادا کر دی جائے گی مگر اس کے لئے چند باتوں کا آپ نے خیال رکھنا ہے۔ ایک تو یہ کہ گیس ایسی ٹیوب میں بند ہو جو آسانی سے جیب میں آسکے۔ پھر اس ٹیوب کو آسانی سے توڑا جا سکے اور ساتھ ہی انٹی زولم کیپسول بھی آپ کو مہیا کرنے ہوں گے"۔ ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ہو جائے گا۔ آپ دو روز بعد اسی وقت تشریف لا کر اس گیس کی ڈلیوری لے سکتے ہیں۔ صرف پانچ منٹ کا وقت کہا ہے آپ نے"۔ پیٹر نے کہا۔

"جی ہاں صرف پانچ منٹ"۔ ——— کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے تیار ہو جائے گا"۔

پیٹر نے کہا اور کرنل فریدی مطمئن انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ پیٹر بھی جواباً اٹھا اور پھر کرنل فریدی اس سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر نکل آیا گائیڈ باہر موجود تھا۔ وہ اسے اس کی کار تک چھوڑ گیا۔ اور کرنل فریدی مطمئن انداز

میں کار چلاتا ہوا لیبارٹری سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر بھرپور اطمینان تھا۔ اب وہ اس گیس کی مدد سے جب چاہتا نیلامی کو اپنے حق میں کر سکتا تھا۔ اس طرح کسی کو شک بھی نہیں ہو سکتا تھا اور کام بھی بن جائے گا۔

کرنل فریدی نے بڑی گہری سوچ بچار کے بعد اس آئیڈیئے کو اپنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ گیس لیبارٹری کے لئے زولم گیس کو اس انداز میں تیار کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہو گا۔ اس کا پروگرام تھا کہ نیلامی کمپیوٹر کے ذریعے کی جائے گی اور پانچ منٹ تک اگر بولی آگے نہ بڑھی تو پچھلی بولی کو کامیاب قرار دے دیا جائے گا۔ اس طرح جہاں کرنل فریدی مناسب سمجھے گا۔ زولم گیس استعمال کر کے ہال میں موجود ہر شخص کو بولی دینے سے روک دے گا اور بولی یقیناً اس کے حق میں چلی جائے گی اور باقی سب منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔ یہی سوچتا ہوا وہ کار چلاتا ہوا اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

نیلامی میں ابھی دو روز باقی تھے کہ صبح کے اخبارات نے پورے سڈنی میں طوفان برپا کر دیا اور پھر ریڈیو اور ٹیلیویژن نے پوری دنیا میں یہ خبر نشر کر دی کہ فورکارنرز ۔ اصل ڈائمنڈ آف ڈیتھ کو چرانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور سڈنی حکام نے اپنی عزت اور بھرم قائم رکھنے کے لئے کیبن میں اصل ہیرے کی نقل رکھی ہوئی ہے۔

اس خبر نے پوری دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ سڈنی حکام بھی بوکھلا گئے اور جب حکومتوں کی طرف سے ان پر سوالات کی بوچھاڑ شروع ہو گئی۔ تو انہوں نے اعلان کر دیا کہ اخبارات کی یہ خبر جھوٹ کا پلندہ ہے اور اصل ہیرا سڈنی ہال کے کیبن ہی میں موجود ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے باقاعدہ ٹیلیویژن پریس کانفرنس کا بندوبست کیا۔ لیکن جب اخباری نمائندوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ اس کا فیصلہ کیسے ہو سکتا ہے کہ واقعی وہ اصل ہیرا ہے یا اس کی نقل تو انہوں نے مجبور ہو کر اس بات کا اعلان کر دیا کہ ماہرین کا ایک پینل سب کے سامنے اس ہیرے کا اعلان کریں گے۔ لیکن ہیرے کو خریدنے والے ممالک کی طرف سے دباؤ پڑنے پر اس میں اتنی ترمیم کی گئی کہ ماہرین کی جماعت جب سڈنی ہال میں اس ہیرے کا معائنہ کرے گی۔ تو یہ تمام کارروائی براہِ راست ٹیلیویژن پر دکھائی جائے گی تاکہ کسی قسم کا کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔ اس کے ساتھ ہی چھ رکنی ماہرین کی ٹیم کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ اس ٹیم میں دنیا کے ماہر ترین ہیرا شناس شامل تھے۔ جن میں سرفہرست کارل آکلس کا نام تھا۔ اور اس کے لئے دوسرے دن دس بجے کا وقت مقرر کر دیا گیا۔

اس اعلان کے ساتھ ہی پوری دنیا میں چہ میگوئیوں کا ایک زبردست طوفان برپا ہو گیا۔ ہر شخص اپنی اپنی رائے دے رہا تھا اور اب سب کو کل دس بجے دن کا شدت سے انتظار تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ فورکارنرز کا دعویٰ درست ہے یا سڈنی حکام کا۔ ٹیلیویژن کے اس پروگرام کو خلائی سیاروں کے ذریعے پوری دنیا میں دکھائے جانے کا بندوبست کیا جانے لگا۔ تاکہ پوری دنیا کے لوگ اس تجسّس بھرے پروگرام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

"عمران اپنے کمرے میں بیٹھا فورکارنرز کے اس دعویٰ پر غور کر رہا تھا۔ وہ آج ہی سڈنی ہال میں جا کر ہیرے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا تھا اور اس کے خیال کے مطابق کیبن میں موجود ہیرا اصل تھا۔ لیکن پھر آخر فورکارنرز نے اس طرح کا دعویٰ کیوں کر دیا۔ وہ اس بات پر غور کر رہا تھا۔ کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس پرنس آف ڈھمپ" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران میں کرنل فریدی بول رہا ہوں۔ تمہارا فورکارنرز کے اس اعلان کے بارے میں کیا خیال ہے" ——— دوسری طرف سے کرنل

"ارے آپ نے تو سارا بزنس ہی تباہ کر دیا۔ میں نے تو سوچا تھا کہ چلو ہیرا تو لے گئے فور کارنرز والے ——— آپ سے کم از کم آنے جانے کا خرچہ ہی نکل آئے گا لیکن آپ تو بڑے سخت گاہک نکلے" ——— عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اس مذاق کو چھوڑو ——— میں خود فور کارنرز کے بارے میں بےحد سنجیدہ ہوں مجھے احساس ہوا ہے کہ کوئی نہ کوئی گھپلا ضرور ہوا ہے۔ ورنہ اس قسم کا کھلا اعلان کبھی نہ کیا جاتا" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"آپ اسے گھپلا کہہ رہے ہیں ——— جناب! میرا تو زبردست نقصان ہو گیا ہے۔ ویسے میں آپ سے مذاق نہیں کر رہا۔ یہ ہیرا دراصل میری ذاتی ملکیت ہے اور میں کل اس سلسلے میں قانونی ثبوت اخبار نویسوں کو پیش کرنے والا ہوں اور میرے قانونی وکیل اس تنظیم اور سٹڈی حکومت کو نوٹس دینے والے ہیں" ——— عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم کیا چاہتے ہو۔ مجھے رپورٹ مل چکی ہے کہ تم پروفیسر آلسن سے ملنے گئے تھے اور پروفیسر آلسن کو یہ بتانا پڑا تھا کہ تم اس سے کس دستاویز پہ دستخط کرا کر لے گئے ہو۔ لیکن عمران! ——— یہ بالکل بچگانہ حرکت ہے۔ مجھے تم سے اس قسم کی بچگانہ حرکت کی توقع نہ تھی جس مخطوطے کی بنا پر تم اس ہیرے کی ملکیت کا دعویٰ کرنے والے ہو اس مخطوطے کی فلم نیشنل لائبریری لندن سے غائب کر دی گئی ہے۔ ظاہر ہے اس کے بعد اس مخطوطے کی کوئی تاریخی یا قانونی حیثیت باقی نہیں رہتی" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا اور عمران کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

"کمال ہے ——— آپ تو جادوگر نکلے ——— یہ سب کچھ آپ کو پہلے سے معلوم ہے" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے بھی آگاہ کر دیا تھا کہ تم اس ——— کی ڈیلی میں شامل

فریدی کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں بھی تشویش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"میرا خیال ہے کہ فور کارنرز کا دعویٰ غلط ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے آج کیبن میں ہیرے کو دیکھا ہے ——— وہ اصلی ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے ——— کیونکہ جس وقت تم ہال میں ہیرا دیکھ رہے تھے ——— میں بھی وہیں موجود تھا لیکن پھر فور کارنرز کے اس اعلان میں آخر کیا مصلحت ہو سکتی ہے" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"آپ وہ ہیرا واقعی خریدنا چاہتے ہیں" ——— اچانک عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور تمہیں ابھی تک اس میں شک ہے ——— میں اسی مقصد کے لئے تو یہاں آیا ہوں" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ مجھ سے سودا کریں ——— اس ہیرے کا اصل مالک میں ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ——— یہ نئی بات ہے ——— سنو عمران! ——— میں نے معلوم کر لیا تھا کہ تم ناگالینڈ سے بارعوزی کی مدد سے کیا چیز پاکیشیا لے گئے تھے۔ وہ اس ہیرے کی نقل تھی جو تم نے رامیش کھنہ سے حاصل کی تھی۔ میرے آدمیوں نے کیفے میں تمہارے جانے کا پتہ چلا لیا تھا اور پھر یہ بات سامنے آ گئی کہ رامیش کھنہ نے میک اپ میں خفیہ طور پر تم سے ملاقات کی تھی ——— چنانچہ رامیش کھنہ پر جب اس سلسلے میں دباؤ ڈالا گیا تو اس نے فوراً ہی قبول کر لیا کہ اس نے ایک نقل تمہیں دی ہے ——— اگر تم اس نقل کا سودا کرنا چاہتے ہو تو پھر ٹھیک ہے" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

نہ ہو نا ورنہ مجھے تمہاری شکست پر افسوس ہو گا۔

کرنل فریدی نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا۔

" لیکن کرنل فریدی اب میں آپ سے کیا کہوں سچ کہتے ہیں کہ بوڑھے ہو جانے کے بعد آدمی کے حواس جواب دے جاتے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ انٹی زرولم کیپسول صرف آپ کے منہ میں ہی ہو گا۔ اور گیس لیبارٹری سے حاصل کردہ زرولم گیس باقی سب کی زبان بند کر دے گی ایسی کوئی بات نہیں میرے منہ میں بھی انٹی زرولم کیپسول ہو گا۔ اس بات کا خیال رکھنا " ——— عمران مسکراتے ہوئے کہا۔

اس نے فریدی کے لفظ بچگانہ کا انتقام لے لیا تھا۔ عمران کی بات سنتے ہی دوسری طرف سے چند لمحوں کے لئے خاموشی طاری رہی پھر کرنل فریدی کی ایک طویل سانس سنائی دی۔

" ٹھیک ہے عمران! واقعی ہم دونوں نے ایک دوسرے کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا "

کرنل فریدی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" آپ کے ایک ہزار ڈالر ضائع چلے گئے۔ جبکہ میں نے تو پروفیسر آلسن سے مفت دستخط کرا لئے تھے۔ اب بولئے نقصان کس کا ہوا ——— لیکن کرنل فریدی صاحب آپ کی یہ تجویز مجھے ذاتی طور پر بے حد پسند آئی ہے۔ اگر اتفاق سے صفدر آپ کو اس گیس لیبارٹری سے نکلتے ہوئے نہ دیکھ لیتا۔ حالانکہ آپ میک اپ میں تھے۔ لیکن آپ صفدر کو جانتے ہیں۔ اس کی چھٹی حس اب ترقی کر کے ساتویں حس بن چکی ہے۔ اس نے فوراً ہی آپ کو پہچان لیا۔ ورنہ شاید آپ بازی لے جاتے " ——— عمران نے کہا۔

" بس اب مجھے بناؤ نہیں۔ تم نے ہیرے کی ملکیت کا جو پلان سوچا تھا اس نے واقعی مجھے چونکا دیا تھا۔ فریدو سروس اگر تمہاری نگرانی کر رہی ہوتی پروفیسر آلسن تک نہ پہنچ جاتی اور پھر مجھے ہنگامی طور پر اس مخطوطے کی فلم نہ اڑانی پڑتی تو تم ہیرا بالکل ہی مفت لے جاتے "

کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" چلو حساب برابر ہو گیا۔ اب مسئلہ رہ گیا فورکارنرز کا۔ ویسے میں تو کہتا ہوں کہ فورکارنرز اگر ہیرا اڑا لیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اس طرح نیلامی سے تو جان چھوٹ جائے گی "

عمران نے کہا۔

" ہاں ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ ہمیں ہیرے کی چیکنگ کی کارروائی غور سے دیکھنی پڑے گی۔ کیونکہ اگر کوئی گھپلا ہو گا تو اسی دوران ہی ہو گا "

کرنل فریدی نے کہا۔

" ہو سکتا ہے تو پھر ایسا کریں کہ ہم دونوں مل کر غور کریں۔ شاید کوئی بات سمجھ میں آ جائے " ——— عمران نے کہا۔

" نہیں تمہاری باتوں سے میرا دھیان بھٹک سکتا ہے اور تم نے فضول باتیں کرنے سے باز نہیں آنا "

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" او۔ کے پھر آپ ہی دیکھ لیجئے گا۔ میرا تو کل دس بجے سونے کا پروگرام ہے " ——— عمران نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

" او۔ کے ٹھیک ہے۔ تم اطمینان سے سونا۔ کیونکہ بہرحال ہیرا اصل ہو

یا نقل تمہیں تو ملنا ہی نہیں "۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کی وہ ہیرے کی ملکیت والی ترکیب تو بہرحال ختم ہی ہو چکی تھی۔ اس لئے اب وہ کسی اور پروگرام کے بارے میں سوچ رہا تھا، اچانک اس کے ذہن میں رامیش کھنہ کی ایک بات ابھری اس نے کیفے میں عمران کو بتایا تھا۔ کہ حکومت ایکریمیا بھی ایک نقل بنوانے کے لئے کوشاں ہے اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ساری بات واضح ہوئی اور وہ خود فورکارنرز کا سارا پروگرام سمجھ گیا۔ اس کے خیال کے مطابق چونکہ ہیرا ایکبین سے چوری کرنا ناممکن تھا اس لئے یہ پلان بنایا گیا ہو گا کہ اس کے چوری ہونے کا اعلان کر دیا جائے اور پھر ماہرے روپ میں جاکر ہیرے کو بدل لیا جائے۔ اس طرح بڑی آسانی سے ہیرا چرایا جاسکتا تھا۔ سب کی آنکھوں کے سامنے ۔۔۔۔۔ اسے معلوم تھا کہ ہیرے کی دو نقلیں تو بہرحال فریدی اور اس کے پاس موجود ہیں۔ تیسری نقل اگر بنی ہے تو وہ یقیناً فورکارنرز نے بنوائی ہو گی۔

وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا، پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ وہ رامیش کھنہ کو ٹیلیفون کر رہا تھا۔

" رامیش کھنہ جیولرز "۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک مترنم آواز سنائی دی۔

" میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں، رامیش کھنہ صاحب سے بات کرائیے "۔۔۔۔۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ بہتر ہولڈ کیجئے "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد رامیش کی آواز ابھری۔

" ہیلو رامیش کھنہ سپیکنگ "۔۔۔۔۔ رامیش کے لہجے میں وقار تھا

" رامیش میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں سٹڈنی سے "

عمران نے کہا۔

" اوہ پرنس آپ نے کیسے یاد فرمایا "۔۔۔۔۔ رامیش نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" رامیش تم نے یہ خبر سن لی ہو گی کہ فورکارنرز نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ہیرا چرا لیا ہے اور اب سٹڈنی حکام جس ہیرے کو اصل بتا رہے ہیں وہ اس کی نقل ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ہاں میں نے تھوڑی دیر پہلے یہ خبر سن لی ہے "

رامیش کھنہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" دیکھو رامیش اس بات کا ہر ایک کو علم ہے کہ تم سے زیادہ اچھی نقل ہیروں کی اور کوئی تیار نہیں کر سکتا۔ اس لئے اب تم ہی بتا سکتے ہو کہ تم نے ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی کتنی نقلیں تیار کی ہیں۔ دو کے بارے میں تو مجھے علم ہے۔ ایک میرے پاس ہے۔ دوسری کرنل فریدی کے پاس اور تم نے یہ بھی بتایا تھا کہ حکومت ایکریمیا بھی نقل بنوانے میں دلچسپی لے رہی ہے "

عمران نے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے۔ میں نے اس ہیرے کی صرف تین نقلیں تیار کی ہیں گو مجھے مختلف حکومتوں اور افراد سے مزید نقلوں کے آرڈرز ملے تھے لیکن میں نے انہیں ٹال دیا۔ کیونکہ حکومت ایکریمیا نے مجھے واضح طور پر یہ دھمکی دے دی تھی کہ اب میں نے مزید کوئی نقل تیار نہیں کرنی، لیکن میں آپ کو پہلے ہی یہ نقلیں دے چکا تھا "۔۔۔۔۔ رامیش کھنہ نے جواب دیا۔

"تمہیں اندازہ ہے کہ حکومت ایکریمیا نے یہ نقل کس لئے تیار کرائی ہے" ——— عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ واضح طور پر کہہ نہیں سکتا۔ ویسے اتنا بتا سکتا ہوں کہ یہ نقل مغربی جارکا بھیجی گئی ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھ سے نقل لینے آیا تھا۔ اس کی جیب میں میں نے مغربی جارکا جانے کا ٹکٹ دیکھا تھا۔ بس اتفاق سے ہی نظر پڑ گئی تھی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو"

رامیش نے جواب دیا۔

"او۔ کے تھینک یو" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ مغربی جارکا کا نام ذہن میں آتے ہی اس کے ذہن میں ایک نام ابھر آیا تھا اور وہ تھا کارل آکلس کا۔ جو دنیا کا سب سے مشہور ہیرا شناس تھا۔ اور وہ مغربی جارکا کا رہنے والا تھا اور جس چیکنگ ٹیم نے یہ ہیرا چیک کرنا تھا۔ اس ٹیم کا سربراہ بھی کارل آکلس ہی تھا۔ چنانچہ اسے یہ پختہ یقین ہو گیا تھا کہ کارل آکلس فور کارنرز کا آلہ کار ہے اور وہی چیکنگ کے دوران ہیرا تبدیل کرے گا۔

اس واضح نتیجے پر پہنچنے کے بعد اس نے اپنے ذہن میں ایک پلان مرتب کر لیا اور پھر اس نے فون اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں موجود صفدر کو اپنے کمرے میں آنے کے لئے کہا۔ تاکہ اس منصوبے پر عمل کیا جا سکے۔

فیلنی کارل آکلس کے میک اپ میں بڑی خوبی سے اپنا رول نبھا رہا تھا۔ کیری کو بھی اس کی اداکاری پر شک نہ پڑا تھا۔ کیونکہ ایک تو فیلنی میں اداکاری کی فطری صلاحیتیں موجود تھیں۔ دوسرا فیلنی نے کارل آکلس کے شب و روز کا بڑی گہری نظروں سے مطالعہ کیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھا کارل آکلس کی طرح سٹول پر پیر رکھے کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔ گو یہ دوسری بات ہے کہ اسے کتاب کے ایک لفظ کی سمجھ بھی نہ آ رہی تھی کیونکہ کتاب کسی پرانی اور متروک زبان میں لکھی گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود فیلنی سے باقاعدہ پڑھنے کی اداکاری کر رہا تھا تاکہ کیری اس کی طرف سے مشکوک نہ ہو جائے۔ اس لمحے قریب پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور فیلنی گھنٹی کی آواز سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ وہ جب سے کارل آکلس کے میک اپ میں یہاں آیا تھا۔ کوئی ٹیلیفون اب تک نہ آیا تھا۔ لیکن بہرحال اسے رسیور تو اٹھانا ہی تھا۔ چنانچہ اس نے رسیور اٹھا لیا۔ اور پھر کارل آکلس کے لہجے میں بولا۔

"یس کارل بول رہا ہوں" ——— فیلنی کی آنکھوں میں تشویش تھی

"مسٹر کارل آکلس میں سڈنی کا وزیر داخلہ بول رہا ہوں۔ بی شوگا"
دوسری طرف سے ایک بھاری اور باوقار آواز سنائی دی
"اوہ مسٹر پی شوگا۔ آپ فرمائیے" ——— فینی نے چونکتے ہوئے
جواب دیا۔ لیکن سڈنی کے وزیر داخلہ کے الفاظ سے ہی اس کی آنکھوں میں
چمک ابھر آئی تھی۔ کیوں کہ اسے خیال آگیا تھا کہ پروگرام کے مطابق فرا
کی طرف سے ہیرے کی چوری کا اعلان کر دیا گیا ہو گا اور اب وزیر داخلہ
اسے بطور ماہر ہیرا چیک کرنے کے لئے بات کرنا چاہتے ہوں گے۔
"مسٹر کارل آکلس آپ کو معلوم ہے کہ ڈائمنڈ آف ڈیتھ ہمارے
لئے دردِ سر بنا ہوا ہے۔ اب چوروں کی بین الاقوامی تنظیم فورکارنر نے زبر
دعویٰ کر دیا ہے کہ اس نے اصل ہیرا چرا لیا ہے اور اب جو ہیرا نمائش کے
لئے موجود ہے وہ اصل نہیں بلکہ نقل ہے"
پی شوگا نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔
"اچھا مجھے تو معلوم نہیں نہ ہی میں نے اس سلسلے میں کوئی خبر سنی ہے"
فینی نے چونکتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"یہ خبر ابھی ریڈیو اور ٹیلیویژن پر نشر نہیں ہوئی لیکن بہرحال ہم اسے
روک نہیں سکتے۔ سڈنی حکام نے ایک ہنگامی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا ہے
اس سلسلے میں ہیرا شناسوں کے چوٹی کے ماہرین کا ایک پینل بنایا جائے
جو اس ہیرے کو چیک کرے اور اس کے اصل ہونے کا اعلان کرے۔ اور
سلسلے میں ہم نے جن چھ ماہرین کی فہرست بنائی ہے۔ اس میں سرفہرست
آپ کا نام ہے۔ کیونکہ آپ کی مہارت کی پوری دنیا معترف ہے"
پی شوگا نے کہا۔

"تعریف کا شکریہ ——— میرے لئے کیا حکم ہے"
فینی نے دل میں ابلنے والی خوشی کو بڑی مشکل سے دباتے ہوئے کہا۔
"حکم نہیں۔ درخواست ہے کہ آپ ہماری مدد کیجئے۔ آپ کے آنے جانے
کا خرچہ ہمارے ذمے۔ ہمارا نمائندہ آپ کو کل صبح آکر لے جائے گا۔ اس کے
علاوہ آپ کی خدمت میں معقول معاوضہ بھی پیش کیا جائے گا"
پی شوگا نے کہا۔
"میں ہر لحاظ سے تیار ہوں۔ مجھے آپ کی مدد کر کے خوشی ہو گی"
فینی نے فوراً رضامند ہوتے ہوئے کہا۔
"بہت بہت شکریہ ——— ہمیں آپ سے یہی امید تھی"
پی شوگا نے دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"شکریہ کی کوئی بات نہیں۔ یہ میرا فرض ہے"
فینی نے جواب دیا۔
"او۔کے پھر آپ تیار رہیئے۔ کل صبح ہمارا نمائندہ آپ کے پاس
پہنچ جائے گا" ——— پی شوگا نے کہا۔
"میں تیار رہوں گا آپ بے فکر رہیں"
فینی نے کہا اور دوسری طرف سے ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے
ریسیور رکھ دیا گیا۔ ——— اور فینی نے بھی مسکراتے ہوئے ریسیور
رکھ دیا۔ ان کا مشن ان کی توقع کے عین مطابق کامیابی سے قریب ہوتا
جا رہا تھا۔ ابھی اسے ریسیور رکھے چند ہی لمحے گذرے تھے کہ ٹیلیفون کی
گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور فینی چونک پڑا۔
"اب کون ہو سکتا ہے" ——— فینی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور

پھر ریسیور اٹھا لیا

"یس کارل سپیکنگ" ——— فینی نے کارل جیسا لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"مسٹر کارل میں تائی شو بول رہا ہوں۔ آپ نے ہیرے کے چوری کی خبر سن لی ہو گی"

دوسری طرف سے ایک تیز اور چبھتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور فینی کی آنکھیں الجھن زدہ ہو گئیں۔ کیونکہ وہ تائی شو کے متعلق کچھ نہ جانتا جب کہ تائی شو ایسے بات کر رہا تھا۔ جیسے وہ کارل کو مدتوں سے جانتا ہو۔

"ہاں سنی تو ہے" ——— فینی نے مختصر سے الفاظ بولتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر اب ہمارے پروگرام کا کیا ہو گا"

تائی شو نے کہا۔

"کیا ہو سکتا ہے" ——— فینی نے الجھے ہوئے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے مسٹر کارل آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔ کہیں آپ کو ہیرے کے چوری ہو جانے کا صدمہ تو نہیں ہوا ——— لیکن آپ گھبرائیں نہیں اگر ایسا ہوا بھی ہے تو میری پارٹی فور کارنرز سے پلک جھپکنے میں وہ ہیرا حاصل کر لے گی۔ فور کارنرز کے مقابلے میں میری پارٹی کہیں زیادہ طاقتور ہے" ——— تائی شو نے بڑے پر غرور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور فینی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں ——— یہ معاملہ تو بکچھ زیادہ ہی پراسرار ہوتا جا رہا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں بس ویسے ہی میری طبیعت کچھ ناساز ہے"

فینی نے پہلو بچاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کو تو اب حکومت سڈنی خود ہیرے کی شناخت کے لئے بلا رہی ہے۔ اپنے خرچے پر ابھی ٹیلیویژن پر جن ماہرین کا نام دیا گیا ہے۔ ان میں سرفہرست آپ کا نام ہے۔ اگر یہ ہیرا اصلی نکلا تو پھر تو آپ کو ہماری طرف سے بولی دینے کی تکلیف کرنی پڑے گی اور اگر فور کارنرز واقعی اسے اڑا چکے ہیں تو پھر آپ کا معاہدہ ختم۔ ہم خود ہی فور کارنرز سے ہیرا وصول کر لیں گے"

تائی شو نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— فینی نے مختصر سا جواب دیا۔

"او۔ کے بس میں نے یہی بات کہنے کے لئے فون کیا تھا گڈ بائی"

دوسری طرف سے تائی شو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی لائن بے جان ہو گئی۔ فینی نے ڈھیلے ہاتھوں سے ریسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کارل ہاکنس کو کوئی مجرم پارٹی اپنا آلہ کار بنا چکی ہے۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے کیری کمرے میں داخل ہوا وہ شاید کچن سے نکل کر آیا تھا۔ کیونکہ کاندھے پر پڑے ہوئے ڈسٹر سے وہ ہاتھ صاف کر رہا تھا۔

"کیری کل صبح میں نے سڈنی جانا ہے ہیرے کو چیک کرنے حکومت سڈنی کا نمائندہ آئے گا۔ تم میرا بیگ تیار کر دینا"

فینی نے اونچی آواز سے بولتے ہوئے کہا۔ کیونکہ کیری اونچا سنتا تھا۔

"بہتر جناب" ——— کیری نے مختصر سا جواب دیا اور پھر

واپس مڑ گیا۔ ابھی کیری کو گئے ہوئے چند ہی لمحے گذرے تھے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی

"کیا مصیبت ہے سارے لوگوں نے آج ہی بات کرنی ہے"۔

فینی نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔ کیونکہ رسیور تو بہرحال اسے اٹھانا ہی پڑتا تھا۔

"یس کارل سپیکنگ"۔۔۔۔ کارل نے بھراتے ہوئے لہجے میں کہا

"پامر بول رہا ہوں۔ فینی آپ کے پاس پہنچا ہوگا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پامر کی مخصوص آواز سنائی دی اور فینی خوش ہوگیا۔

"ہاں پہنچا ہے کیوں"۔۔۔۔ فینی نے بدستور کارل کے لہجے میں کہا وہ پامر کی دانشمندی کا قائل تھا کہ اگر کسی بھی وجہ سے فون کال چیک ہو جائے تو اس کی حیثیت مشکوک نہ ہو۔

"پلیز فینی کو بتا دیں کہ وہ بالکل بے فکر اور مطمئن ہو کر کام کرے ہم ہر لحاظ سے اس کا خیال رکھیں گے"۔۔۔۔ پامر نے بڑے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میں کہہ دوں گا۔ شکریہ اور کوئی بات"۔

فینی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اسے یہ بھی کہہ دیں کہ اس کا کام ٹیلی ویژن پر بھی دکھایا جائے گا اس لئے کام انتہائی محتاط ہو کر ہونا چاہیئے۔ پوری دنیا کی نظریں ٹیلیویژن پر لگی ہوئی ہوں گی"۔

دوسری طرف سے پامر نے کہا اور فینی یہ اطلاع سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"مسٹر پامر کیا واقعی"۔۔۔۔ فینی کے لہجے میں تشویش تھی۔

"آپ گھبرائیں نہیں مسٹر کارل۔ فینی اپنے کام میں بے حد ماہر ہے"۔

پامر نے جواب دیا۔

"او کے ٹھیک ہے یہ تو اس کے لئے اعزاز ہے کہ اس کا شو ٹیلیویژن پر دکھایا جائے"۔۔۔۔ فینی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب شکریہ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور فینی نے بھی شکریہ ادا کرتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

پامر نے واقعی اسے بے حد قیمتی اطلاع دی تھی۔ اب اُسے اور زیادہ محتاط ہو کر کام کرنا پڑے گا۔ لیکن اسے زیادہ فکر اس لئے نہ ہوئی تھی کہ وہ شعبدہ بازی میں ماہر تھا۔ اور ہیرے کو بدلنا اس کے لئے انتہائی معمولی کھیل تھا۔ اب صرف اتنا اسے کرنا پڑے گا۔ کہ اسے اپنے کوٹ کے بازو کے اندر ایک چھوٹی سی مخصوص انداز کی جیب بنانی پڑے گی اور یہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا۔ وہ رات کو ہی یہ کام آسانی سے کر سکتا تھا۔ اس کے بعد کیمرہ کی آنکھ بھی اُسے پکڑ نہ سکتی تھی۔

چنانچہ اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ رات کو ہی کیری کو کہہ دے گا۔ کہ صبح اس نے جو لباس پہننا ہے وہ اس کے کمرے میں رات کو ہی پہنچا دیا جائے۔ اس طرح وہ آسانی سے اس میں اپنی مرضی کی کتر بیونت کر سکتا تھا۔

سڈنی شہر میں تو ایک طرف پوری دنیا کے لوگوں میں آج صبح سے زبردست ہیجان پھیلا ہوا تھا اور سب لوگ اپنے اپنے ٹیلیویژنوں کے گرد نو بجے سے ہی اکٹھا ہونا شروع ہو گئے تھے۔ انہیں بڑی شدت سے دس بجے کا انتظار تھا تاکہ اس بات کا پتہ چل سکے کہ فورکارنرز اپنے دعویٰ میں سچے ہیں یا جھوٹے۔ اخبارات نے اپنے اپنے طور پر فورکارنرز کے کارناموں کی تفصیل پوری رنگ آمیزی کے ساتھ چھاپی تھی۔ اور سب رپورٹروں نے اپنے اپنے مخصوص انداز میں فورکارنرز کے اس دعویٰ پر تبصرہ کیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہیرا شناس ماہرین کے متعلق بھی انہوں نے تفصیلی فیچرز چھاپے تھے۔ اور ہیرا شناسی میں ان کی مہارت کے گن گائے تھے۔ سب سے زیادہ کارل آکلس پر بھروسہ کیا جا رہا تھا۔ کیونکہ ہر اخبار کی لفظوں میں کارل آکلس اس وقت ہیرا شناسی میں سب سے آگے تھا۔

ساڑھے نو بجے کے قریب کارل آکلس کو ایک مخصوص کار لے کر

سڈنی ہال کی طرف روانہ ہو گئی۔ ان ماہرین کو حکومت سڈنی نے خفیہ طور پر مختلف جگہوں پر ٹھہرایا تھا، تاکہ اخباری رپورٹرز ان تک نہ پہنچ سکیں۔ کارل آکلس کو ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے مغربی جارکا سے لے آیا گیا تھا اور پھر اسے ایک اکیلے مکان میں رکھا گیا تھا۔ جہاں سادہ لباس میں مسلح فوجیوں کا زبردست پہرہ تھا

نو بجے اسے ہال میں جانے کے لئے تیار ہو جانے کے لئے کہا گیا۔ اور فینی نے ڈریسنگ روم میں جا کر لباس بدلا اس کے کوٹ کے بازو میں موجود مخصوص تھیلی میں ہیرے کی نقل پہلے سے موجود تھی۔ اسے نیچے کی طرف لٹکایا گیا تھا کہ اس کا ابھار کسی کو محسوس نہ ہو سکے۔ اب مخصوص انداز میں جھٹکا دیئے بغیر یہ ہیرا تھیلی سے باہر نہ آ سکتا تھا۔

تیار ہو جانے کے بعد فینی حکام کی طرف سے لائی گئی کار میں بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا اور کار تھوڑی دیر بعد سڈنی ہال کے سامنے پہنچ گئی سڈنی ہال کے ارد گرد کا علاقہ پولیس اور مسلح فوجیوں کے گھیرے میں تھا اور وہاں سے کافی دور ہر قسم کا ٹریفک روک دیا گیا تھا۔ ہال کے باہر سڈنی کے اعلیٰ حکام ماہرین کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جن میں وزیر داخلہ پی شوگا بھی بنفس نفیس شامل تھے۔ فینی جیسے ہی باہر نکلا حکام نے آگے بڑھ کر اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور پھر وہ اسے ہال کے اندر لے گئے۔ جہاں کیبن سے ذرا ہٹ کر ایک مخصوص جگہ پر چھ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان کے سامنے دیوار کے ساتھ ٹیلی ویژن کے بڑے بڑے اور جدید کیمرے نصب تھے۔ ٹیلی ویژن کی وجہ سے روشنیاں اتنی تیز تھیں کہ آنکھیں کھولنا محال ہو رہا تھا۔ کیبن کی طرف سے شروع ہونے والی پہلی کرسی پر فینی کو بٹھا دیا گیا اور پھر

آہستہ آہستہ باقی ماہرین بھی آتے گئے۔ فلینی انہیں جانتا تو نہ تھا لیکن وہ ان کے احترام میں یوں اٹھ رہا تھا جیسے وہ ان سے صدیوں سے واقف ہو۔ باقی ماہرین بھی فلینی کے ساتھ انتہائی نیازمندی سے پیش آ رہے تھے۔

کرسیوں کے سامنے ایک بڑی سی میز رکھی ہوئی تھی۔ جس پر ہیرا چیک کرنے کے مخصوص آلات موجود تھے۔ میز کی ٹاپ شیشے کی تھی۔ اور اس کے نیچے بھی طاقتور بلب جل رہا تھا۔

حکام کے چہروں پر پورا اطمینان تھا۔ کیونکہ انہیں بہرحال یقین تھا کہ کیبن میں موجود ہیرا اصلی ہے۔ لیکن وہ آنے والے وقت سے بے خبر تھے۔ جب چھ ماہرین اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو ٹھیک دس بجے ٹیلی ویژن کیمرے آن کر دیئے گئے اور پھر سب سے پہلے سٹی کے وزیر داخلہ نے مائیک لے کر مختصر سی تقریر کی۔ جس میں ہیرے کی حفاظت کے لئے کئے گئے انتظامات پر مختصر سی روشنی ڈالی اور پھر پورے یقین کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ فور کارنرز کا دعویٰ سو فیصد جھوٹا اور غلط ہے اور ہیرے کی چوری میں ناکامی کے بعد انہوں نے صرف سنسنی پھیلانے کے لئے یہ دعویٰ کر ایا ہے وزیر داخلہ کے بعد اس تنظیم کے صدر نے جنہوں نے یہ ہیرا دریافت کیا تھا۔ اور مزید ریسرچ کے لئے اسے نیلام کر رہے تھے نے مختصر سی تقریر کی اور ہیرے کی تاریخ بتانے کے ساتھ ساتھ کہا کہ یہ ہیرا اس قدر نایاب اور تاریخی ہے کہ اس کے مالک کا نام تاریخ میں ہمیشہ جگمگاتا رہے گا اور یہ تنظیم مجبوراً اسے نیلام کر رہی ہے۔ اس کے بعد ہیرے کی چیکنگ کے اصلی مرحلے کا اعلان کر دیا گیا۔ اور وزیر داخلہ نے آگے بڑھ کر جیب سے ایک مخصوص قسم کی ٹارچ نکالی۔ جس کے سرے پر شیشے کی بجائے ایک چھوٹا سا سوراخ نظر آ رہا تھا

اس نے کیبن کے قریب پہنچ کر ٹارچ کا رخ کیبن کی طرف کیا اور اس کا بٹن دبا دیا۔ ٹارچ میں سے پہلے سرخ رنگ کی روشنی کی ایک لکیر سی نکل کر کیبن کے ایک مخصوص حصے پر پڑی۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس لکیر کا رنگ سبز ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وزیر داخلہ نے ٹارچ کا بٹن آف کر دیا۔ ——— چند لمحوں بعد کیبن خود بخود درمیان سے اوپر کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ اس کی ایک سائیڈ کھل گئی تھی ——— پھر وزیر داخلہ خود آگے بڑھے اور انہوں نے کیبن کے اندر ہاتھ ڈال کر ہیرا کیبن سے باہر نکالا ——— اسے ہاتھ پر رکھے ہوئے وہ چند لمحے اسے حیرت سے کھڑے دیکھتے رہے جیسے اس کے سحر میں گرفتار ہو گئے ہوں ——— اور پھر انہوں نے ہیرا ساتھ بیٹھے ہوئے فلینی کی طرف بڑھا دیا۔

"لیجئے مسٹر کارل اسے غور سے دیکھئے ——— کون کہتا ہے کہ یہ نقلی ہے۔" ——— وزیر داخلہ پی شوگا نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا

فلینی نے اٹھ کر ہیرا بڑے لاپرواہ انداز میں پی شوگا کے ہاتھ سے لیا ——— اور پھر وہ واپس کرسی پر بیٹھتا ہوا ذرا سا لڑکھڑایا جیسے بیٹھتے وقت اس کی ٹانگ کو ذرا سا جھٹکا لگا ہو ——— اس کا ہیرے والا ہاتھ ذرا سا نیچے کو لٹک گیا تھا۔ ——— لیکن اس نے ہیرے کو گرنے سے بچانے کے لئے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔

"معاف کیجئے" ——— فلینی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہیرے کو اس نے ہتھیلی پر رکھ کر اسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا ——— دوسرے لمحے اس کے چہرے کے

تاثرات میں تیزی سے تبدیلی پیدا ہوتی چلی گئی ——— اس نے جیب کر میز پر پڑا ہوا ہیرا شناسی کا آلہ اٹھا کر آنکھ سے لگا لیا۔ یہ اس قسم کا آلہ تھا جیسے گھڑیاں مرمت کرنے والے آنکھ سے لگاتے ہیں۔ وہ اس آلے کی مدد سے بغور ہیرے کو دیکھتا رہا ——— پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آلہ واپس رکھ دیا۔

"کیوں مسٹر کارل آکلس ہیرا اصلی ہے نا؟"

وزیر داخلہ پی شوگا نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"میں معذرت خواہ ہوں جناب یہ ہیرا اصلی نہیں ہے۔ البتہ اس کی نقل انتہائی مہارت سے تیار کی گئی ہے"۔

فیلنی نے بڑے گمبھیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور چند لمحوں کے لئے پورے ہال پر یوں سکوت طاری ہو گیا ——— جیسے ہال پر موت نے اپنا پنجہ گاڑ دیا ہو۔

ہال میں موجود سنڈی کے اعلیٰ حکام وزیر داخلہ سمیت حیرت سے بت بنے کھڑے رہ گئے ——— انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے جسموں سے کسی نے خون نچوڑ لیا ہو ——— کارل آکلس کے اس جواب کی توقع تو انہیں خواب میں بھی نہ تھی ——— اور پھر چند لمحوں بعد وہ سب یوں اچھلے جیسے ان کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— کیسے ممکن ہے ——— یہ غلط ہے"

وزیر داخلہ نے غصے کی شدت سے بری طرح چیختے ہوئے کہا

"یہ میری رائے ہے جناب ——— یہاں اور بھی ماہرین موجود ہیں" ——— فیلنی نے بڑے باوقار انداز میں جواب دیا اور پھر ہیرا ساتھ بیٹھے ماہر کی طرف بڑھا دیا ——— باقی پانچ ماہر بھی حیرت سے بت بنے بیٹھے تھے اور کیمرہ آپریٹر تو جیسے ساکت سے ہو کر رہ گئے تھے۔ دوسرے ماہر نے چونکتے ہوئے ہیرا اپنے ہاتھ میں لیا ——— اور اسے اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر چند لمحے بغور دیکھتا رہا۔

"مسٹر کارل آکلس درست کہہ رہے ہیں ——— یہ ہیرا اصلی نہیں ہے بلکہ نقلی ہے"۔ ——— دوسرے ماہر نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ہیرا تیسرے کی طرف بڑھا دیا۔ اور اب تو وزیر داخلہ کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی ہوئی تھیں اور جب تمام ماہرین نے بیک زبان ہو کر اس بات کا اعلان کر دیا کہ کیبن سے نکلنے والا ہیرا نقلی ہے تو وزیر داخلہ نے ہاتھ ہلایا اور کیمرے بند کر دیئے گئے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— یہ آخر کیسے ہو سکتا ہے"۔

وزیر داخلہ کے لہجے میں شدید جھنجھلاہٹ تھی۔

"فور کارنرز اپنا کام کر گئے ہیں جناب ——— یہ ہیرا واقعی نقلی ہے"۔ ——— ایک ماہر نے جواب دیا۔ ——— فیلنی خاموش کھڑا تھا۔

"فور کارنرز ——— تو پھر وہ جادوگر ہی ہو سکتے ہیں ——— بہرحال میں انہیں پاتال سے بھی نکال لاؤں گا"۔ ——— وزیر داخلہ نے

غصے کی شدت سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں اجازت ہے جناب"۔

اچانک ایک ماہر بول پڑا۔

"ہاں ارے ہاں۔ آپ حضرات کا تو اس میں کوئی قصور نہیں —— ٹھیک ہے آپ لوگ جا سکتے ہیں"۔

وزیر داخلہ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر ہال کے دروازے کھول دیئے گئے —— اور فینی دوسرے ماہرین کے ہمراہ محتاط انداز میں چلتا ہوا ہال سے باہر آگیا —— یہاں انہیں لے آنے والی کاریں موجود تھیں۔ —— چنانچہ مسلح فوجیوں کی رہنمائی میں وہ سب اپنی اپنی کاروں میں بیٹھے اور کاریں تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئیں —— فینی کے چہرے پر زبردست اطمینان اور کامیابی کا غرور تھا۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا اور اصلی ہیرا اس کے بازو میں بنی ہوئی مخصوص تھیلی میں موجود تھا اب وہ جلد از جلد فوجیوں کے پہرے سے نکلنا چاہتا تھا۔ تاکہ ہیرے کو پامر یا اپنے کسی دوسرے ساتھی کے حوالے کر سکے۔

عمران ایک کیفے میں بیٹھا ہوا ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا۔ کیفے میں لوگ ایک دوسرے پر امڈے پڑ رہے تھے۔ کیفے کی انتظامیہ نے ٹیلیویژن کو ایک اونچے سٹول پر رکھ دیا تھا۔ تاکہ ہر شخص آسانی سے اسے دیکھ سکے عمران دروازے کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ —— اس نے رات ہی اس بات کا پتہ چلا لیا تھا کہ مغربی جارکا سے آنے والے ماہر ہیرا شناس مسٹر کارل آکس کو یہاں سے قریب ہی ایک عمارت میں رکھا گیا ہے —— اس عمارت میں سادہ لباس والے فوجیوں کا پہرہ تھا اور ہیرا شناسی کے بعد انہیں یہیں لایا جائے گا۔

عمران کے ساتھیوں نے اس عمارت کو مخصوص انداز میں گھیرے میں لے رکھا تھا۔ —— اب انہیں صرف عمران کے سگنل کا ہی انتظار تھا۔

عمران خاموش بیٹھا ٹیلیویژن دیکھ رہا تھا —— اور جب کارل آکس ہیرا وزیر داخلہ کے ہاتھ سے لے کر لڑکھڑایا تو عمران

کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی ——— اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی ——— وہ سمجھ گیا تھا ——— کہ اس کی توقع کے عین مطابق کارل آکلس نے بڑی مہارت سے ہیرا بدل لیا ہے ——— گو کارل آکلس کے انداز میں اس قدر مہارت تھی کہ ہیرا بدلنے کا تیز ترین لائحہ عمل عمران کو بھی نظر نہ آ سکا تھا ——— لیکن چونکہ عمران پہلے اس بات کی توقع رکھتا تھا۔ اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ ہیرا بدل لیا گیا ہے۔ ——— اور پھر جب کارل آکلس نے ہیرے کے نقلی ہونے کا اعلان کیا تو پورے کیفے میں جیسے زلزلہ سا آگیا ہو۔ ہر آدمی حیرت سے نہ صرف اچھل پڑا۔ بلکہ ان کے منہ سے چیخیں سی نکل گئیں۔

اب ہیرا دوسرے ماہرین کے پاس تھا۔ ——— لیکن عمران اٹھ کر تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کی کار کیفے سے تھوڑے ہی فاصلے پر موجود تھی۔ ——— اس نے کار میں بیٹھ کر اسے سٹارٹ کیا اور پھر اسکی کار واپس مڑ کر تیزی سے سڑک پر بھاگتی چلی گئی ——— اس نے کارل آکلس کو ٹریپ کرنے کے لئے دو تین مرحلوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ ——— اس نے کار سڑک کے ایک طرف سنسان سے علاقے میں جاکر درختوں کی آڑ میں چھپائی اور پھر خود کار سے باہر نکل آیا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے چلتا ہوا سڑک کے کنارے بنے ہوئے ٹیلیفون بوتھ کے ایک بڑے سے ستون کی آڑ میں چھپ گیا ——— اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن مخصوص انداز میں دبایا ——— دوسرے لمحے گھڑی پر سرخ رنگ کا ایک نقطہ سا چمکنے لگا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— پرنس سپیکنگ ——— اوور۔"

عمران نے گھڑی سے منہ لگا کر بار بار فقرہ دہرانا شروع کر دیا چند لمحوں بعد ہی نقطہ رنگ بدل کر سبز ہو گیا۔

"یس صفدر اٹنڈنگ اوور ———" دوسری طرف سے صفدر کی مدہم سی آواز سنائی دی۔

"صفدر ہوشیار رہنا ——— میں اپنے ٹارگٹ پر پہنچ گیا ہوں ——— اوور" ——— عمران نے کہا

"ٹھیک ہے جناب ——— ہم پوری طرح ہوشیار ہیں۔ اوور" صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل ———" عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اب اس کی نظریں سڑک پر جمی ہوئی تھیں۔ اکا دکا کاریں آجا رہی تھیں ——— لیکن وہ مخصوص کار جس میں کارل آکلس کو لے جایا گیا تھا۔ واپس نہ آئی تھی ——— عمران خاموش بیٹھا رہا ——— اور پھر کافی دیر بعد اسے دور سے مخصوص کار آتی دکھائی دی۔ ——— عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک لفافہ نکال کر اس نے اس کا منہ کھولا اور لفافے کو تیزی سے سڑک پر اچھال دیا۔ ——— لفافے میں سے چار کونوں والے باریک باریک گوکھرو سڑک پر پھیلتے چلے گئے ——— گوکھرو عام کھیتوں میں اگنے والے پودے کا مخصوص پھل ہوتا ہے۔ جس پر کیلوں کی طرح سخت کانٹے ہوتے ہیں۔ اس پھل کے چار پہلوؤں پر انتہائی سخت کانٹے ہوتے ہیں یہ اتنے سخت ہوتے ہیں۔ کہ ہیوی ٹرک کے ٹائر بھی انہیں نہیں دبا سکتے ——— اور مضبوط سے مضبوط ٹائر کے نیچے اگر ایک

بھی گھوکرو آجاتے تو ٹائر کا پنکچر ہو جانا لازمی ہو جاتا ہے ——— عمران نے گھوکرو سڑک پھینکے اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ——— جیسے ہی وہ کار کے پاس پہنچا ——— سیاہ رنگ کی مخصوص کار اس جگہ پر پہنچ گئی۔ جہاں گھوکرو بکھرے ہوئے تھے۔ اور پھر سیٹیاں سی بجتی سنائی دیں اور کار انتہائی تیزی سے قلابازیاں کھاتی ہوئی ایک طرف بیٹھتی چلی گئی ——— اس کے دو ٹائر بیک وقت پنکچر ہو گئے تھے۔ اس لئے تیز رفتاری کی بنا پر ڈرائیور اسے بروقت نہ سنبھال سکا اور وہ قلابازیاں کھاتی ہوئی الٹتی چلی گئی۔ ——— کار اس طرح الٹی تھی۔ جدھر عمران کی کار موجود تھی ——— کار کے الٹتے ہی عمران بھاگتا ہوا اس کار کی طرف بڑھا اور پھر اس نے ٹوٹے ہوئے دروازوں میں سے دو افراد کو زخمی حالت میں باہر نکلتے دیکھا۔ ان میں سے ایک کارل آکلس تھا۔ کارل آکلس کے سر پر چوٹ لگی تھی اور وہ یوں لڑکھڑا رہا تھا۔ جیسے ابھی بیہوش ہو کر گر پڑے گا۔ ——— دوسرا شاید کار کا ڈرائیور تھا کیونکہ کار میں اور کوئی شخص نظر نہ آ رہا تھا۔

"ارے ارے کیا ہوا ——— تم تو زخمی ہو" ——— عمران نے ان کے قریب پہنچتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"تم ——— تم ———" فیتی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آؤ میری کار میں آ جاؤ" ——— عمران نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا ——— ڈرائیور شاید اس سے زیادہ زخمی تھا۔ کیوں کہ وہ کار سے نکلتے ہی زمین پر گر کر بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس لئے

عمران نے کارل آکلس کی طرف ہی توجہ دی تھی۔ اور جیسے ہی عمران نے اسے سنبھالنے کی کوشش کی وہ عمران کے بازوؤں میں ہی جھول گیا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اسے زمین پر لٹایا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے اس کی تلاشی لینی شروع کی۔ لیکن ہیرا اسے کہیں نظر نہ آیا۔ اچانک اسے خیال آیا اور اس نے اس کے دائیں بازو کی آستین کے اندر انگلیاں ڈالیں اور چند لمحے بعد اس نے مخصوص تھیلی میں سے اصلی ہیرا باہر نکال لیا۔

اس نے انتہائی پھرتی سے ہیرا اپنی جیب میں ڈالا اور اپنی جیب میں سے نقل نکال کر اس نے اس کی تھیلی میں ڈالی۔ اور پھر وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ——— وہ کار کے قریب پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک پرانے درخت کے تنے میں جو نیچے سے پھٹا ہوا تھا۔ اصل ہیرا ڈال دیا ——— اور پھر بھاگتا ہوا سڑک پر آ گیا ——— اس نے انتہائی تیزی سے سڑک پر بکھرے ہوئے باقی گھوکرو سمیٹے جو تعداد میں دس بارہ تھے اور انہیں جیب میں ڈال کر وہ واپس ان دونوں کی طرف مڑا ——— اب اس نے ان دونوں کو ہوش میں لے آنے کی کوششیں شروع کر دیں ——— اسی لمحے مخالف سمتوں سے دو کاریں وہاں پہنچ کر رکیں اور ان میں سے چند افراد نکل کر بھاگتے ہوئے عمران اور ان بیہوش افراد کی طرف بڑھے۔

"کیا ہوا ہے کیا حادثہ ہو گیا ہے"

انہوں نے پوچھا۔

"جی ہاں! یہ کار آتے آتے الٹ گئی ——— اور یہ دونوں

اس سے باہر نکلے اور بیہوش ہو گئے" ——— عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ارے یہ تو کارل آکلس ہے ——— مشہور ہیرا شناس جلدی اٹھاؤ اسے کار میں ڈالو۔ میں اسے ہسپتال لے جاتا ہوں"

ایک آدمی نے چیخ کر کہا اور پھر دو افراد نے بڑی پھرتی سے کارل آکلس کو اٹھایا اور تیزی سے دوڑتے ہوئے کار کی طرف بڑھتے چلے گئے ——— عمران نے دیکھا کہ کارل آکلس کی نبض دیکھنے کے بہانے ایک نے اس کی دائیں آستین کو ٹٹولا ——— اور اس کے بعد ہی اسے اٹھانے کے لئے کہا تھا۔

"ارے ارے اسے بھی لے جاؤ، یہ بھی تو زخمی ہے"

عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"اسے یہ لے جائیں گے، چلو ——— اٹھاؤ اسے" اسی آدمی نے دوسری کار میں سے نکلنے والوں سے کہا جو خاموش کھڑے تھے۔

"ہاں ——— کیوں نہیں" ان میں سے ایک نے کہا اور پھر عمران کی مدد سے انہوں نے ڈرائیور کو اٹھا کر کار میں ڈالا اور پھر کاریں تیزی سے شہر کی طرف دوڑتی چلی گئیں ——— عمران ان کے جاتے ہی تیزی سے اپنی کار کی طرف لپکا اور چند لمحوں اس کی کار بھی شہر کی سمت دوڑتی چلی گئی۔ اس نے کار چلانے کے دوران صفدر کو ٹرانسمیٹر واچ پر واپس جانے کے لئے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس ——— رہائش گاہ میں پہنچ گیا۔ اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اندر کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"خبردار اگر حرکت کی" ——— اچانک کسی نے عمران کی گردن سے مشین گن کی نال لگاتے ہوئے کہا ——— اور عمران ٹھٹھک کر رک گیا سامنے کرنل فریدی کرسی پر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی ——— کمرے میں چار مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے ——— اور ظاہر ہے ان کی مشینوں کا رخ عمران کی طرف تھا۔

"عمران وہ ہیرا مجھے دے دو"

کرنل فریدی نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"ہیرا کیسا ہیرا" ——— عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"وہی ہیرا جو تم نے کارل آکلس سے حاصل کیا ہے"

کرنل فریدی کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

"کارل آکلس سے کرنل صاحب کہیں خدانخواستہ آپ ترقی تو نہیں کر گئے" ——— عمران نے یوں کہا جیسے ترقی سے اس کا مطلب دماغ میں پیدا ہونے والی خرابی سے ہو۔

"دیکھو عمران مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو ——— مجھے معلوم ہے کہ تم نے صفدر کو کارل آکلس کے مکان پر پہرے پر لگا رکھا ——— مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کارل آکلس نے ہیرا تبدیل کر لیا ہے اور تم نے اس کی کار کو حادثے کا شکار کر کے اس سے وہ ہیرا حاصل کر لیا ہے۔ اب وہ ہیرا تمہارے پاس ہے ——— میں یہاں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا تھا ——— اور تمہاری کارکردگی کی ایک ایک

لمحے کی رپورٹ مجھے مل رہی ہے ——— اس لئے اب بہتری اسی میں ہے کہ تم وہ ہیرا میرے حوالے کر دو ——— کیونکہ یہ ہیرا بہر حال میں نے اپنے ملک لے جانا ہے"

کرنل فریدی کا لہجہ انتہائی سخت ہوتا چلا گیا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ ہیرا میرے پاس ہے ——— حالانکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہیرا کارل آکلس نے تبدیل کر لیا ہے۔ اور نہ ہی مجھے کسی حادثے کا علم ہے"

عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا

"ٹھیک ہے اگر تم ایسا ہی چاہتے ہو تو ایسے ہی سہی۔ میں ہیرا تمہاری لاش سے بھی برآمد کر لوں گا"

کرنل فریدی نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ——— اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنے ارادے پر سختی سے عمل کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔

"لاش سے ہیرے برآمد کرنے کا تو آپ کا آبائی پیشہ ہے کرنل صاحب تو ——— عمران کے لہجے میں بھی تلخی عود کر آئی تھی۔

"کرنل فریدی چند لمحے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا رہا دو عظیم انسان نظروں ہی نظروں میں ایک دوسرے کو تول رہے تھے۔

"تو تم مجھے وہ ہیرا نہیں دو گے"

کرنل فریدی نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"کیسا ہیرا ——— کرنل فریدی تمہیں خواہ مخواہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ میرے پاس ہیرا ہے ——— اگر تمہیں یہ معلوم تھا کہ کارل آکلس کے

پاس ہیرا تھا۔ تو تم خود بھی اسے حاصل کر سکتے تھے" ——— عمران نے بھی جواب میں کرنل فریدی جیسا ہی لہجہ اختیار کیا

"دیکھو عمران مجھے جیسے ہی رپورٹ ملی کہ تم اس مکان کے ارد گرد منڈلا رہے ہو جس میں کارل آکلس کو ٹھہرایا گیا ہے۔ تو میں فوراً سمجھ گیا تھا کہ تمہارا کیا پروگرام ہے ——— اس لئے میں خود پیچھے ہٹ گیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ اگر کوئی چکر ہوا تو میں ہیرا تم سے وصول کر سکتا ہوں ——— چنانچہ میں یہاں آ گیا ——— اور یہ مجھے یقین ہے کہ ہیرا تمہارے پاس ہے ——— اور میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اسے ہر قیمت پر حاصل کروں گا۔ چاہے اس کے لئے مجھے وہ کام بھی کرنا پڑ جائے جو میں نہیں کرنا چاہتا"

کرنل فریدی نے جواب دیا

"کرنل صاحب! بہادر وہ ہوتا ہے جو اپنا شکار خود مار کر کھاتے اول تو میرے پاس وہ ہیرا نہیں ——— اگر ہوتا بھی سہی تو میں بہر حال کسی قیمت پر اپنا شکار تمہارے حوالے نہ کرتا ——— یہ بات ذہن نشین کر لو ——— اور یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارے یہ آدمی اور یہ مشین گنیں مجھے ایک لمحے کے لئے بھی بے بس نہیں کر سکتیں ——— یہ اور بات ہے کہ تم میرے پاس آ کر اگر درخواست کرتے تو میں اس جیسے دس ہیرے بھی تمہارے حوالے کر دیتا۔ لیکن اب ایسا ممکن نہیں ہے ——— اب تمہارا جو جی چاہے کر لو۔ تمہیں کھلی اجازت ہے۔ لیکن کوئی قدم اٹھانے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ تم جو کچھ علی عمران کے ساتھ کرنے والے ہو ——— وہ اینٹ

کا جواب پتھر سے نہیں بلکہ پورے پہاڑ سے دینا جانتا ہے"
عمران نے سرد لہجے میں کہا اور خاموش ہو گیا۔

"کیا تم اپنی تلاشی دے سکتے ہو" ــــــ کرنل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"بیشک لے لو ــــــ لیکن میرے پاس رقم باقی رہنے دینا ورنہ اس غریب الوطنی میں مجھے پریشان ہونا پڑے گا"
عمران نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"ہوں ــــــ ٹھیک ہے ــــــ اس کا مطلب ہے ہیرا واقعی تمہارے پاس نہیں ہے ــــــ لیکن بہرحال میں یہ ہیرا حاصل کر لوں گا۔ یہ میرا چیلنج ہے"
کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا ــــــ کمرے کا دروازہ کھلا اور دو مشین گن بردار صفدر کو کور کیے ہوئے اندر داخل ہوئے ــــــ صفدر یہاں کی صورت حال دیکھ کر ٹھٹھک گیا ــــــ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"راجیش" ــــــ کرنل فریدی نے اچانک اپنے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ــــــ ایک مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"جاؤ اور نمبر الیون سے کہو کہ جہاں کار کا حادثہ کیا گیا ہے۔ اس کا ارد گرد کا علاقہ پوری طرح چھان مارو ــــــ اِنچ اِنچ جگہ کی تلاشی لی جائے اور مجھے رپورٹ دو"
کرنل فریدی نے راجیش سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر سر" ــــــ راجیش نے کہا اور پھر سر ہلاتا ہوا تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"تم دونوں بیٹھ سکتے ہو" ــــــ کرنل فریدی نے صفدر اور عمران سے مخاطب ہو کر کہا

"بہت بہت شکریہ میری تو کھڑے کھڑے ٹانگیں بھی دکھ گئی تھیں" ــــــ عمران نے بڑے تشکرانہ لہجے میں کہا اور بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گیا ــــــ صفدر نے بھی اس کی پیروی کی۔

"عمران مجھے یقین ہے کہ تم کوئی غلط حرکت نہیں کرو گے۔ ورنہ میں نے اپنے آدمیوں کو پوری اجازت دے رکھی ہے کہ وہ مشین گن کے پورے برسٹ تمہارے سینے پر فائر کر دیں"
کرنل فریدی نے کہا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"یہ کیا چکر ہے" ــــــ صفدر نے کرنل کے باہر جاتے ہی عمران سے پوچھا۔

"فریدی صاحب کو یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ وہ ہیرا میں نے اڑایا ہے اور اب یہ برآمدگی کرنے آئے ہیں" ــــــ عمران نے تلخ لہجے میں کہا اور صفدر سر ہلا کر خاموش ہو گیا ــــــ کمرے میں موجود مسلح افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے ــــــ شاید انہیں بھی احساس تھا کہ کسی بھی لمحے سچویشن تبدیل ہو سکتی ہے

تقریباً دس منٹ بعد کرنل فریدی واپس کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سوری عمران ــــــ مجھے غلط فہمی ہوئی تھی ــــــ بہرحال میں

ہیرا حاصل کر کے ہی واپس جاؤں گا" ——— کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب کرنل فریدی کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

"کیا بات ہوئی" ——— صفدر نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا

"بری بات ہوئی ——— کرنل فریدی کا خیال ہے کہ میں نے ہیرا کہیں چھپایا ہوا ہے۔ اس لئے اب میں جب وہاں سے ہیرا نکالنے جاؤں گا تو وہ مجھ پر جھپٹ پڑیں گے"

عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ آپ کے پاس ہے" ——— صفدر نے چونک کر کہا۔

"اگر میرے پاس ہوتا تو میں کرنل فریدی کو تحفتاً نہ پیش کر دیتا" اسی بات کا تو رونا ہے کہ ہیرا بھی میرے پاس نہیں ہے اور کرنل فریدی نے اپنے طور پر یہی سمجھ لیا کہ میں نے کارل آکلس سے ہیرا ہتھیا لیا ہے ——— یہ ٹھیک ہے کہ میرا ابھی یہی خیال ہے کہ کارل آکلس نے ہیرا تبدیل کر لیا ہے۔ اس لئے میں نے سارا پلان بنایا تھا۔ لیکن جب میں نے اس کی تلاشی لی تو اس کے پاس سے کوئی چیز بھی نہ نکلی تھی"

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"ہو سکتا ہے کہ ہیرا کار الٹنے کی وجہ سے اس کی جیب سے نکل کر کار میں گر پڑا ہو"

صفدر نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تو میں نے سوچا ہی نہ تھا ——— اوہ اچھا چلو کار کی تلاشی لیتے ہیں۔ وہ یقیناً ابھی وہیں پڑی ہو گی" ——— عمران نے ایک جھٹکے

سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں بھی چلوں" ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے کہ ہیرا اتنا وزنی ہو کہ مجھ سے نہ اٹھایا جاسکے۔ ایک آدمی تو ضرور ساتھ ہونا چاہیئے" ——— عمران نے کہا۔ اور صفدر مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

اور دوسرے لمحے عمران تیزی سے کونے میں پڑی ہوئی ایک چھوٹی سی میز کی طرف لپکا۔

"ارے یہ کیا" ——— عمران کے منہ سے نکلا اور دوسرے لمحے اس نے میز کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی ڈبیا باہر نکال لی جو خاصے وسیع ضبط عمل کا ٹرانسیٹر مائیک تھا ——— اور پھر عمران نے جھٹکے سے اس کا ڈھکن کھولا اور اس کی ایک باریک سی تار نکال کر توڑ ڈالی۔

"یہ آپ کو کیسے نظر آگیا" ——— صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل فریدی شاید یہ سمجھتا ہے کہ میری نظر اب کمزور ہو چکی ہے"

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر چلنا نہیں کار کی تلاشی لینے" ——— صفدر نے کہا۔

"یار یہاں کی آب و ہوا ہی کچھ ایسی ہے کہ اچھا بھلا آدمی تمہارے جیسی باتیں کرنے لگ جاتا ہے۔ بھائی اس ٹرانسیٹر کی موجودگی کے بعد بھی پوچھ رہے ہو کہ کار کی تلاشی لینے چلیں ——— کرنل فریدی ہم سے پہلے ہی تلاشی لے چکا ہو گا" ——— عمران نے صوفے پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو وہ ہیرا حاصل کر لے گا"
صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ حاصل کر لے گا تم ---- ہاتھی سے گنے چھیننا اتنا آسان ہوتا تو ہر شخص گنے کھا کھا کر دانت تڑوا چکا ہوتا ---"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ---- اور صفدر یوں سر ہلانے لگا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آئی ہو۔

"تو یہ ساری باتیں آپ کرنل فریدی کو سنانے کے لئے کر رہے تھے" ---- صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسے سننے کا مرض ہے اور مجھے بولنے کا ---- اس لئے جوڑی صحیح رہتی ہے" ---- عمران نے جواب دیا ---- اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

خوشی ان کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی ---- وہ تینوں یوں پر شوق نظروں سے ڈائمنڈ آف ڈیتھ کو دیکھ رہے تھے جیسے زندگی میں پہلی بار انہیں ہیرا دیکھنے کا موقع ملا ہو ---- فینی بھی سر پر پٹی باندھے یوں مسکرا رہا تھا ---- جیسے اس نے کوئی زبردست جنگ لڑ کر کوئی شہر فتح کر لیا ہو۔

"زندہ باد فینی ---- زندہ باد ---- تم نے جس مہارت سے ہیرا تبدیل کیا ہے۔ بڑے بڑے جادوگر بھی نہیں کر سکتے"
پامر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا ---- اس کا چہرہ اندرونی مسرت سے جگمگا رہا تھا ---- وہ بڑی میٹھی نظروں سے فینی کو دیکھ رہا تھا ---- جو اس وقت اپنی اصل شکل میں تھا۔

"لیکن تم دیر سے کیوں پہنچے تھے ---- اگر حادثے میں میری گردن ٹوٹ جاتی تب" ---- فینی نے اچانک کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ہم نے وہ مکان کور کر رکھا تھا جہاں تمہیں رکھا گیا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ یہاں سے آنے کے بعد وہ تمہیں جانے کی اجازت دے دیں گے ——— لیکن جب تمہارے آنے میں دیر ہوگئی تو ہم بوکھلا گئے اور ہم نے سڈنی ہال کی طرف کارروائی کی ——— اور اتفاق سے تم راستے میں زخمی حالت میں مل گئے ——— اگر ہم وہاں پہنچ کر تمہیں نہ لے آتے ——— تو یقیناً تمہیں ہسپتال پہنچا دیا جاتا۔ اور پھر یہ ہیرا بھی برآمد ہو جاتا ——— اور تمہارے میک اپ کا راز بھی کھل جاتا" ——— پامر نے جواب دیا۔

"پامر کو اطلاع کر دی کہ وہ اصل کارل آکلس کو چھوڑ دے"

ڈریگن نے پامر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں جب تم اسے ڈاکٹر سے پٹی کرانے لے گئے تھے۔ تو میں نے پامر کو اطلاع کر دی تھی ——— کہ وہ کارل آکلس کو چھوڑ کر آ جائے اور اپنی موجودگی کے تمام نشانات بھی مٹا دے ——— اس کے ساتھ ہی میں نے ایکریمین حکام کو بھی اپنی کامیابی کی اطلاع دے دی تاکہ وہ اپنی امانت ہم سے حاصل کر لیں ——— وہ آنے ہی والے ہوں گے"

پامر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم یہ ہیرا ایکریمین حکام کے حوالے نہ کریں" ——— اچانک فینی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ——— پامر اور ڈریگن نے بیک وقت چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ ہیرا بہت قیمتی ہے ——— خفیہ طور پر بھی اگر اسے فروخت کر دیا جائے۔ تب بھی بہت سی رقم ہاتھ لگ سکتی ہے"

فینی نے جواب دیا۔

"نہیں فینی ——— حکومت ایکریمیا بے حد طاقتور ہے۔ اگر ہم ہیرا لے کر فرار ہو گئے ——— تو ایکریمیا کے شکاری کتے ہمیں پوری دنیا میں کہیں چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے ——— ہوس اچھی نہیں ہوتی۔ ہم نے پہلے ہی ہیرے کی کافی سے زیادہ قیمت وصول کر لی ہے"

پامر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا

اور پھر اس سے پہلے کہ فینی کوئی جواب دیتا ——— اچانک پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

پامر نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس بنکاک سپیکنگ" ——— پامر نے کوڈ نام دہراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر بنکاک سودے کے کاغذات تیار ہو گئے ہیں۔ ہمارا نمائندہ آپ سے دستخط کرانے ابھی پہنچ رہا ہے"

دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"اس کی کوئی شناخت کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس سودے میں کوئی غلط پارٹی ٹپک پڑے" ——— پامر نے کہا۔

"گڈ شو! ہمیں آپ کی احتیاط پسند آئی ——— ہمارے نمائندے نے سرخ رنگ کی ٹائی پہنی ہوئی ہو گی ——— جس پر سانپ کی تصویر ہو گی" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔کے" ___ پامر نے کہا ___ اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا ___ کیونکہ دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا تھا

"جی بھر کر دیکھ لو اس ہیرے کو ___ پھر یہ ہم جیسے لوگوں کے ہاتھ کہاں لگ سکتا ہے"۔

پامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا دیکھ لیں پامر ___ پتہ نہیں یہ ماہرین کیسے اصل اور نقل میں فرق معلوم کر لیتے ہیں ___ میرے پاس جو نقل تھی وہ بھی بالکل ایسی ہی تھی"۔

فینی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے تم پر تو پوری دنیا کی نظریں لگی ہوئی تھیں کہ تم دنیا کے سب سے بڑے ہیرا شناس ہو ___ اور تم کہتے ہو کہ اصل اور نقل میں فرق بھی مجھے معلوم نہیں"۔

ڈریگن نے قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے کہا۔

"بھئی اس وقت تو اس وزیر داخلہ کی شکل دیکھنے والی تھی جب تم نے اعلان کیا کہ ہیرا نقلی ہے"۔

پامر نے ہنستے ہوئے کہا اور فینی بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

اسی لمحے بزر بجنے کی آواز سنائی دی اور وہ تینوں چونک پڑے

پامر نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہیرا ڈریگن کے حوالے کرتے ہوئے کہا ___ "تم اور فینی اندر والے کمرے میں چلے جاؤ اور محتاط رہنا جب میں مطمئن ہو جاؤں گا تب بلاؤں گا"۔

پامر نے کہا ___ اور ڈریگن ہیرا جیب میں ڈالتے ہوئے اٹھ

کھڑا ہوا ___ فینی بھی اٹھا اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے اندرونی کمرے میں چلے گئے ___ اور پامر نے قریب پڑا ہوا ایک ڈبہ اٹھایا اور اس کی سطح پر لگے ہوئے دو بٹن یکے بعد دیگرے دبا دیئے۔ اس طرح بیرونی دروازہ خود بخود کھل گیا ___ اور چند لمحوں بعد ایک نوجوان ہاتھ میں بریف کیس اٹھائے مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا ___ اس نے سرخ رنگ کی ٹائی باندھ رکھی تھی ___ جس پر سانپ کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

"ہیلو مسٹر بنکاک"۔

نوجوان نے مصافحے کے لئے پامر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو" ___ پامر نے مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"فیلوز" ___ آنے والے نے مسکرا کر اپنا نام بتلاتے ہوئے کہا ___ "تشریف رکھیں" ___ پامر نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ___ اور نوجوان بریف کیس ایک طرف رکھ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"فرمائیے ___ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔

پامر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سودے کے کاغذات لے آیا ہوں ___ دستخط کر دیجئے"

نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے ___ لیکن کیا آپ ڈائمنڈ آف ڈیتھ کو اس عام طریقے سے لے جائیں گے"۔

پامر نے اس بار کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر بنکاک ——— ہزاروں نگاہیں میرے ساتھ چلیں گی ——— آپ بے فکر رہیں یہ ہمارا اپنا انتظام ہے"
فیلوز نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے" ——— پامر نے کہا اور پھر اس نے اندر کمرے کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

"آجاؤ ——— لندن" ——— اور اس کی آواز سنتے ہی ڈریگن برآمدے سے باہر آگیا ——— جب کہ فیلپی بدستور اندر ہی رہا۔

"یہ آپ کے اصلی نام ہیں" ——— فیلوز نے شہروں کے ناموں پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مسٹر فیلوز جیسے آپ کا نام نقل ہو گا ——— اسی طرح یہ نام بھی وقتی ہیں ——— ہمیں فورکارنرز نے خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ یہ نام بولے جائیں" ——— پامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"فورکارنرز نے ——— تو کیا آپ فورکارنرز کے رکن نہیں ہیں"
فیلوز نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں جناب ——— فورکارنرز تو بہت بڑی تنظیم ہے، ہمیں تو صرف رابطے کے لئے انگیج کیا گیا ہے"
پامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آئی سی، لیکن فورکارنرز نے اس اہم ترین معاملے میں آپ پر اعتماد کیا ہے تو آپ ان کی نظروں میں کوئی مقام رکھتے ہی ہوں گے"
فیلوز نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے مسٹر فیلوز" ——— پامر نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے

"ٹھیک ہے سودا لائیے۔ تاکہ میں جا سکوں ——— میرے ساتھی باہر انتظار کر رہے ہوں گے"
فیلوز نے کہا اور پامر نے ڈریگن کی طرف دیکھ کر سر ہلایا۔ ڈریگن نے جیب سے وہ ہیرا نکالا اور پامر کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لیجئے مسٹر فیلوز ——— دنیا کا سب سے قیمتی اور تاریخی ہیرا ڈائمنڈ آف ڈیتھ" ——— پامر نے بڑے سنجیدہ انداز میں ہیرا فیلوز کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ——— پامر نے ہیرا لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک ہلکی سی ٹھک کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے فیلوز چیخ مار کر کرسی سمیت پیچھے الٹ گیا ——— اس کے سینے سے خون بہنا شروع ہو گیا تھا ——— ڈریگن اور پامر اچھل کر کھڑے ہو گئے ——— "خبردار اگر کسی نے حرکت کی" ——— اچانک سائیڈ روم کے دروازے سے دو مسلح افراد اندر داخل ہوئے انہوں نے چہروں پر نقاب باندھے ہوئے تھے ——— اور ان کے ہاتھوں میں سائلنسر لگے ریوالور تھے

"تم کون ہو" ——— پامر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہم خدائی فوجدار ہیں ——— یہ ہیرا میز پر رکھ دو ورنہ ———"
ایک ریوالور بردار نے انتہائی تیزی سے اور کرخت لہجے میں کہا
اسی لمحے ڈریگن نے انتہائی تیزی سے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور نکالنا چاہا مگر دوسرے لمحے ٹھک کی آواز سنائی دی اور ڈریگن چیخ مار کر گھومتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا ——— پامر نے تیزی سے غوطہ لگایا اور اپنے

آپ کو صوفے کے پیچھے چھپانے کی کوشش کی ـــــ لیکن ٹھک کی آواز پیدا ہوئی اور پامر دھڑام سے فرش پر جا گرا۔ ـــــ ہیرا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر لڑھکتا ہوا ان ریوالور برداروں کے پیروں میں جا پہنچا ـــــ ایک ریوالور بردار جیسے ہی ہیرا اٹھانے کے لئے جھکا۔ اس کے ساتھ کھڑا ہوا ریوالور بردار ایک دھماکے سے چیخ مار کر اندر جا گرا۔ اور ہیرا اٹھانے والے نے جھکے جھکے انداز میں بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی ـــــ اور قریبی صوفے کی آڑ میں ہو گیا دوسرا دھماکہ ہوا تھا ـــــ لیکن اس سے چند انچ اوپر سے گولی نکل گئی

صوفے کے پیچھے چھپتے ہوئے ریوالور بردار نے زور سے چیخ ماری اور اس کے حلق سے چیخ نکلتے ہی پچھلے دروازے سے ایک آدمی ہاتھ میں ریوالور لئے تیزی سے باہر نکلا اور صوفے کے پیچھے چھپے ہوئے ریوالور بردار نے ٹریگر دبا دیا اور اندر سے آنے والا آدمی چیختا ہوا وہیں دروازے میں ہی الٹ گیا۔ اور ریوالور بردار نے اس کے گرتے ہی زور سے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ دروازہ پار کر گیا۔

KHAN BOOK DEPOT & LIBRARY
Deals in: T… Books, Stationery, Cards
& Novels
S No. F-396/(Nishtar Road Bhabra Bazar
Rawalpindi. Ph PP 539023 - 538858
Proprietors : WALI KHAN / ALI KHAN

کرنل فریدی نے عمران اور اس کے ساتھی صفدر کی نگرانی پہ زیرو سروس کے کئی افراد تعینات کر رکھے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ عمران ہی ایسی واحد پارٹی ہے۔ جو اس کی آنکھوں میں دھول جھونک سکتی ہے۔ اس لئے وہ عمران اور اس کے ساتھی کی نقل و حرکت سے پوری طرح باخبر رہنا چاہتا تھا ـــــ اسی نگرانی کا نتیجہ تھا کہ کرنل فریدی کو عمران اور پروفیسر آلسن کی ملاقات کا علم ہوا اور پھر پروفیسر آلسن کرنل فریدی کے سامنے چند لمحے بھی نہ ٹھہر سکا اور اسے عمران کے لائے ہوئے مخطوطے اور اپنی دستخط شدہ دستاویز کے متعلق سب کچھ بتانا پڑا ـــــ کرنل فریدی عمران کے اس داؤ پر بری طرح چونک پڑا ـــــ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ عمران کوئی کام ادھورا نہیں کرتا ـــــ اس لئے اس نے فوری طور پر حرکت میں آنے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر لندن میں اپنے مخصوص آفس سے فوری رابطے کے نتیجے میں اسے اس مخطوطے کی لائبریری میں فلم کا پتہ چلا ـــــ اور نتیجہ یہ کہ اس کے آفس کو وہ فلم ہی چوری کرنی

پڑ گئی۔ تاکہ عمران اگر دعوے کرے تو یہ فلم ثبوت کے طور پر پیش کر سکے ——— اس طرح اسے جب یہ معلوم ہوا کہ عمران اور اس کے ساتھی نے اس مکان کو گھیر رکھا ہے ——— جس میں کارل آکلس کو رکھا گیا ہے ——— تو وہ اچانک چونک پڑا ——— اور پھر اس کے ذہن میں ایک خیال آتے ہی اس نے رامیش سنگھ سے فون پر بات کی اور تب اسے پتہ چلا کہ عمران نے بھی وہی بات پوچھی ہے جس کے متعلق وہ دریافت کر رہا ہے ——— اور اس نے فریدی کو بھی بتایا کہ ہیرے کی تیسری نقل حکومت ایکریمیا کو دی گئی ہے ——— تب فریدی کو یہ احساس ہوا کہ شاید کارل آکلس کو حکومت ایکریمیا نے خرید لیا ہے اور وہ اصل ہیرے کو شناخت کرتے وقت نقل میں بدل دے گا۔ ——— لیکن اس سلسلہ میں دو باتیں وضاحت طلب تھیں۔ ایک تو یہ کہ اس طرح غیر قانونی طور پر ہیرے کو حاصل کر کے حکومت ایکریمیا کو کیا فائدہ ہوگا ——— ایکریمیا بے حد امیر ملک ہے ——— وہ بڑی سی بڑی بولی دے کر ہیرا خرید سکتا ہے۔ ——— جب کہ غیر قانونی طور پر ہیرا حاصل کرنے کے بعد وہ اس کی نمائش بھی نہ کر سکے گا۔ اور دوسری بات یہ کہ ہیرے کو شناخت کے درمیان تبدیل کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ کیونکہ ٹیلی ویژن کیمروں کی وجہ سے پوری دنیا کی نظریں ان پر جمی ہوئی ہوں گی لیکن اس کے باوجود اس نے زیرو سروس کو عمران کی نگرانی کے سلسلے میں اور زیادہ الرٹ کر دیا تھا ——— اور پھر جب اسے اطلاع ملی کہ عمران کا ساتھی صفدر اس مکان کے قریب منڈلا رہا ہے۔ جہاں کارل آکلس کو رکھا گیا ہے اور عمران اس مکان سے قریب ہی ایک کیفے میں موجود ہے۔ تو

اس کے ذہن میں الجھنیں بڑھتی گئیں۔

ٹیلیویژن پر شناخت کا مرحلہ دیکھتے ہوئے جب اس نے کارل آکلس کو لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا۔ تو وہ فوراً ہی ساری بات سمجھ گیا اور پھر اس نے فوری کارروائی کی اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت سیدھا اس جگہ آ گیا۔ جہاں عمران کی رہائش تھی۔ اسے معلوم تھا کہ عمران ہیرا حاصل کر کے سیدھا وہیں آئے گا ——— اور یہاں وہ اچانک چھاپہ مار کر اس سے ہیرا حاصل کر لے گا۔

وہاں اس نے ایک میز کے نیچے احتیاطاً ایک جدید قسم کا وائرلیس ٹرانسمیٹر مائیک لگا دیا۔ تاکہ وہ اس سے کسی بھی وقت فائدہ اٹھا سکے اس کے بعد اسے اطلاع ملی کہ عمران اچانک کیفے سے نکل کر سڑک پر آیا اور اس نے کار ایک طرف چھپا کر روک دی ہے اور سڑک پر کوئی چیز پھینکی ہے ——— گو اس کا آدمی کافی دور سے نگرانی کر رہا تھا ——— کیونکہ اس نے اسے عمران سے کافی فاصلہ پر رہنے کی تلقین کی تھی ——— لیکن اس کے پاس طاقتور دوربین تھی۔ اس لیے وہ عمران کی نقل و حرکت آسانی سے دیکھ سکتا تھا ——— اسے لمحہ لمحہ کی رپورٹ ملتی رہی۔ جب کارل آکلس کی کار کو حادثہ ہوا اور پھر عمران نے کارل آکلس کی جیبوں کی تلاشی لی تو اسے یقین آ گیا کہ اس کا نظریہ درست ہے اور عمران نے ہیرا حاصل کر لیا ہے۔ اس کے آدمی نے اسے بتایا تھا کہ تلاشی لینے کے بعد عمران اپنی کار کی طرف گیا تھا۔ اب یہ اور بات ہے کہ درمیان میں ایک بڑا درخت آ جانے کی وجہ سے وہ عمران کو اس پلنے درخت کی جڑ میں ہیرا چھپاتے ہوئے نہ دیکھ سکا ——— اور

یہی سمجھا کہ عمران کا رنگ گیا ہے۔ اس کے بعد نے اطلاع ملی کہ عمران کار میں بیٹھ کر واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف آ رہا ہے تو وہ الرٹ ہو گیا ——— اس نے مکان سے باہر موجود اپنے ساتھیوں کو اس بات سے بھی الرٹ کر دیا تھا ——— کہ عمران کے بعد ہو سکتا ہے کہ صفدر آئے تو اسے بھی کور کر کے اندر لایا جا سکے۔

اور پھر عمران کی آمد پر اس نے اسے گھیر لیا ——— لیکن عمران کی آنکھوں میں ابھرنے والے تاثرات دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا ——— کہ عمران کے پاس ہیرا موجود نہیں ہے ——— اس لئے اس نے اس جگہ کی تلاشی لینے کا حکم دیا۔ جہاں حادثہ ہوا تھا اور خود وہ باہر نکل کر پورچ میں کھڑی ہوئی عمران کی کار کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے انتہائی مہارت اور چابکدستی سے کار کو کھنگال ڈالا ——— لیکن ہیرا وہاں بھی موجود نہیں تھا ادھر نمبر سکس نے رپورٹ دی تھی ——— کہ جائے حادثہ پر پولیس کے اعلیٰ حکام نے بھی تلاشی لی ہے اور اس نے خود بھی اپنے ساتھیوں سمیت سب ضروری جگہیں دیکھ لی ہیں ——— لیکن وہاں ہیرا موجود نہیں ہے۔ جس پر فریدی عمران سے معذرت کر کے چلا آیا ——— لیکن اس نے کوٹھی سے باہر آ کر وائرلیس ٹرانسمیٹر مائیک کا بٹن آن کر دیا ——— جس کے ذریعے صفدر اور عمران کی باتیں اسے واضح طور پر سنائی دے رہی تھیں اور ان کی ان باتوں سے اس نے اندازہ لگا لیا۔ کہ عمران کو وہ ہیرا نہیں ملا۔ حادثے پر موجود کار کی اس کے آدمی پہلے ہی تلاشی لے چکے تھے۔ اس لئے ادھر جانا فضول تھا ——— ویسے بھی کار پولیس ہیڈ کوارٹر لے جائی جا چکی تھی ——— چنانچہ وہ مایوس ہو کر واپس اپنی رہائش گاہ

پر آ گیا ——— اب اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا۔ کہ آخر اصل ہیرا کہاں گیا ——— اس بات کا تو اسے یقین تھا کہ ہیرا کارل آکلس نے تبدیل کیا ہے۔ کیونکہ اس ترکیب کے علاوہ اس کیبن سے ہیرا چوری کرنا ناممکن تھا ——— اور پھر چوروں کو کیا ضرورت پڑی تھی ——— کہ وہ ہیرا چرانے کے بعد اس کی نقل کیبن کے اندر رکھتے۔ لیکن پھر ہیرا کہاں گیا سوچتے سوچتے وہ چونکا ——— اور اس نے ایک بار پھر وہ فلم دیکھنی شروع کر دی ——— جو اس نے دی سی آر کی مدد سے ہیرے کی شناخت کے مرحلے پر ٹیلی ویژن سکرین سے تیار کی تھی۔ وہ فلم کو غور سے دیکھتا رہا اور پھر جب اس نے کارل آکلس کو مخصوص انداز میں لڑکھڑاتے دیکھا تو وہ بری طرح چونک پڑا ——— اب اسے معلوم ہو گیا کہ ہیرا کہاں ہے اور عمران کو تلاش کے باوجود ہیرا کارل آکلس سے کیوں نہیں مل سکا اسے پتہ چل گیا تھا۔ کہ کارل آکلس نے شعبدہ گر کے انداز میں لڑکھڑاتے ہوئے ہاتھ کو جھٹکا تھا۔ اس لئے ہیرا یقیناً اس کی کوٹ کی آستین میں بنی ہوئی مخصوص جیب میں منتقل ہو گیا ہو گا ——— جس کی تلاشی لینے کا عمران کو خیال تک نہ آیا تھا ——— اس نے فلم بند کی اور پھر تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کو آن کر دیا۔

"یس نمبر سکس سپیکنگ اوور"۔

اس کی کال کے جواب میں نمبر سکس نے فوراً ہی جواب دیا۔

"نمبر سکس ——— کارل آکلس کو زخمی ہونے کے بعد کون سے ہسپتال میں منتقل کیا گیا ہے اوور"۔ ——— کرنل فریدی نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے۔ جناب اسے کسی ہسپتال میں داخل نہیں

کیا گیا اوور"۔۔۔۔۔۔ نمبر سکس نے جواب دیا۔

"اوہ کیوں وہ تو زخمی تھا۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے نمبر سکس کی بات سن کر بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو صرف ریکارڈ کے لئے اس ہسپتال کا پتہ چلانا چاہا تھا۔ جہاں کارل آکلس کو داخل کیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ لیکن جب مجھے پتہ چلا کہ کسی بھی ہسپتال میں اسے داخل نہیں کیا گیا۔ تو میں بھی آپ کی طرح چونک پڑا۔ اور پھر میں نے کارل آکلس کی تلاش شروع کر دی۔۔۔۔۔۔ جس کار میں کارل آکلس کو لے جایا گیا تھا۔۔۔۔۔۔ اس کا نمبر مجھے نمبر تھرٹین نے بتا دیا تھا۔ چنانچہ اس بنیاد پر میں نے جب انکوائری کی تو پتہ چلا کہ وہ کار کاک لینڈ کے علاقے میں دیکھی گئی ہے۔ کاک لینڈ کے علاقے میں امرا کی بڑی بڑی رہائشی کوٹھیاں ہے ان کی تعداد چونکہ کم ہے۔ اس لئے میں نے اس کار کو جلد ہی ڈھونڈ لیا اب یہ کار کاک لینڈ کے بنگلہ نمبر چونتیس میں موجود ہے۔۔۔۔۔۔ اور کارل آکلس بھی وہیں موجود ہوگا۔۔۔۔۔۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ نمبر سکس نے جواب دیا۔

"اوہ تم ایسا کرو کہ فوراً اپنے ساتھیوں سمیت اس بنگلے کو گھیر لو۔۔۔۔۔۔ میں وہیں پہنچ رہا ہوں۔ ہم نے اس بنگلے پر چھاپہ مارنا ہے اوور"۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ اور دوسری طرف سے اوکے۔۔۔۔۔۔ سنتے ہی اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔۔۔۔۔۔ اور اٹھ کر تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھستا چلا گیا۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد وہ سیاہ رنگ کے چست لباس میں باہر آیا۔۔۔۔۔۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے کاک لینڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید کو اس نے عمران

اور اس کے ساتھی کی نگرانی کے لئے چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔۔ گو اسے اب کوئی فائدہ تو نظر نہ آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ اس کی سرگرمیوں سے بہرحال باخبر رہنا چاہتا تھا۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ سڈنی شہر سے ڈیڑھ سو کلو میٹر جنوب مشرق میں موجود کاک لینڈ پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ کاک لینڈ میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنی کار کی رفتار آہستہ کی اور وہ بنگلوں کے نمبر دیکھتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔ بنگلوں کے نمبر ترتیب سے رکھے گئے تھے۔۔۔۔۔۔ اس لئے جب اس کی کار تینتیس نمبر بنگلے کے سامنے پہنچی تو اس نے کار ایک طرف موجود گھنے درخت کے نیچے روکی۔۔۔۔۔۔ اور پھر کار سے اتر کر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ چونتیس نمبر بنگلہ درمیانی طرز کی عمارت پر مشتمل تھا۔۔۔۔۔۔ اس کے بڑے گیٹ کے ساتھ عام آمد و رفت کے لئے ایک چھوٹا گیٹ بھی موجود تھا۔ جب کرنل فریدی بنگلے کے سامنے پہنچا تو ایک درخت کی آڑ سے نمبر سکس بھی نکل کر آ گیا۔

"ہم نے بنگلے کو گھیرا ہوا ہے جناب"۔۔۔۔۔۔ نمبر سکس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے پچھلی طرف کون ہے"۔ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نمبر اٹھائیس ہے جناب"۔۔۔۔۔۔ نمبر سکس نے جواب دیا۔

"اوکے تم یہیں رہو۔۔۔۔۔۔ کسی قسم کی مداخلت کی ضرورت نہیں میں نمبر اٹھائیس کے ساتھ اندر کے حالات معلوم کرتا ہوں۔ خطرے کی صورت

میں واچ کاشن دوں گا۔" ——— کرنل فریدی نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس بنگلے کی سائیڈ روڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ——— اور نمبر سکس واپس اپنی جگہ چلا گیا ——— کرنل فریدی جب بنگلے کے عقب میں پہنچا۔ تو نمبر اڑتیس ایک قد آدم گملے کی آڑ سے نکل کر سامنے آگیا۔

"نمبر اڑتیس میرے ساتھ آؤ ——— تمہارے پاس ریوالور تو ہوگا!" کرنل فریدی نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر ——— آپ کے حکم کے مطابق سائیلنسر بھی ہے!"

نمبر اڑتیس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا ——— اور پھر وہ بنگلے کی عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا جدید طرز تعمیر کے مطابق دیوار خاصی نیچی تھی ——— اور اندر کا پائیں باغ کرنل فریدی جیسے لمبے آدمی کو صاف دکھائی دے رہا تھا ——— کرنل فریدی نے ادھر ادھر دیکھا اور کسی کو نہ پا کر وہ تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ دیوار پہ ہاتھ رکھتا ہوا اندر پائیں باغ میں کود گیا۔

ہلکا سا دھماکہ ہوا اور پھر سکوت چھا گیا۔ تو چند لمحوں بعد نمبر اڑتیس نے بھی اس کی پیروی کی ——— اسی لمحے انہیں دور پھاٹک کی طرف سے بزر بجنے کی آواز سنائی دی ——— اور وہ دونوں چونک پڑے۔

اسی لمحے کرنل فریدی کو واچ ٹرانسمیٹر پہ اشارہ ہوا تو اس نے جلدی سے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— نمبر سکس اوور" ——— دوسری طرف سے نمبر سکس کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"یس اوور ———" کرنل فریدی نے کہا۔

"جناب ابھی ابھی ایک کار پھاٹک کے سامنے آکر رکی ہے۔ اس کار کے آگے پیچھے دو اور کاریں ہیں ——— جن پہ ایکریمین سفارتخانے کا جھنڈا لہرا رہا ہے ——— اس میں مسلح افراد موجود ہیں ——— درمیانی والی کار سے ایک نوجوان ہاتھ میں بریف کیس پکڑے بنگلے کی طرف بڑھا ہے ——— اس نے کال بیل دبائی ہے ——— جب کہ باقی لوگ باہر ہی موجود ہیں اوور" ——— نمبر سکس نے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

"او ——— کے ——— تم محتاط رہنا ——— اوور" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا ——— اور وِنڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"انتہائی احتیاط سے میرے پیچھے آؤ" ——— کرنل فریدی نے نمبر اڑتیس کو سرگوشیانہ لہجے میں کہا ——— اور پھر وہ بڑے محتاط انداز میں چلتے ہوئے عمارت کی سائیڈ پہ پہنچے۔ اور اس کے سامنے کے رخ کی طرف بڑھتے چلے گئے ——— جب وہ سامنے کے رخ پر پہنچے تو انہوں نے وسیع و عریض برآمدے میں کرسیوں پہ دو افراد کو بیٹھے ہوئے دیکھا ——— جن میں سے ایک کے سر کے بال مکمل طور پہ سفید تھے ——— اور دوسرا نوجوان تھا ——— اس کا بریف کیس بھی اس کے ساتھ ہی پڑا تھا۔

برآمدے کی سائیڈ میں بنے ہوئے کمرے کا ایک دروازہ باہر کی طرف بھی تھا ——— جو کھلا ہوا تھا ——— کرنل فریدی بڑے محتاط انداز میں کمرے میں داخل ہو گیا ——— وہ زیادہ دیر سامنے کے رخ پر کھلی جگہ پہ نہ ٹھہرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح دور سے دیکھے جانے

کا خدشہ تھا ــــــ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا ــــــ جس میں چار کرسیاں موجود تھیں ــــــ اس کا ایک دروازہ برآمدے کی طرف بھی تھا۔ کرنل فریدی اس دروازے کے قریب جا کر رک گیا ــــــ دروازے کے پٹ بھڑے ہوئے تھے ــــــ لیکن وہ کھلا ہوا تھا ــــــ اس کی درز سے نہ صرف برآمدے کا پورا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ ــــــ بلکہ ان دونوں کی آوازیں بھی صاف سنائی دے رہی تھیں ــــــ نمبر اٹھتیس بھی کرنل فریدی کے ساتھ چپکا ہوا کھڑا رہا۔ کرنل فریدی نے بڑی احتیاط سے جیب میں ہاتھ ڈالا ــــــ اور پھر ایک نقاب نکال کر اپنے منہ پر چڑھا لیا ــــــ دوسرا نقاب جیب سے نکال کر اس نے نمبر اٹھتیس کے ہاتھ میں پکڑا دیا ــــــ اور نمبر اٹھتیس نے اسے منہ پر چڑھا لیا۔

" ایسی کوئی بات نہیں مسٹر ہنکاک ــــــ ہزاروں نگاہیں میرے ساتھ چلیں گی ــــــ آپ بے فکر رہیں۔ یہ ہمارا انتظام ہے" نوجوان کی آواز سنائی دی

" اوکے ــــــ" سفید بالوں والے نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر اونچی آواز میں کہا

" آ جاؤ لندن" ــــــ اور اس کی آواز سن کر ایک نوجوان مسکراتا ہوا اندرونی کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ گیا۔ ــــــ وہ نوجوان سے مصافحہ کر کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" یہ آپ کے اصلی نام ہیں" ــــــ نوجوان نے پوچھا

" مسٹر فیلوز ــــــ جیسے آپ کا نام نقلی ہو گا۔ ــــــ اسی طرح

یہ نام بھی وقتی ہیں ــــــ ہمیں فور کارنرز نے خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ یہ نام بولے جائیں" ــــــ سفید بالوں والے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" فور کارنرز نے تو کیا آپ فور کارنرز کے رکن نہیں ہیں" نوجوان نے جسے فیلوز کہہ کر پکارا گیا تھا ــــــ چونک کر پوچھا۔

" ارے نہیں جناب ــــــ فور کارنرز تو بہت بڑی تنظیم ہے۔ ہمیں تو صرف رابطے کے لئے انگیج کیا گیا ہے"

سفید بالوں والے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" آئی سی ــــــ لیکن فور کارنرز نے اس اہم ترین معاملے میں آپ پر اعتماد کیا ہے تو آپ ان کی نظروں میں کوئی مقام رکھتے ہی ہوں گے" ــــــ فیلوز نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے مسٹر فیلوز" ــــــ سفید بالوں والے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے سودا لائیے ــــــ تاکہ میں جا سکوں ــــــ میرے ساتھی باہر انتظار کر رہے ہوں گے"

فیلوز نے کہا اور سفید بالوں والے نے اندر سے آنے والے نوجوان کی طرف دیکھ کر سر ہلا دیا ــــــ کرنل فریدی کے اعصاب تن گئے ــــــ سودے کے لفظ سے وہ سمجھ گیا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے ــــــ اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق اندر سے آنے والے نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور کوئی چیز نکال کر پامر کی طرف بڑھا دی۔

"لیجئے مسٹر فیلوز ——— دنیا کا سب سے قیمتی اور تاریخی ہیرا ڈائمنڈ آف ڈیتھ" ——— سفید بالوں والے نے بڑے سنجیدہ انداز میں ہاتھ پر رکھا ہوا ہیرا فیلوز کی طرف بڑھایا ——— اسی لمحے کرنل فریدی نے دروازے کا پٹ تیزی سے کھولا اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا ——— ٹھک کی آواز نکلی اور فیلوز جو ہیرا لینے کے لئے ہاتھ بڑھا رہا تھا ——— چیخ مار کر کرسی سمیت پیچھے کی طرف الٹ گیا۔

گولی اس کے سینے میں لگی تھی ——— کیونکہ اس کا رخ دروازے کے سامنے کی طرف تھا ——— سفید بالوں والا اور اس کا ساتھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"خبردار ——— اگر حرکت کی" ——— کرنل فریدی نے برآمدے میں چھلانگ لگاتے ہوئے کہا ——— نمبر اڑتیس نے بھی اس کی پیروی کی۔

"تم کون ہو" ——— سفید بالوں والے نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا

"ہم خدائی فوجدار ہیں ——— یہ ہیرا میز پر رکھ دو ورنہ"

کرنل فریدی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا ——— اسی لمحے نمبر اڑتیس کے ریوالور سے ٹھک کی آواز نکلی ——— اور سفید بالوں والے کا ساتھی چیخ مار کر گھومتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا ——— وہ ریوالور نکالنے کی کوشش کر رہا تھا ——— اس لئے نمبر اڑتیس نے اسے گولی مار دی تھی۔

ادھر سفید بالوں والا اپنے ساتھی کے چیختے ہی تیزی سے اچھلا اور اس نے اپنے آپ کو صوفے کے پیچھے چھپانے کی کوشش کی ——— لیکن کرنل فریدی اسے بھلا اتنا موقع کہاں دینے والا تھا۔ اس نے پھرتی سے

ٹریگر دبا دیا اور سفید بالوں والا دھڑام سے فرش پر جا گرا ——— اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہیرا لڑھکتا ہوا کرنل فریدی کے پیروں میں آ گرا۔ کرنل فریدی ہیرا اٹھانے کے لئے جیسے ہی جھکا ——— اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا ——— اور اس کے ساتھ کرنل فریدی کے پیچھے کھڑے ہوئے نمبر اڑتیس کی چیخ سنائی دی اور وہ دھڑام سے پشت کے بل کھلے ہوئے دروازے سے اندر کمرے میں جا گرا ——— کرنل فریدی نے جھکے جھکے چھلانگ لگائی اور قریبی صوفے کی آڑ میں ہو گیا۔ دوسرا دھماکہ ہوا ——— اور گولی کرنل فریدی کے سر سے چند انچ اونچی نکل گئی یہ گولیاں اندرونی کمرے کے دروازے سے چلائی جا رہی تھیں ——— کرنل فریدی نے دوسرا دھماکہ ہوتے ہی زور سے چیخ ماری۔ جیسے اسے گولی لگ گئی ہو ——— اور اس کی ترکیب کامیاب رہی ——— اس کی چیخ نکلتے ہی دروازے کی آڑ سے ایک آدمی ہاتھ میں ریوالور لئے باہر کی طرف لپکا اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی ——— اور کرنل فریدی نے ٹریگر دبا دیا ——— ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی کمرے کے دروازے سے باہر آنے والا آدمی چیختا ہوا وہیں دروازے میں ہی الٹ گیا۔

کرنل فریدی چونکہ ہیرے پر قبضہ کر چکا تھا۔ اس لئے اس نے وہاں مزید رکنے کی ضرورت نہ سمجھی ——— ویسے بھی فائرنگ کے دھماکوں سے اسے فیلوز کے ساتھیوں کے اندر آ جانے کا خطرہ تھا۔ اس لئے اس نے وہاں پٹی بندھے ہوئے آدمی کو گولی لگتے ہی زور سے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ دروازے سے ہوتا ہوا اندر کمرے میں جا گرا ——— نمبر اڑتیس کمرے کے اندر ہی گرا ہوا تھا

وہ بے ہوش پڑا تھا ——— کرنل فریدی نے انتہائی پھرتی سے اُسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر بیرونی دروازے سے باہر نکل کر وہ عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا پیچھے کی طرف دوڑتا چلا گیا ——— اسی لمحے اسے کسی کے پھاٹک پر سے کودنے کی آوازیں سنائی دیں ——— مگر کرنل فریدی رکا نہیں۔ اور تیزی سے عقبی دیوار کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اب عمارت کی آڑ کی وجہ سے سامنے سے اسے کوئی نہ دیکھ سکتا تھا ——— دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے نمبر اڑتیس کو ایک ہاتھ سے سنبھالا اور پھر اونچی چھلانگ لگائی۔ دوسرے لمحے وہ دیوار پر تھا۔ اور تیسرے لمحے وہ اچھل کر نمبر اڑتیس سمیت پچھلی سڑک پر پہنچ گیا۔ سڑک پر پہنچتے ہی وہ تیزی سے بھاگتا ہوا اس بڑے گملے کی طرف بڑھا ——— جس کی آڑ میں نمبر اڑتیس چھپا ہوا تھا۔ ——— اس نے نمبر اڑتیس کو اس گملے کی آڑ میں لٹا دیا ——— اور نمبر اڑتیس کا نقاب اتار کر جیب میں رکھ لیا۔ اور پھر وہ تیزی سے پچھلی گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا ——— کوٹھی سے کچھ فاصلے پر آنے کے بعد جب اس نے اپنے آپ کو قدرے محفوظ سمجھا۔ تو اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا ——— جس وقت کرنل فریدی نمبر اڑتیس کو اٹھائے بھاگ رہا تھا۔ اس وقت اسے کلائی پر ضربات محسوس ہو رہی تھیں ——— اس کا مطلب تھا۔ کہ نمبر سکس اسے کنکٹ کر رہا ہے۔ لیکن اس وقت اس کے پاس اتنا وقت نہ تھا ——— اس کے بٹن دبانے کے چند لمحوں بعد ہی نمبر سکس سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"سر کیا پوزیشن ہے ہم بے حد پریشان ہیں ——— اندر گولیاں چلنے کی آواز آتے ہی مسلح افراد پھاٹک کراس کر کے اندر گھس گئے

میں نے آپ سے رابطہ قائم کرنا چاہا۔ مگر رابطہ قائم نہ ہو سکا ——— اوور" نمبر سکس نے پریشان لہجے میں کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ——— ہم باہر آ گئے ہیں نمبر اڑتیس زخمی اور بیہوش ہے۔ اسے میں نے عقبی گلی میں موجود بڑے گملے کی اوٹ میں لٹا دیا ہے ——— کیونکہ ہیرا میرے پاس ہے اس لئے میں اسے اٹھا کر بھاگ نہیں سکتا۔ ورنہ کوئی مشکوک ہو کر پیچھے بھی لگ سکتا ہے ——— تم اسے وہاں سے اٹھا کر اپنے ہیڈ کوارٹر لے جاؤ۔ اس کی مرہم پٹی کرو ——— اور میں اپنی رہائش گاہ پر جا رہا ہوں۔ اوور" ——— کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا ——— اور کرنل فریدی نے اوور اینڈ آل کہہ کر ونڈ بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا ——— اب وہ نمبر اڑتیس کی طرف سے مطمئن تھا ——— کافی دور نکل آنے کے بعد وہ گھوما اور پھر مختلف کوٹھیوں کی سائیڈ روڈز کراس کرتا ہوا۔ وہ دوبارہ اسی جگہ پہنچ گیا۔ جہاں اس کی کار موجود تھی اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے کوٹھی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اسے اطمینان تھا کہ اس کے بروقت اقدام کی وجہ سے ڈائمنڈ آف ڈیتھ اس کے قبضے میں آ گیا ہے ——— ورنہ اگر وہ چند لمحے بھی دیر کر جاتا تو ہیرا حکومت ایکریمیا کے قبضے میں چلا جاتا اور پھر وہاں سے اس کا حصول تقریباً ناممکن ہو جاتا۔

جب اس نے کوٹھی میں پہنچ کر پورچ میں کار روکی تو اسے برآمدے میں ہی کیپٹن حمید نظر آیا ——— جو کرسی پر بیٹھا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا

"تم نگرانی چھوڑ آئے ہو" ــــ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

" وہ دونوں تو عورتوں کی طرح اندر گھسے ہوئے ہیں ــــ اور میری تو وہاں کھڑے کھڑے ٹانگیں سوکھ گئی ہیں ــــ اس لئے میں نمبر چوالیس کو اپنی جگہ دے کر واپس آ گیا ہوں۔ ــــ اور ہاں کرنل صاحب ــــ ابھی ابھی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اعلان کیا گیا ہے کہ ہیرا چوری ہو جانے کی وجہ سے ــــ اس تنظیم نے جو ہیرا نیلام کر رہی تھی ــــ نیلامی منسوخ کر دی ہے ــــ اور یہ اعلان کیا ہے کہ جو فرد یا حکومت فورکارنرز سے ہیرا برآمد کرے گی۔ ہیرا اس کی قانونی ملکیت سمجھا جائے گا ــــ البتہ اس سے اپیل کی جائے گی ــــ کہ وہ جتنی رقم مناسب سمجھے تنظیم کو بطور چندہ ادا کر دے"۔

" اچھا! ویری گڈ ــــ یہ تو تم نے حقیقتاً خوشخبری سنائی ہے اب تو ہم ہیرے کی قانونی مالک بن گئے ہیں"۔

کرنل فریدی کا چہرہ کیپٹن حمید کی بات سن کر کھل اٹھا ــــ اسے واقعی یہ اعلان سن کر زبردست مسرت ہوئی تھی ــــ کیونکہ وہ سارے راستے اس بات پر ذہنی طور پر الجھتا آیا تھا ــــ کہ اب اس ہیرے کی قانونی ملکیت کیسے حاصل کی جائے

" تو کیا ڈائمنڈ آف ڈیتھ آپ نے فورکارنرز سے برآمد کر لیا ہے"۔ کیپٹن حمید نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" ہاں! میں نے فیصلہ کیا تھا ــــ کہ ہیرا بہر حال ہم لے جائیں گے ــــ اور میرا آپریشن مکمل ہو گیا"۔

کرنل فریدی نے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" اوہ ــــ ویری گڈ نیوز ــــ آپ نے تو کمال کر دیا۔ اس بار تو پھر عمران نے ایسی زک کھائی ــــ کہ ہمیشہ یاد رکھے گا"۔

کیپٹن حمید نے خوشی سے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

" اسے شکست کھانی ہی تھی ــــ میں نے تو منع کیا تھا کہ مقابلے پر مت آؤ ــــ بہرحال اس کی مرضی"۔

کرنل فریدی نے کمرے کے کونے میں رکھی ہوئی میز پر رکھے ہوئے ٹیبل لیمپ کو آن کرتے ہوئے کہا ــــ اور پھر کرسی پر بیٹھتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا ــــ اور ڈائمنڈ آف ڈیتھ نکال لیا۔

" پہلے مجھے دکھایئے ــــ یہ ڈائمنڈ آف ڈیتھ"۔

کیپٹن حمید نے ہیرا کرنل فریدی کے ہاتھ سے اچک لیا اور اسے ہتھیلی پر رکھتے ہوئے غور سے دیکھنے لگا۔

" خوبصورت ہے" ــــ کیپٹن حمید نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" اسے دکھاؤ تو مجھے" ــــ کرنل فریدی کی آواز چونکی ہوئی تھی۔ جیسے اسے ہیرے میں کوئی خاص بات نظر آ گئی ہو۔

" کیا ہوا آپ بھی دیکھ لیجئے ــــ اس میں اتنا شور مچانے کی کیا ضرورت ہے"۔

کیپٹن حمید نے بچوں کی طرح روٹھتے ہوئے ہیرا واپس کر دیا۔ مگر کرنل فریدی نے اس کے روٹھنے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہیرا لیا اور اسے بلب کی تیز روشنی میں دیکھنے لگا ــــ دوسرے لمحے اس نے زور سے ہیرے کو فرش پر پٹخ دیا۔

" ارے ارے کیا ہو گیا ــــ اتنا قیمتی اور نایاب ہیرا اور آپ

نسے یوں چمک رہے ہیں۔ جیسے کانچ کی گولی ہو"۔
کیپٹن حمید نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے فرش پر لڑھکتے ہوئے ہیرے کو اچک لیا۔

"یہ یقیناً کانچ کی گولی ہے۔ —— چوٹ ہو گئی ہے"۔
کرنل فریدی نے دھیمے اور قدرے مایوس لہجے میں کہا۔

"کک —— کک —— کیا مطلب —— کیا یہ اصل ہیرا نہیں ہے"۔
کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں —— حمید یہ بھی اسی طرح ہیرے کی نقل ہے۔ جیسی ہمارے پاس پہلے سے موجود ہے"۔
کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ تو پھر اصل ہیرا کہاں گیا"! —— کیپٹن حمید نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

"یہی بات سوچنے کی ہے۔ —— اس ہیرے کی تین نقلیں تیار ہوئیں جن میں سے دو اس وقت ہمارے پاس ہیں اور تیسری سڈنی حکام کے پاس اس لحاظ سے تو ہیرا عمران کے پاس ہونا چاہیئے۔ —— کرنل فریدی نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں" —— کیپٹن حمید نے کہا۔

"دیکھو —— تین نقلیں رامیش کھنہ نے بنائیں —— ان میں سے ایک ہم نے حاصل کر لی —— ایک عمران کے پاس پہنچ گئی اور تیسری حکومت ایکریمیا نے حاصل کی —— اب صورت یہ ہے۔ کہ ایک نقل کیبن میں اصلی ہیرے کی جگہ پہنچ گئی —— اور باقی دو ہمارے پاس ہیں —— ہماری جو نقل ہے وہ اب تک غیر متحرک رہی ہے یعنی

شروع سے اب تک ہمارے قبضے میں ہے —— اس لیئے فی الحال اسے ان تینوں کے زمرے سے نکال لیا جائے —— تو باقی دو نقلیں رہ جاتی ہیں —— ایک عمران کے پاس اور دوسری حکومت ایکریمیا کے پاس اب مزید سلسلہ ملایا جائے تو بات یوں بنتی ہے۔ کہ حکومت ایکریمیا نے ہیرا حاصل کرنے کے لیئے ایک منصوبہ بنایا —— اس نے تنظیم سے بات کر لی ہو گی —— کہ وہ اس کی مطلوبہ رقم اسے چندے کے طور پر دے دیتے ہیں —— وہ اس امر کا اعلان کر دے کہ جو ہیرا برآمد کرے گا۔ وہی اس کا قانون مالک ہو گا —— جیسا کہ اس اعلان سے ظاہر ہوتا ہے۔ ورنہ اس طرح کوئی تنظیم بھی اتنے قیمتی ہیرے سے فوراً ہی دستبردار نہیں ہو سکتی —— تو حکومت ایکریمیا نے یہ منصوبہ بنایا کہ اصل ہیرا چوری کر لیا جائے —— اس کی جگہ وہ نقل رکھ دی جائے —— چونکہ حکومت سڈنی نے ہیرے کی چوری روکنے کے لیئے ایسے اقدامات کیئے تھے —— جس سے ہیرا چوری ہونا ناممکن ہو گیا تھا —— اس لیئے انہوں نے فورکارنرز کی خدمات حاصل کیں یا فورکارنرز کا نام استعمال کیا گیا —— بہرحال کارل آکلس کو گانٹھا گیا" —— کرنل فریدی نے بڑے فلسفیانہ انداز میں صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بات تو مجھے بتانا ہی یاد نہیں رہی کہ اصل کارل آکلس کو اغوا کر لیا گیا —— اسے مغربی جارکا میں ہی لٹنے کی حالت میں رکھا گیا —— تو جو کارل آکلس یہاں ہیرے کی شناخت میں آیا۔ وہ اصل نہیں تھا —— اصل کارل آکلس نے رہا ہوتے ہی پولیس

سے رابطہ قائم کیا ہے ۔ ——— ابھی ابھی خبروں میں یہ بتایا گیا ہے"۔
کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو مسئلہ اور بھی واضح ہو گیا ——— فور کارنرز نے یہ منصوبہ بنایا کہ انہوں نے یہ اعلان جاری کر دیا کہ ہیرا چوری ہو گیا ہے اور کیبن میں جو ہیرا موجود ہے وہ نقلی ہے ——— اس طرح سڈنی حکام ہیرے کی شناخت کرنے پر مجبور ہو گئے ۔ ——— اور چونکہ کارل آکلس کا نام اس سلسلہ میں بے حد معروف ہے ۔ اس لئے اسے سرفہرست رکھا گیا ——— ادھر فور کارنرز نے کارل آکلس کو اغوا کر کے اس کے میک اپ میں اپنا آدمی بھیج دیا ——— جو شاید شعبدہ گری بھی جانتا تھا ——— اور حکومت ایکریمیا کی دی ہوئی نقل لے کر وہ سڈنی ہال میں پہنچ گیا ۔ اس نے اپنی شعبدہ بازی سے اصل ہیرا اڑا لیا اور اس کی نقل سڈنی حکام کے حوالے کر دی ——— اس طرح حکومت ایکریمیا والی نقل سڈنی حکام کے پاس پہنچ گئی ——— اب رہ گئی عمران والی نقل تو وہ چونکہ فور کارنرز کے قبضے سے برآمد ہو کر ہمارے پاس پہنچی ہے ۔ ——— تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ عمران نے کارل آکلس کی کار کو حادثے کا شکار کر کے اصل ہیرا اڑا لیا ——— اور اس کی جگہ اپنی والی نقل اس کی جیب میں ڈال دی ۔ جسے وہ حکومت ایکریمیا کے حوالے کرنے والے تھے ——— کہ میں نے ان سے وہ اڑا لی ——— چونکہ حکومت ایکریمیا کو اطمینان تھا کہ اصل ہیرا فور کارنرز کے پاس ہے اور ان کے آدمی لے لینے کے لئے گئے ہیں ——— اس لئے اس نے تنظیم سے اعلان کروا دیا کہ جو ہیرا برآمد کرے گا ۔ وہ اسی کی ملکیت ہو گا"۔ ——— کرنل

فریدی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی ——— اس لحاظ سے تو اصل ہیرا عمران کے پاس ہونا چاہئے ——— لیکن آپ نے تو اس پر چھاپہ مارا تھا"۔
کیپٹن حمید نے کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے ——— جہاں تک میرا خیال ہے ہیرا عمران کے پاس بھی نہیں ہے ——— کیونکہ ہمارے آنے کے بعد اور ٹرانسمیٹر بائیک دریافت ہونے تک عمران اور صفدر کے درمیان ہونے والی گفتگو سے یہی ظاہر ہوتا ہے"۔
کرنل فریدی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اس کی نقل فور کارنرز کے پاس کیسے پہنچ گئی"۔
کیپٹن حمید نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"یہی تو اصل جھگڑا ہے اور اسی میں اس مسئلے کی چابی پوشیدہ ہے ——— اس کا مقصد ہے کہ عمران ہم سے کہیں زیادہ گہرا ہے ۔ بہرحال اگر ہیرا اس کے پاس ہے تو میں اس کے حلق میں انگلی ڈال کر اگلوا لوں گا"۔ ——— کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"آپ اس کام کی اجازت مجھے دیں ——— خواہ مخواہ اس کے گندے حلق میں ڈالنے سے آپ کی انگلی خراب ہو گی"۔
کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں وہ تمہارے بس کا نہیں ہے ——— اب دیکھو اس نے مجھے کیسے چکر دے دیا ہے"۔
کرنل فریدی نے کہا ——— اور پھر وہ اٹھ کر ایک طرف دال سٹینڈ

بیڈ پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھتا چلا گیا ـــــ اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے اس کے نمبر گھمائے۔

"یس ـــــ صفدر بول رہا ہوں"۔

دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

" صفدر رسیور عمران کو دو ـــــ میں کرنل فریدی بول رہا ہوں"۔ ـــــ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

" ہیلو مائی سویٹ ـــــ حال کرنیل نی مستقبل کے جرنیل نی۔ آپ کی آواز میں ماشاء اللہ سوز پیدا ہوتا جا رہا ہے"۔

دوسرے لمحے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" عمران ـــــ تم نے مجھے ڈاج کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا"۔ ـــــ کرنل فریدی نے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

" ڈاج یعنی دھوکہ ـــــ ارے ڈیڈی رے ـــــ میں اور دھوکہ جناب میں تو غریب الوطن پردیسی ہوں ـــــ اپنے وطن کی یادیں بیٹھا آہیں بھر رہا ہوں ـــــ واپسی کا کرایہ نہیں ہے ـــــ اور یہاں کوئی ادھار دینے والا نہیں ہے ـــــ میں تو سوچ رہا تھا۔ کہ چلو آپ سے درخواست کروں ـــــ آخر آپ ہمارے معزز ہمسائے ہیں ـــــ اور ہمسایوں کا ایک دوسرے پر بڑا حق ہوتا ہے"۔

عمران کی زبان قینچی کی طرح چل نکلی

" سنو عمران ـــــ تم نے ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی جو نقل رامیش کھنہ سے حاصل کی تھی وہ کہاں ہے"۔ ـــــ کرنل فریدی نے اس

کی بکواس پر کان نہ دھرتے ہوئے پوچھا۔

" نقل ـــــ کیسی نقل ـــــ جناب میں تو اصل کا پرستار ہوں نقل تو میں نے کرہ ـــــ بلکہ ہال امتحان میں نہ ماری تھی ـــــ باقی رہی وہ رامیش کھنہ والی ہیرے کی نقل ـــــ تو جناب میں تو رامیش کھنہ کو بڑا فنکار سمجھتا تھا ـــــ لیکن اس نے تو بڑی گھٹیا سی نقل بنا کر مجھ غریب سے اچھی خاصی رقم اینٹھ لی ـــــ میں وہ نقل سلیمان کو دے آیا تھا ـــــ تاکہ وہ اسے کسی اناڑی شوقین کے سر چڑھا کر اس سے دال روٹی چلاتا رہے"۔

عمران نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے ـــــ وہ نقل تمہارے پاس نہیں ہے"۔

کرنل فریدی نے اس کے خاموش ہوتے ہی کہا۔

" ایمان سے سچ کہہ رہا ہوں ـــــ قسم لے لیجئے ـــــ اور اس کے بدلے کچھ رقم ادھار دے دیجئے ـــــ میرے پاس تو اب دینے کے لئے قسم ہی رہ گئی ہے"۔

عمران نے کہا۔

" تمہاری وہ نقل فور کارنرز سے ہوتی ہوئی میرے پاس پہنچ چکی ہے ـــــ اس لحاظ سے اصل ہیرا تمہارے پاس ہے ـــــ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو شرافت سے وہ ہیرا میرے حوالے کر دو"۔

کرنل فریدی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" شرافت سے ـــــ اجی حضرت وہ کیا گانا ہے۔ شریفوں کا چلن دیکھا۔ شرافت چھوڑ دی میں نے ـــــ تو میں آج کل اس

گانے پر عمل کر رہا ہوں ——— اور آپ کو بھی میری نصیحت یہی ہے کہ شرافت ——— شرافت حسین کے پاس تو اچھی لگتی ہے ۔ آپ جیسے شرفاء کے پاس رہتے ہوئے روٹھ جائے گی ——— بیزار ہو جائے گی ”——— عمران نے جواب دیا۔

” او کے ——— میں نے تمہیں متنبہ کر دیا ہے ——— پھر نہ کہنا کہ کرنل فریدی نے زیادتی کی ہے “ ——— کرنل فریدی کا لہجہ سخت سے سخت تر ہوتا چلا گیا۔

” کرنل فریدی صاحب ——— ایک بات تو بتائیں “

اچانک عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

” کیا بات پوچھنا چاہتے ہو “

کرنل فریدی کا لہجہ بدستور سپاٹ تھا۔

” یہ سڈنی کی آب و ہوا نے آپ کے دماغ پر تو اثر نہیں کر دیا۔ آپ میری کار کی تلاشی لے چکے ہیں ——— میں نے اپنی تلاشی کے لئے آپ کو آفر کر دی تھی ——— جس جگہ کار کا حادثہ ہوا اس جگہ کی تلاشی آپ کے آدمیوں نے لے لی ——— اس کے باوجود آپ کا اصرار یہی ہے ——— کہ ہیرا میرے پاس ہے “

عمران کا لہجہ فریدی سے بھی زیادہ سخت و سرد ہوتا چلا گیا۔

” تو پھر تمہاری نقل میرے پاس فور کارنرز کی معرفت کیسے پہنچ گئی “ ——— کرنل فریدی نے کہا۔

” میں نے آپ کو بتایا تو ہے ——— کہ میں نقل وہیں چھوڑ آیا ہوں ——— نقل حاصل کرتے وقت میرا پروگرام اور تھا۔ لیکن

وہ مخطوطہ حاصل کرنے کا پروگرام بننے کے بعد میں نے پروگرام بدل دیا تھا “——— عمران نے جواب دیا۔

” لیکن پھر تین نقلیں کیسے اکٹھی ہو گئیں ——— ایک سڈنی حکام کے پاس اور دو میرے پاس “

کرنل فریدی نے بدستور جرح کرتے ہوئے کہا۔

” دراصل جو مغالطہ میں نے کھایا ہے ۔ وہی مغالطہ آپ نے بھی کھایا ——— میں نے بھی یہی سمجھا تھا کہ کارل آکلس نے لڑکھڑاتے وقت ہیرا بدل لیا ہے ——— اس لئے میں نے اس کی کار کو حادثہ کر کے اس کی تلاشی لی ——— آپ نے تنظیم کا وہ اعلان سنا ہے کہ جو چوروں سے ہیرا برآمد کرے گا ——— وہی اس کا مالک ہو گا “

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

” ہاں سنا ہے ——— تو پھر “ ——— کرنل فریدی نے جواب دیا

” تو محترم ——— کرنل فریدی صاحب ——— گیم اور کھیلی گئی ہے حکومت ایکریمیا ——— دراصل اس ہیرے کو نیلامی سے بچانا چاہتی تھی ۔ اس لئے اس نے فور کارنرز کا نام استعمال کیا اور ہیرا چوری ہو جانے کا اعلان کر دیا ——— کارل آکلس سمیت باقی تمام ماہرین کو اغوا کر لیا گیا ——— ان کی جگہ اپنے آدمی روانہ کر دیئے گئے ۔ اور اصل ہیرے کو نقلی قرار دے دیا گیا ——— اس طرح انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ ہیرا واقعی چوری ہو گیا ہے ——— انہیں معلوم ہے کہ کرنل فریدی اور عمران بھی یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ——— وہ فور کارنرز کے ہاتھ اصل ہیرا دے کر اسے ہمارے ہاتھوں میں جانے

کارسک نہ لے سکتے تھے ——— اس لئے انہوں نے یہ ڈرامہ کھیلا
اور اصل ہیرا سڈنی حکام کی معرفت حکومت ایکریمیا کے پاس پہنچ
گیا اور انہوں نے تنظیم سے یہ اعلان کرا دیا ——— کہ جو ہیرا برآمد
کرے گا۔ وہی اس کا مالک ہو گا ——— کل یہ اعلان کرایا جائے
گا۔ کہ حکومت ایکریمیا کے جاسوسوں نے جان توڑ کوشش کر کے
فور کارنرز سے ہیرا برآمد کر لیا ہے ——— اس لئے اب وہ ہیرا
اعلان کے مطابق حکومت ایکریمیا کی قانونی ملکیت بن جائے گا۔ اور
ہم دونوں ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے اپنے گھروں کو سدھار جائیں گے"۔

عمران نے ایک نیا پہلو سامنے لاتے ہوئے کہا۔

" اچھا ——— تو تمہارا مطلب ہے کہ جو نقل میرے پاس پہنچی ہے
وہ حکومت ایکریمیا والی ہے"۔

کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا ——— اسے عمران کی
بات میں وزن محسوس ہو رہا تھا۔

" جی ہاں ——— یقیناً میرے والی نقل سے تو سلیمان محلے کے
بچوں کو گولیاں کھیلنے کی پریکٹس کرا رہا ہو گا۔ ——— تاکہ اولمپک
کے لئے گولیاں کھیلنے والی ٹیم تیار کر سکے"۔

عمران کا لہجہ ایک بار پھر بدل گیا تھا۔

" لیکن جب میں نے فور کارنرز کے ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارا
تو حکومت ایکریمیا کا نمائندہ اس سے وہ ہیرا حاصل کرنے کے لئے
پہنچا ہوا تھا" ——— کرنل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

" تو آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کی زیرو سروس ہی علی عمران

کی نگرانی کر سکتی ہے ——— ایکریمیا کی سیکرٹ سروس آپ کی
اور میری نگرانی نہیں کر سکتی ——— یہ صرف آپ کو مطمئن کرنے
کے لئے ایک ڈرامہ تھا"۔

عمران نے جواب دیا۔

" اوہ تو ایسا ہو سکتا ہے ——— لیکن بات کچھ جچتی نہیں میرے
پہنچنے سے پہلے وہ نمائندہ وہاں موجود تھا ——— اگر وہ میرے
بعد آیا ہوتا تب تو کوئی بات ہوتی"۔

کرنل فریدی نے کہا۔

" یہ تو آپ ان سے پوچھیں ——— میں تو کل واپس جا رہا ہوں
ہاتھ جوڑ کر اپنی حکومت سے کہہ دوں گا ——— کہ ہیرا ہماری قسمت
میں نہیں ہے ——— میں تو پہلے ہی اس موت کے ہیرے کو حاصل
کرنے کے حق میں نہیں تھا۔ ——— آگے آپ کی مرضی"۔

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

کرنل فریدی چند لمحے رسیور ہاتھ میں پکڑے کھڑا رہا۔ پھر
اس نے رسیور رکھ دیا۔

" بات عمران کی بھی دل کو لگتی ہے ——— ہو سکتا ہے ہمیں چکمہ
دیا گیا ہو" ——— کرنل فریدی نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے
کہا۔

——— " کیا کہہ رہا تھا ——— وہ بڑا شیطان آدمی ہے۔
اس نے اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے آپ کو نیا راستہ دکھایا ہو گا"۔

کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہو سکتا ہے ——— بہرحال اب مجھے اس بارے میں پوری

معلومات حاصل کرنی پڑیں گی ——— تاکہ آئندہ کا صحیح لائحہ عمل طے کیا جا سکے"۔ ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"آخر اس نے کیا کہا ہے ——— مجھے بھی تو بتایئے"۔

کیپٹن حمید نے جھلا کر پوچھا ——— اور کرنل فریدی نے عمران کی بنائی ہوئی ساری کہانی دہرا دی۔

"بکواس ——— بھلا اس ڈرامے کی کیا ضرورت تھی ——— کہ ان کا نمائندہ باقاعدہ ان سے نقل لینے جاتا"۔ ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں ساری کہانی میں یہی تو ایک الجھن ہے ——— ورنہ کہانی تو اپنی جگہ فٹ ہے"۔ ——— کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی ——— کرنل فریدی نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

"یس ہارڈ اسٹون"۔ ——— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا

"نمبر سکس بول رہا ہوں جناب"۔

دوسری طرف سے نمبر سکس کی آواز سنائی

"نمبر اڑتیس کا کیا حال ہے"۔ ——— کرنل فریدی نے پوچھا۔

"وہ ٹھیک ہے ——— اس کا آپریشن کر کے گولی نکال لی گئی ہے اب وہ خطرے سے باہر ہے"۔ ——— نمبر سکس نے جواب دیا۔

"اوہ ——— کے ——— اسے لے جانے میں کوئی مشکل تو پیش نہیں آئی"۔ ——— کرنل فریدی نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب ——— میرے آدمی اسے فوراً ہی اٹھا کر

لے گئے تھے ——— البتہ میں اپنے چند ساتھیوں سمیت وہیں رہا تھا ——— کاروں میں آنے والے کوٹھی کے اندر داخل ہوئے تھے اور پھر وہ زخمی نوجوان کو اٹھا کر باہر لے آئے ——— اور کاروں میں سوار ہو کر چلے گئے ——— میں نے ان کا تعاقب کیا تو وہ کاریں ایکریمین سفارت خانے میں داخل ہو گئیں"۔

نمبر سکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— ٹھیک ہے ——— تم ایسا کرو کہ اپنے کئی آدمی عمران اور صفدر کی مکمل نگرانی پر لگا دو ——— اگر کوئی مشکوک بات نظر آئے تو مجھے فوراً مطلع کرو"۔

کرنل فریدی ہدایات دے کر خاموش ہو گیا۔

"بہتر جناب"۔ ——— نمبر سکس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اس کے بعد وہ ایک الماری کی طرف بڑھا اور اس میں سے اس نے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر اٹھا کر میز پر رکھا ——— اور اس کی فریکونسی سیٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"کیا کہیں دور کال کرنے کا پروگرام ہے"۔

کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"ہاں میں ایکریمیا میں اپنے آدمیوں کو ہوشیار کرنا چاہتا ہوں ——— تاکہ اگر واقعی ہیرا وہاں پہنچ چکا ہے ——— تو وہ مجھے فوری رپورٹ کر سکیں"۔

کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آخر آپ پر اس ہیرے کو حاصل کرنے کی ضد کیوں سوار ہو
گئی ہے —— نہیں ملا تو نہ سہی"۔
کیپٹن حمید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"تمہیں معلوم ہے —— میں فریدی پٹھان ہوں —— جس
بات پر اڑ جائیں —— پھر پیچھے ہٹنا ہمارا کام نہیں ہے"۔
کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا —— اور کیپٹن حمید نے
یوں سر ہلا دیا —— جیسے بات اس کی سمجھ میں واضح ہو کر آ گئی ہو۔

"مجھے شک پڑتا ہے مسٹر کرٹس کہ کارل آکلس وہ نہیں
ہے۔ جو ظاہر کیا جا رہا ہے"۔
تائی شو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"کیا مطلب —— مسٹر تائی شو یہ بات آپ نے کیسے کہہ دی"۔
میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے دیو قامت آدمی نے چونک
کر پوچھا —— کرٹس بین الاقوامی مجرم تنظیم "ڈاگ گینگ" کا سڈنی
میں سربراہ تھا —— یہ تنظیم پورے یورپ، ایکریمیا اور براعظم افریقہ
میں پھیلی ہوئی تھی —— اور منشیات کی سمگلنگ میں مافیا کے بعد
اس کا دوسرا نمبر تھا —— مسٹر تائی شو اس تنظیم کے مغربی جارکا میں
سربراہ تھے —— اور تنظیم کے ڈائریکٹروں کی میٹنگ میں اس بات
کا فیصلہ ہوا تھا —— کہ "ڈائمنڈ آف ڈیتھ" باقاعدہ خریدا
جائے —— اس طرح تنظیم کو کثیر فائدہ ہونے کی امید تھی۔ کیوں کہ
ڈائمنڈ آف ڈیتھ میں حکومتوں کی اس بڑی طرح دلچسپی نے انہیں

چونکا دیا تھا ——— انہیں معلوم تھا کہ یہاں حکومتیں بڑی بولیاں لگا کر ہیرا لے سکتی ہیں ——— عام افراد اتنی قیمت ادا نہیں کر سکتے اس لئے انہوں نے سوچا کہ ان حکومتوں کے مقابلے میں بولی لگا کر ہیرا قانونی طور پر حاصل کیا جائے ——— اور پھر اس کی نقلیں بنوا کر خفیہ طور پر مختلف افراد کو بیچ دی جائیں ——— اس طرح وہ ناقابلِ یقین فائدہ حاصل کر سکتے ہیں ——— انہیں معلوم تھا کہ جب بعد میں خریدنے والوں کو اس کے نقل ہو جانے کا پتہ چل بھی جائے گا ——— تو وہ تنظیم کے خوف سے خاموش رہیں گے ——— لیکن فور کارنرز کی افواہ بھی ان کے کانوں تک پہنچ چکی تھی ——— اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اس بات کی اچھی طرح تصدیق ہو جائے ——— کہ جو ہیرا وہ نیلامی سے خریدیں گے ——— وہ اصلی ہوگا ——— چنانچہ فیصلہ ہوا کہ کارل آکلس کی خدمات حاصل کی جائیں ——— تاکہ وہ ہیرے کے اصل ہونے کی تصدیق کر سکیں ——— کارل آکلس چونکہ مغربی جارکا میں رہتا تھا ——— اس لئے اس ہیرے کی خرید کی ذمہ داری بھی مغربی جارکا کے مسٹر تائی شو پر ڈال دی گئی ——— اور تنظیم کی طرف سے اس سلسلہ میں انہیں باضابطہ طور پر مکمل اختیارات دے دیئے گئے

لیکن بعد میں ایک مسئلہ کھڑا ہو گیا ——— کہ فور کارنرز نے اعلان کر دیا ——— کہ وہ ہیرا چوری کر چکے ہیں اور حکومت سڈنی نے اس کی شناخت کے لئے کارل آکلس کو بک کر لیا ——— تو انہوں نے مسٹر تائی شو سے کہا کہ وہ کارل آکلس کو کہہ دیں ——— کہ اگر ہیرا اصل ہوا تو وہ ان کی طرف سے بولی دے دیں۔ ورنہ معاہدہ ختم کر دیں ——— کیونکہ وہ خود بھی فور کارنرز سے

ہیرا حاصل کرنے کی تگ و دو کریں گے

مسٹر تائی شو آج ہی سڈنی پہنچے تھے۔ کیونکہ کارل آکلس اور پانچ دیگر ماہرین نے ہیرے کی شناخت کرنی تھی اور وہ چاہتے تھے ——— کہ اگر ہیرا اصل ہو تو اس کی نیلامی میں خرید کا بندوبست کر سکیں ——— چنانچہ اس سلسلے میں وہ سڈنی میں ڈاگ گینگ کے سربراہ مسٹر کرٹس کے آفس میں موجود تھے ——— مسٹر کرٹس کا یہ آفس ایک عظیم الشان ہوٹل میں تھا۔ وہ بظاہر اس ہوٹل کے مالک تھے۔ جب کہ درپردہ یہ ہوٹل ڈاگ گینگ کی ملکیت تھی اور یہاں باتوں باتوں میں تائی شو نے کارل آکلس پر شک کا اظہار کر دیا تھا ——— جس پر کرٹس بری طرح چونک پڑا تھا۔

" وہ اس لئے مسٹر کرٹس ——— کہ میں نے کل کارل آکلس سے فون پر بات کی تھی ——— ان کے لہجے میں عجیب سی گھبراہٹ، سرد مہری اور لاتعلقی تھی ——— حالانکہ میں کارل آکلس کو کافی عرصے سے جانتا ہوں وہ میرے ساتھ اسی طرح کی گفتگو کم از کم نہیں کر سکتے "

تائی شو نے کہا۔

" تو پھر آپ کو اس بات کی تصدیق کرنی چاہیئے تھی "

کرٹس نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میں نے اس کے پرانے ملازم سے بات چیت کی تھی ——— لیکن وہ مطمئن تھا ——— اس لئے میں بھی مطمئن ہو گیا ——— لیکن شبہ کا کانٹا بہرحال میرے ذہن میں بری طرح کھٹک رہا ہے "

تائی شو نے سر ہلاتے ہوئے کہا

" لیکن آپ کی بات کو میں واضح طور پر سمجھا نہیں ——— کیا آپ

کا مطلب ہے کہ کارل آکلس نقلی ہے" ——— کرٹس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں میرا خیال یہی ہے" ——— تائی شو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ مگر اس کا فائدہ" ——— کرٹس نے کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے ——— ہو سکتا ہے یہ غلط بھی ہو۔ فورکارنرز ایک گہری چال چل رہا ہے ——— وہ سڈنی ہال سے تو ہیرا چرا نہیں سکے ——— اس لئے انہوں نے ہیرے کے چوری ہونے کا اعلان کر دیا ہے ——— اور اس کی نقل حاصل کر کے اب وہ کارل آکلس کے روپ میں اصل ہیرے سے نقل کو بدل دیں گے ——— اس طرح بغیر کچھ کئے وہ اصل ہیرے کو چرانے میں کامیاب ہو جائیں گے"

تائی شو نے جواب دیتے ہوئے

"اوہ ——— آپ کی بات اس حد تک تو بالکل درست ہے کہ سڈنی ہال کے کیبن سے ہیرا چرا لینا ناممکن ہے۔ میں نے خود ان انتظامات کا جائزہ لیا تھا وہ یقیناً بے عیب ہیں ——— البتہ دوسری بات کیسے ممکن ہو سکتی ہے ——— ٹیلی ویژن کیمروں کے سامنے ہیرا بدلنا تقریباً ناممکن ہے"

کرٹس نے جواب دیا۔

"آپ نے شعبدہ بازوں کے کمال تو دیکھے ہوں گے مسٹر کرٹس ہمارے چین میں تو یہ مظاہرے عام ہیں ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ فورکارنرز نے کسی مشہور شعبدہ گر کی خدمات حاصل کی ہوں اور اسے کارل آکلس کے روپ میں وہاں بھیج رہے ہوں" ——— تائی شو نے کہا

"اوہ ——— گڈ شو ——— واقعی ایسا ممکن ہے ——— ہر بات ممکن ہے پھر اب کیا کیا جائے ——— کیا کارل آکلس کو شناخت سے پہلے اغوا کر لیا جائے" ——— کرٹس نے کہا۔

"اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا ——— اصل ہیرا تو کیبن میں پڑا رہے گا ——— البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جب کارل آکلس ہیرا تبدیل کرے تو اسے اغوا کر کے اس سے اصل ہیرا حاصل کر لیا جائے ——— تاکہ ہیرا فورکارنرز کے پاس نہ پہنچ سکے" ——— تائی شو نے کہا۔

"ویری گڈ ——— مسٹر تائی شو ——— آپ کی ذہانت کے متعلق جیسے سنا تھا ——— آپ اس سے کہیں زیادہ ہیں ——— لیکن ایک بات ہے کہ اس طرح ہیرے ملکیت غیر قانونی ہو جائے گی"

کرٹس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فورکارنرز اگر اسے چرا لیتے ہیں ——— تب بھی تو ہم نے ان سے ہیرا حاصل کرنا ہے۔ اس وقت بھی تو یہ غیر قانونی ہو گا"

تائی شو نے جواب دیا۔

"میں ساری بات سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے اگر کارل آکلس نے یہاں یہ اعلان کر دیا کہ ہیرا نقلی ہے ——— تو ہم کارل آکلس کو اغوا کر لیں گے اور اگر اس نے کہا کہ ہیرا اصلی ہے تو پھر ہم اسے نیلامی میں خرید لیں گے۔ او کے" ——— کرٹس نے کہا۔

"ویری او کے" ——— تائی شو نے کہا

"میں ابھی اس کے انتظامات کرتا ہوں"

کرٹس نے کہا اور پھر اس نے قریب پڑا ہوا ٹیلیفون اٹھایا۔ اور

اپنے گروپ کو تیزی سے ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ کیونکہ شناخت میں صرف ایک گھنٹے کا وقت رہتا تھا ——— انہوں نے صرف اس جگہ پتہ چلانے کے لئے ممبروں سے کہا تھا ——— جہاں حکومت نے کارل آکلس کو ٹھہرایا تھا۔

" ابھی تھوڑی دیر میں اس جگہ کا پتہ چل جائے گا ——— جہاں کارل آکلس کو ٹھہرایا گیا ہے ——— ظاہر ہے شناخت کے بعد کارل آکلس کو وہیں لایا جائے گا ——— وہاں پہنچتے ہم چھاپہ مار کر اسے اغوا کر لیں گے " ——— کرٹش نے ٹیلیفون رکھتے ہوئے کہا۔

" اس کے علاوہ سڈنی ہال سے اس کی رہائش گاہ تک بھی آپ اپنے ممبروں کو خفیہ نگرانی پر تعینات کر دیں ——— کیونکہ ہو سکتا ہے کہ نقلی ہونے کے اعلان کے ساتھ ہی سڈنی حکام بوکھلا جائیں ——— اور کارل آکلس ان کی بوکھلاہٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے باہر نکل آئے اور وہاں ہی ہیرا اپنے کسی ساتھی کو ٹرانسفر کر دے " ——— تائی شو نے کہا۔

" گڈ ——— واقعی اس بات کا تو مجھے خیال بھی نہیں آیا تھا۔ ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا " ——— کرٹش نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرٹس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس کرٹش سپیکنگ " ——— کرٹش نے سخت لہجے میں کہا۔

" جناب ——— کارل آکلس کی رہائش گاہ کا پتہ چلا لیا ہے۔ اس کی رہائش گاہ ——— ویسٹرن گارنیلڈ میں ہے ——— اسے ابھی ابھی ایک مخصوص کار میں سڈنی ہال لے جایا گیا ہے۔ ——— رہائش گاہ پر سادہ

باس میں فوجی پہرہ دے رہے ہیں " ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوہ ——— ٹھیک ہے ——— تم ایسا کرو تمام تجربہ کار ساتھیوں کو ساتھ لے کر سڈنی ہال سے کارل آکلس کی رہائش گاہ تک پھیلا دو۔ انہیں بہت خفیہ رہ کر نگرانی کرنی ہے ——— اگر کارل آکلس کو کار میں واپس رہائش گاہ پر پہنچایا جائے ——— تو پھر تم نے مجھ سے اجازت لے کر وہاں چھاپہ مارنا ہے ——— اور کارل آکلس کو فوری طور پہ اغوا کر لینا ہے اور اگر وہ سڈنی ہال سے ویسے ہی نکل آئیں ——— تو انہیں کسی سے ملنے سے پہلے اغوا کر لیا جائے ——— لیکن تم نے خود ٹیلی ویژن پر موجود رہنا ہے ——— اگر ہیرا نقلی ہو تو کارل آکلس کو اغوا کیا جائے اگر اصلی قرار دیا جائے تو پھر کسی اقدام کی ضرورت نہیں ہے "۔ کرٹش نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" کارل آکلس سے کیا حاصل کرنا ہے ——— تاکہ ہم اسی حساب سے اغوا کریں ——— ایسا نہ ہو کہ ہم وہ چیز وہیں چھوڑ آئیں "

دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" ٹھیک ہے ہمارا خیال ہے کہ کارل آکلس شناخت کے دوران ڈائمنڈ آف ڈیتھ کو تبدیل کرے گا ——— وہ خود فور کارنرز کا نمائندہ ہے "۔ کرٹس نے کہا

" او۔ کے ——— میں سمجھ گیا ——— اب آپ بالکل بے فکر رہیں "

دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے تمام کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہیئے "۔ کرٹس نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چونکہ دس بجنے والے تھے۔ اس لئے وہ دونوں اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے —— تاکہ وہاں اطمینان سے بیٹھ کر ٹی وی پر ہیرے کی شناخت کی کارروائی دیکھ سکیں اور پھر ٹی وی دیکھتے ہی وہ سمجھ گئے —— کہ کارل آکلس نے واقعی ہاتھ دکھایا ہے —— شو ختم ہونے پر کرٹس نے فون پر کارل آکلس کو انتہائی ہوشیاری سے اغوا کرنے کا حکم دیا۔

" تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل انتظار کے بعد اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی —— کرٹس نے تیزی سے رسیور اٹھایا۔

" یس کرٹس سپیکنگ " —— کرٹس نے تیز لہجے میں کہا۔

" جناب —— ایک اہم اطلاع ہے —— کارل آکلس کی کار کو واپسی کے دوران راستے میں حادثہ پیش آگیا —— اور کارل آکلس زخمی ہو گیا ہے۔ اسے ہسپتال لے جایا گیا ہے —— اس لئے ہم سڑک پر مداخلت نہ کر سکے —— لیکن اب ہم نے پورے ہسپتال چھان مارے ہیں —— کارل آکلس کو کسی ہسپتال بھی داخل نہیں کیا گیا "

دوسری طرف سے کہا گیا

" اوہ —— تو تم کارل آکلس کو گنوا بیٹھے " —— کرٹس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" جناب —— آپ نے خود ہی حکم دیا تھا کہ اگر وہ سرکاری نگرانی میں آئے تو اسے صرف رہائش گاہ سے اغوا کیا جائے —— اور باقی راستے نگرانی کی جائے —— راستے میں اسے حادثہ پیش آگیا۔ اور وہ ڈھلکتی ہوئی الٹ گئی —— اس وقت ہمارا صرف ایک آدمی دور سے نگرانی کر رہا تھا " —— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کون لے گیا اسے " —— کرٹس نے پوچھا۔

" جناب قصہ حیرت انگیز ہے —— جس جگہ حادثہ ہوا ہے وہاں ایک ایشیائی نوجوان کار میں پہلے پہنچا تھا —— اس نے کار ایک طرف درختوں میں چھپا دی —— اور پھر خود کار سے اتر کر وہ سڑک پر آیا —— اس نے جیب سے کچھ نکال کر سڑک پر پھینکا اور ایک ستون کی آڑ میں چھپ کر بیٹھ گیا —— جس جگہ اس نے کچھ پھینکا تھا۔ وہیں حادثہ ہوا —— نوجوان حادثہ ہوتے ہی تیزی سے کار کی طرف لپکا کارل آکلس اس وقت زخمی حالت میں باہر آرہا تھا —— اس ایشیائی نوجوان نے کارل آکلس کو لٹایا —— اور بڑی تیزی سے اس کی تلاشی لی —— پھر اس نے اس کی دائیں آستین میں ہاتھ ڈالا اور وہاں سے ایک ہیرا برآمد کیا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر دوسرا ہیرا نکالا اور اسے واپس کارل آکلس کی آستین میں ڈال دیا —— اس کے بعد وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھا —— اس نے کار سے آگے بڑھ کر ایک بڑے درخت کی کھوہ میں ہاتھ ڈالا اور پھر نکال لیا اور پھر خود تیزی سے واپس سڑک پر آیا —— اس نے وہاں سے کچھ چن کر جیب میں ہاتھ ڈالا —— اور دوبارہ کارل آکلس کی طرف بڑھا یہ سب کچھ انتہائی تیزی اور برق رفتاری سے کیا گیا —— اتنی دیر میں وہاں دو کاریں مخالف دو سمتوں سے آکر رکیں —— ان میں سے ایک نے کارل آکلس کو اٹھایا —— اور چلی گئی —— جب کہ دوسری نے ڈرائیور کو اٹھایا اور چلی گئی —— ڈرائیور کو جنرل ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا —— جب کہ کارل آکلس کا پتہ نہیں چل

رہا۔ البتہ ہمارے آدمی نے اس کار کا نمبر ٹریس کر لیا ہے۔ جس میں کارل آکلس کو لے جایا گیا ہے ——— اس طرح کارل آکلس کو تلاش کیا جا سکتا ہے"۔ دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

" اوہ ——— پھر وہ ہیرا اسی درخت کی کھوہ میں موجود ہو گا ——— وہ ایشیائی نوجوان بھی کسی مجرم تنظیم سے تعلق رکھتا ہو گا ——— اور جس طرح ہم نے کارل آکلس کو اغوا کر کے ہیرا حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ——— اس نے راستے میں ہی کام کر لیا ——— اور آئندہ تلاشی سے بچنے کے لئے اس نے ہیرا درخت کی کھوہ میں ڈال دیا ہو گا تاکہ جب سب معاملہ صاف ہو جائے گا ——— تو وہ اطمینان سے ہیرا وہاں سے نکال لے ——— تم اپنے آدمیوں کو کہو کہ اس درخت کی کھوہ کی پوری طرح تلاشی لیں ——— اور اگر وہ ہیرا وہاں سے ملے تو اسے یہاں لے آئیں"۔ ——— ساتھ بیٹھے ہوئے تائی شو نے کرٹس سے مخاطب ہو کر کہا ——— وہ لاؤڈ مائیک پر ٹیلیفون پر ہونے والی بات چیت سن رہا تھا ——— اور کرٹس نے تائی شو کی بات دہرا دی

" بہتر جناب ——— لیکن وہاں سے ابھی کچھ نکالا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ وہاں پولیس موجود ہے"۔ ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے تم اس جگہ کو گھیرے رکھو ——— جب سب چلے جائیں تو تلاشی لو"۔ ——— کرٹس نے جواب دیا۔

" اوکے ——— سر"۔ ——— دوسری طرف سے کہا گیا ——— اور کرٹس نے بھی اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" یہ ایشیائی نوجوان کون ہو سکتا ہے ——— جس نے اکیلے ہی اتنی

بڑی کارروائی کر ڈالی"۔ ——— کرٹس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" ایشیا سے دو آدمی یہاں پہنچے ہوئے ہیں ——— ایک پاکیشیا کا علی عمران اور دوسرا ناگالینڈ کا کرنل فریدی ——— دونوں اپنے اپنے ملکوں کی سیکرٹ سروسز سے متعلق ہیں ——— اور انتہائی خطرناک جاسوس سمجھے جاتے ہیں ——— ان دونوں کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں ——— یہ کارروائی جہاں تک میرا خیال ہے پاکیشیا کے علی عمران کی ہو گی"۔

تائی شو نے جواب دیا۔

" اوہ ——— یہ مسئلہ تو پھر بے حد خطرناک ہے ——— علی عمران کا نام تو میں نے بھی سنا ہوا ہے ——— اگر اس نے واقعی ہیرا وہاں رکھ دیا ہے اور بعد میں اسے نہ ملا تو یقیناً ہمارے پیچھے لگ جائے گا"۔

کرٹس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" اسے کیا معلوم کہ ڈاگ گینگ نے یہ ہیرا نکال لیا ہے ——— ہم تو کسی بھی مرحلے پر سامنے نہیں آتے"۔ ——— تائی شو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ہاں ٹھیک ہے ——— بہرحال ہیرا مل جانے کے بعد مجھے ہیڈ کوارٹر کو اس بارے میں بھی مطلع کرنا پڑے گا ——— تاکہ وہ اس سلسلے میں بھی کچھ حفاظتی اقدامات کر لیں"۔ ——— کرٹس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ہاں یہ بہتر رہے گا"۔ ——— تائی شو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دونوں ہیرے کی برآمدگی کے انتظار میں بیٹھ گئے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بجی ——— تو کرٹس نے تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— کرٹس نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب ہم نے ہیرا حاصل کر لیا ہے۔ ——— پولیس کے جانے کے بعد کچھ اور لوگ بھی وہاں پہنچے انہوں نے زمین کی تلاشی لی اور پھر چلے گئے وہ بھی ایشیائی تھے۔ ان کے جانے کے بعد ہم نے کھوہ میں ہاتھ ڈالا۔ تو اس میں ہیرا موجود تھا ——— ہم اسے لے کر آ رہے ہیں"

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جلدی پہنچو ——— اور انتہائی احتیاط سے"

کرٹس نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

تائی شو کا چہرہ مسرت سے کھلا پڑا تھا۔

KHAN BOOK DEPOT & LIBRARY
Deals In: Text Books, Stationery, Cards & Novels
Shop No. F-890/4 Nishtar Road Bhabra Bazar
Rawalpindi. Ph PP 539073 - 538858
Proprietor: WALI KHAN / ALI KHAN

عمران کرنل فریدی کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تو آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا ——— پھر اس نے صفدر سے الماری کے نچلے خانے میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر لے آنے کے لئے کہا ——— صفدر نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کے سامنے میز پر رکھا اور پھر اس پر فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔

بٹن آن کر کے اس نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"پرنس کالنگ ٹائیگر ——— اوور ——— لیکن رابطہ قائم نہیں ہو رہا تھا۔

"ٹائیگر بھی یہاں موجود ہے" ——— صفدر نے ٹائیگر کا نام سنتے ہی چونک کر پوچھا

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ٹائیگر صرف جنگلوں میں ہی ہوتے ہیں"

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ایک بار پھر کالنگ میں مصروف ہو گیا ——— تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر کا بٹن سبز ہو گیا۔ اور ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس ٹائیگر سپیکنگ اوور" ——— دوسری طرف سے ٹائیگر کا لہجہ خاصا مؤدبانہ تھا۔

"اتنی دیر میں کال پک کیوں کی ——— اوور" ——— عمران کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"سر میں ٹوائلٹ میں تھا اوور" ——— دوسری طرف سے قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"آئندہ احتیاط کیا کرو اور سنو تم فوراً ویسٹرن گارفیلڈ پہنچو۔ وہاں ویسٹرن گارفیلڈ سے آٹھ کلومیٹر پہلے سڑک کے دائیں ہاتھ تقریباً سڑک سے دو گز کے فاصلے پر ایک پرانا درخت ہے۔ جس کی جڑ میں سوراخ سا بنا ہوا ہے ——— اس سوراخ میں ہاتھ ڈال کر اس میں موجود ہیرا نکالو اور پھر انتہائی احتیاط سے وہ ہیرا اپنے پاس محفوظ رکھو ——— اس کے بعد کی ہدایات میں بعد میں دوں گا ——— اوور" ——— عمران نے تیز لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا

"بہتر جناب اوور" ——— ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو تم نے سب کام انتہائی احتیاط سے کرنا ہے ——— اگر وہاں پولیس موجود ہو تب بھی تم نے کسی صورت میں سامنے نہیں آنا اور اگر کوئی اور فرد مثلاً کرنل فریدی کے آدمی موجود ہوں تب بھی سامنے نہ آنا۔ جب یہ محسوس کرو کہ اب تمہیں کوئی چیک نہیں کر رہا ——— تب کارروائی کرنی ہے ——— انتہائی احتیاط ہے اوور" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب ایسا ہی ہو گا اوور" ——— ٹائیگر نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"اور سنو ——— ہر لحاظ سے محتاط ہو کر اس درخت کی طرف بڑھنا ——— کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کرنل فریدی نے دور سے دوربین کی مدد سے اس جگہ کی نگرانی کا بندوبست کر رکھا ہو۔ اوور" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب میں سمجھ گیا اوور"

دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا

"ٹائیگر کو شاید آپ اس لئے استعمال کر رہے ہیں کہ کرنل فریدی یا اس کی زیرو سروس اس سے واقف نہیں ہے" صفدر نے کہا

"ہاں یہ میرا محفوظ دستہ ہے۔ میں نے پہلے سے ہی یہی پلان بنایا تھا۔ کہ ہیرا ساتھ نہیں لے جاؤں گا ——— کیونکہ کرنل فریدی اپنی پوری زیرو سروس سمیت یہاں پہنچا ہوا ہے ——— اور وہ ہیرا حاصل کرنے کے لئے پاگل ہو رہا ہے ——— اس لئے میں نے ٹائیگر کو شروع سے ہی خفیہ رکھا تھا۔ اب ٹائیگر یہ ہیرا لے کر اپنی جگہ پر جائے گا۔ تو پھر میں اسے بالا بالا ہی پاکیشیا بھجوا دوں گا ——— اور وہاں سے ہیرے کی برآمدگی کا اعلان کیا جائے گا ——— تاکہ ہر قسم کا خدشہ ہی ختم ہو جائے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے ابھی کرنل فریدی مطمئن نہ ہوا ہو گا۔ اور ہماری نگرانی کی جا رہی ہو گی ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں یقیناً ایسا ہی ہوگا ——— ہمیں تو وہ اپنا سب سے بڑا مخالف سمجھتا ہے" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور صفدر کے سر ہلانے پر وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا بیڈ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا چونکہ فی الحال کوئی کام سامنے نہ تھا۔ اس لئے اس نے یہی سوچا کہ کچھ دیر آرام کرے۔ پھر شاید آرام کرنے کا موقع ملے یا نہ ملے۔

عمران کے جانے کے بعد صفدر نے میز پر پڑے ہوئے مختلف رسالوں میں سے ایک رسالہ اٹھایا اور صوفے پر تقریباً لیٹ کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا ——— وہ یہ رسالے ایک روز قبل پاکستان سے خرید لایا تھا ——— کیونکہ فارغ اوقات میں مطالعہ اس کا سب سے بڑا شغل تھا۔

پھر مطالعے میں وہ ایسا مصروف ہوا کہ اسے وقت گذرنے کا خیال تک نہ آیا ——— وہ اس وقت چونکا جب پاس پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی ——— اس نے سوچا کہ شاید ہیرے لے کر ٹائیگر ہوٹل پہنچ گیا ہے۔ اس لئے ٹرانسمیٹر کی بجائے فون پر بات کر رہا ہے۔

"یس صفدر بول رہا ہوں" ——— صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اس نے اپنا اصل نام اس لئے بتا دیا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ٹائیگر اسے جانتا ہے۔

"صفدر ریسیور عمران کو دو۔ میں کرنل فریدی بول رہا ہوں"

دوسری طرف سے کرنل فریدی کی سرد آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا۔ پھر اس نے ریسیور میز پر رکھا اور بیڈ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا۔ عمران بیڈ روم سے باہر نکل آیا۔ شاید اس نے فون کی گھنٹی سن لی تھی۔

"کرنل فریدی" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ——— وہ بڑے غصے میں بول رہا ہے"

"اوہ اسے پھر دورہ پڑا ہوگا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر میز سے ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو مائی سویٹ حال کرنیل فی مستقبل کے جرنیل فی ——— آپ کی آواز میں ماشاء اللہ سوز پیدا ہوتا جا رہا ہے"

عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر ان دونوں کے درمیان طویل گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح مسلسل چل رہی تھی۔ لیکن آخر میں وہ سنجیدہ ہو گیا اور اس نے کرنل فریدی کو نئی راہ پر ڈالنا شروع کر دیا کہ ہو سکتا ہے۔ ساری سازش حکومت ایکریمیا کی ہو اور نقلی ہیرے کا ڈھونگ رچایا جا رہا ہو۔ پھر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"میں نے اسے برانچ لائن پر ڈال دیا ہے۔ بس وہ تھوڑا سا مشکوک ہے۔ کیونکہ اس نے ہمارے والی نقل فورکارنرز سے حاصل کر لی ہے" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ مگر وہ فورکارنرز تک کیسے پہنچ گیا"

صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ کرنل فریدی ہے صفدر ——— کرنل فریدی انتہائی ذہین اور ہوشیار ——— مجھ سے تھوڑی سی کوتاہی ہو گئی ——— اگر میں

کرنل فریدی والی نقل پہلے چرا لیتا۔ تو پھر وہ یقیناً الجھن میں پڑ جاتا بہرحال اب بھی وہ وقتی طور پر الجھ گیا ہے۔ اس دوران ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کاش۔۔۔۔ ٹائیگر کی بجائے میں وہاں ہوتا۔ ہو سکتا ہے ٹائیگر سے کوئی غلطی ہو جائے اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے"۔

صفدر نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ ٹائیگر خاصا ہوشیار آدمی ہے"۔

عمران نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ بیٹھے اسی بارے میں بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی تیز آواز بلند ہوئی اور عمران اور صفدر دونوں چونک پڑے۔ عمران تیزی سے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا اور اس نے بٹن آن کر دیا

"ہیلو۔۔۔۔ ٹائیگر کالنگ عمران اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران سپیکنگ اوور"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر معاملہ بگڑ گیا ہے۔ میں جب وہاں پہنچا تو پولیس وہاں موجود تھی۔ پولیس کے جانے کے بعد کرنل فریدی کے آدمی وہاں کی تلاشی لیتے رہے۔ ان کے علاوہ وہاں چند اور مقامی افراد بھی موقع کی خفیہ نگرانی کر رہے تھے۔ کرنل فریدی کے آدمیوں کے جاتے ہی دو افراد تیزی سے وہاں پہنچے اور پھر ان میں سے ایک سیدھا اس درخت کی طرف بڑھا۔

اور اس نے اس درخت کی کھوہ میں ہاتھ ڈال کر وہ ہیرا نکالا اور پھر وہ کار میں سوار ہو کر فرار ہو گئے۔ میں نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ وہ لوگ آئی لینڈ میں واقع ایک عظیم الشان ہوٹل "سکی وے" میں چلے گئے میں نے ان کا پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہوٹل کے مالک مسٹر کرٹس کے پاس گئے ہیں۔ وہاں خاصی بڑی رشوت دے کر یہ معلومات حاصل کر سکا ہوں کہ یہ ہوٹل دراصل بین الاقوامی مجرم تنظیم ڈاگ گینگ کی ملکیت ہے اور کرٹس بظاہر اس کا مالک ہے۔ لیکن وہ سڈنی میں ڈاگ گینگ کا سربراہ ہے اور آج صبح سے مغربی جارکلے ڈاگ گینگ کا سربراہ ایک چینی تائی شو بھی کرٹس کے دفتر میں موجود ہے اوور"۔

ٹائیگر نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔۔۔۔ تم نے واقعی بہت کم مدت میں اتنی زیادہ تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ تم وہیں نگرانی کرو۔ میں اور صفدر وہاں پہنچ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

جلدی کرو صفدر میک اپ کر لو۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا ہے۔ یہ تنظیم بہت خطرناک ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہیرا بالکل ہی غائب ہو جائے"۔

عمران نے تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور صفدر بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

کرنل فریدی نے فریکونسی سیٹ کرنے کے لئے ناب کو گھمایا ہی تھا کہ اچانک ایک آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری اور کرنل فریدی نے چونک کر ہاتھ ہٹا لیا۔ ——— کیپٹن حمید بھی یہ آواز سن کر چونک پڑا۔

"ٹائیگر کالنگ عمران اوور۔ ——— ٹرانسمیٹر سے بار بار یہ فقرہ دہرایا جا رہا تھا۔ عمران کا نام سن کر وہ دونوں چونکے تھے۔ ورنہ ٹائیگر کی آواز تو ان کے لئے نامانوس تھی۔

"یس عمران سپیکنگ اوور"۔ ——— چند لمحوں بعد عمران کی آواز ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

"سر معاملہ بگڑ گیا ہے۔ میں جب وہاں پہنچا تو پولیس وہاں موجود تھی۔ پولیس کے جانے کے بعد کرنل فریدی کے آدمی وہاں کی تلاشی لیتے رہے۔ ان کے علاوہ وہاں کچھ اور مقامی افراد بھی موقع کی خفیہ نگرانی کر رہے تھے۔ کرنل فریدی کے آدمیوں کے جاتے ہی دو افراد تیزی سے وہاں پہنچے اور پھر ان میں سے ایک سیدھا اس

درخت کی بڑھا۔ اور اس نے اس درخت کی کھوہ میں ہاتھ ڈال کر وہ ہیرا نکالا اور پھر وہ کار میں سوار ہو کر فرار ہو گئے۔ میں نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ وہ لوگ آئی لینڈ میں واقع ایک عظیم الشان ہوٹل "سلکی وے" میں چلے گئے۔ میں نے ان کا پتہ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ہوٹل کے مالک مسٹر کرٹس کے پاس گئے ہیں۔ وہاں خاصی بڑی رشوت دے کر یہ معلومات حاصل کر سکا ہوں۔ یہ ہوٹل دراصل بین الاقوامی مجرم تنظیم "ڈاگ گینگ" کی ملکیت ہے اور کرٹس بظاہر اس کا مالک ہے۔ لیکن وہ سڈنی میں ڈاگ گینگ کا سربراہ ہے اور آج صبح سے مغربی جارکا سے ڈاگ گینگ کا سربراہ ایک چینی تائی شو بھی کرٹس کے دفتر میں موجود ہے۔ اوور"۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"گڈ ——— تم نے واقعی بہت کم مدت میں اتنی زیادہ تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ تم وہیں نگرانی کرو۔ میں اور صفدر وہاں پہنچ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل"۔ ——— عمران کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز ابھرنے لگی۔

"ہوں تو یہ چکر ہے۔ مجھے اور راستہ دکھایا جا رہا تھا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ ہیرا عمران کیسے حاصل کرتا ہے"۔ ——— کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا اور اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کی ناب گھما کر اس کی فریکونسی بدلی اور ایک اور بٹن دبا دیا۔

"ہیلو نمبر سکس جواب دو اوور"۔

کرنل فریدی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس نمبر سکس بول رہا ہوں جناب اوور"

چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے نمبر سکس کی آواز سنائی دی

"نمبر سکس عمران کے مکان کا محاصرہ کر لو۔ عمران اور صفدر کسی بھی طرح مکان سے باہر نہ نکلنے پائیں۔ اگر صورت حال ہنگامی ہو جائے تو بیشک انہیں گولی مار دینا۔ بہرحال میری طرف سے دوسری اطلاع آنے تک انہیں مکان سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے اور تم اپنے چند ساتھیوں کو فوراً آئی لینڈ کے ہوٹل سکی نے روانہ کر دو۔ انہوں نے وہاں ہوٹل کے مالک کرٹس اور اس کے دفتر میں موجود چلینی "تائی شو" کی سختی سے نگرانی کرنی ہے۔ میں اور کیپٹن حمید وہاں پہنچ رہے ہیں۔ میں انہیں خود ہی وہاں پہنچ کر ہینڈل کر لوں گا۔ اوور"

کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہت بہتر جناب اوور"

نمبر سکس نے جواب دیا۔

"خیال رہے۔ عمران نہ نکلنے پائے۔ کسی بھی قیمت پر۔ اوور اینڈ آل"

کرنل فریدی نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ تیزی سے اٹھا اور کیپٹن حمید کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے پورچ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

کرٹس اور تائی شو کے چہرے مسرت سے جگمگا رہے تھے۔ دنیا کا نایاب ترین اور تاریخی ہیرا جسے خریدنے کے لئے پوری دنیا کی حکومتیں بے چین تھیں۔ ان کے سامنے میز پر پڑا ہوا تھا اور وہ بار بار اسے اُٹھا کر دیکھتے اور پھر رکھ دیتے

"میں ہیڈ کوارٹر کو مطلع کر دوں کہ ہم کامیاب ہو گئے ہیں" ـــــ کرٹس نے تائی شو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ضرور" ـــــ تائی شو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کرٹس اٹھ کر پچھلے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کمرے سے اس تہہ خانے کو سیڑھیاں جاتی تھیں جس میں انہوں نے بڑی رینج کا ٹرانسمیٹر نصب کرایا ہوا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آیا۔ تائی شو ہیرا ہاتھ پر رکھے اسے غور سے دیکھنے میں مصروف تھا۔

"کیا حکم دیا ہے ہیڈ کوارٹر نے" ـــــ؟ تائی شو نے کرٹس کو اندر آتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔ ہیرا اس نے میز پر رکھ دیا۔

"چیف باس نے کہا ہے کہ ان کا نمائندہ شام تک پہنچ جائے گا۔

اسے ہیرا دے دیا جائے اور سنو۔ سب سے بڑی خوشخبری کہ تنظیم جو ہیرا فروخت کر رہی تھی، اس نے اعلان کر دیا ہے کہ جو فرد یا حکومت فور کارنرز سے ہیرا برآمد کرے گا۔ ہیرا قانونی طور پر اس کی ملکیت ہو گا۔ چنانچہ اب یہ ہیرا ہماری قانونی ملکیت ہے"۔ کرٹس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے واقعی پھر تو لطف آگیا"۔ ——— تائی شو بھی اس خوشخبری پر اچھل پڑا۔

"ابھی چیف باس نے بتایا ہے کہ کسی ماہر سے اس بات کی تصدیق کرالی جائے کہ یہ ہیرا واقعی اصلی ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بھی نقلی ہو"۔ ——— کرٹس نے کہا۔

"اوہ ——— واقعی اس بات کا تو ہمیں خیال تک نہ آیا تھا۔ یہاں ٹنڈی میں کوئی ایسا آدمی ہے جو اسے شناخت کر سکے"۔ تائی شو نے کہا۔

"کسی جوہری کو ہی بلانا پڑے گا"۔ ——— کرٹس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ——— اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور تین مسلح افراد ایک لمبے تڑنگے شخص کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ اس آدمی کی پشت سے انہوں نے مشین گنوں کی نالیں لگا رکھی تھیں۔

"کیا بات ہے۔ ——— کون ہے یہ"۔ ——— کرٹس نے میز پر رکھا ہوا ہیرا اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"باس یہ شخص تنظیم کے متعلق معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہے۔

ٹونی نے ہمیں بتایا ہے کہ اس نے ٹوائم کو بھاری رشوت دے کر سب کچھ پوچھ لیا ہے۔ ہم نے اسے آپ کے دفتر کی گیلری میں گھومتے پھرتے ہوئے پکڑا ہے"۔ ——— ایک مسلح شخص نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹوائم کو اب ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ میں نے اسے بوڑھا سمجھ کر چھوڑ رکھا تھا۔ لیکن اب وہ خطرناک ہوتا جا رہا ہے۔ میں اسے موت کی سزا دیتا ہوں"۔ ——— کرٹس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بہتر ——— حکم کی تعمیل کر دی جائے گی۔ اس کے متعلق کیا احکامات ہیں"۔ ——— ایک مسلح شخص نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"کون ہو تم"۔ ——— کرٹس کرسی سے اٹھ کر اس آدمی کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ وہ شخص حالانکہ خاصا تنومند اور لمبا تڑنگا تھا۔ لیکن وہ کرٹس کے دیو ہیکل جسم کے سامنے بچہ ہی لگتا تھا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے"۔ ——— اس شخص نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

"ٹائیگر ——— ہا ——— ہا ——— تم ٹائیگر ہو ——— بہت خوب تم جیسے بچے بھی اب اپنے آپ کو ٹائیگر کہنے لگے ہیں"۔

کرٹس نے بڑے تمسخرانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ وہ ٹائیگر کے سامنے دونوں پیر پھیلائے کھڑا تھا۔

اور پھر ابھی اس کا قہقہہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ ٹائیگر اچانک اپنی جگہ سے بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور پلک جھپکنے میں وہ کرٹس کی سائیڈ سے ہوتا ہوا اس کی پشت پر پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے کرٹس زوردار

دھکا کھا کر اچھل کر ان مسلح افراد پر جا گرا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی تھی۔ تائی شو نے تیزی سے جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور اس کی لات پوری قوت سے تائی شو کے پہلو پر پڑی اور تائی شو بھی چیختا ہوا کرسی سمیت پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔ مسلح افراد کرٹس کے اچانک دھکا لگنے سے دروازے سے ٹکرا کر گرے تھے اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ ٹائیگر انتہائی تیزی سے دوڑتا ہوا سائیڈ کی کھڑکی کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے ایک زوردار چھلانگ لگائی اور کھلی ہوئی کھڑکی کراس کرتا ہوا دوسری طرف فضا میں غائب ہو گیا۔

"پکڑو اسے پکڑو —— اسے گولی مار دو"۔

کرٹس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اب وہ اچھل کر کھڑا ہو جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے مسلح ساتھی اس کے دھاڑنے سے پہلے ہی اچھل کر کمرے سے باہر جا چکے تھے۔

"کمال ہے۔ اس قدر پھرتیلا آدمی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا"۔

کرٹس نے خفت مٹانے کے لئے تائی شو کی طرف مڑتے ہوئے کہا جو اب اٹھ کر کرسی کو سیدھا کرنے میں مصروف تھا اور پھر اس سے پہلے کہ تائی شو کوئی جواب دیتا۔ اچانک باہر بے تحاشہ فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی بہت بڑی پارٹی نے حملہ کر دیا ہو۔

"ارے یہ کیا اتنی فائرنگ"۔ —— تائی شو نے اچھلتے ہوئے کہا —— "اس ٹائیگر کو مارا جا رہا ہو گا"۔ —— کرٹس نے

اطمینان بھرے انداز میں اپنی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ دونوں ایک بار پھر اچھل پڑے کیونکہ دروازہ ایک بار پھر دھماکے سے کھلا اور اس بار دو ایشیائی افراد ہاتھوں میں ریوالور سنبھالے اندر داخل ہوئے۔

"ہاتھ اٹھا لو ورنہ بھون ڈالوں گا"۔ —— آگے والے طویل القامت ایشیائی نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ کرنل فریدی"۔ —— تائی شو نے تیزی سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی کا نام سنتے ہی کرٹس نے بھی تیزی سے ہاتھ اٹھا لئے۔

"تم تائی شو ہو اور یہ کرٹس۔ دیکھو میری تم سے کوئی دشمنی نہیں۔ تم وہ ہیرا میرے حوالے کر دو۔ ایک بات اور دوسری یہ کہ اپنے آدمیوں کو روکو کہ وہ ہمارا مقابلہ نہ کریں۔ ورنہ پورا ہوٹل ڈائنامیٹ سے اڑا دیا جائے گا"۔ —— کرنل فریدی نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"ہیرا —— کون سا ہیرا"۔ —— کرٹس نے تیزی سے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا فرش پر جا گرا۔ کرنل فریدی کے ریوالور سے نکلنے والی گولی اس کے عین دل پر پڑی تھی۔ دھماکے سے زمین پر گرنے کے بعد وہ صرف چند لمحے ہی تڑپ سکا۔ —— "اب تم بتاؤ تائی شو —— ہیرا کہاں ہے —— جلدی کرو"۔ —— کرنل فریدی نے بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"ب ب ب —— بتاتا ہوں —— وہ ہیرا کرٹس کی بائیں جیب میں ہے"۔ —— تائی شو نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"حمید اس کا خیال رکھنا یہ بڑا مکار آدمی ہے۔ اگر ذرا سی بھی حرکت کرے تو گولی مار دینا"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے کیپٹن حمید سے کہا اور خود تیزی سے فرش پر پڑی ہوئی کرٹس کی لاش کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے اس کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

"اس کی جیبوں میں تو ہیرا نہیں ہے"۔

کرنل فریدی نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"کک کیا کہہ رہے ہو۔ ابھی ٹائیگر کے آنے پر اس نے میرے سامنے ہیرا میز سے اٹھا کر جیب میں ڈالا تھا"۔

تائی شو نے اس بری طرح چونکتے ہوئے کہا، جیسے اسے کرنل فریدی کی بات پر یقین نہ آرہا ہو۔ اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات دیکھتے ہی کرنل فریدی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"ٹائیگر ۔۔۔ کون ٹائیگر"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک ایشیائی ہے۔ اسے کرٹس کے آدمی پکڑ کر لائے تھے کیونکہ وہ تنظیم کے متعلق پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ اور یہاں گیلری میں گھوم رہا تھا۔ اس ایشیائی نے اپنا نام ٹائیگر بتایا اور غضب کا پھرتیلا آدمی نکلا۔ بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر کرٹس کی پشت پر آیا اور اس نے اس کو اس کے مسلح ساتھیوں پر دھکیل دیا۔ میں نے ریوالور نکالنے کی کوشش کی۔ تو اس نے مجھے لات مار کر کرسی سمیت نیچے گرا دیا اور وہ اچھل کر اس کھڑکی سے باہر غائب ہو گیا۔ اس کے جانے کے

چند لمحوں بعد فائرنگ کی آوازیں آئیں اور اس کے بعد تم لوگ اندر آگئے مگر وہ ہیرا کہاں گیا"۔۔۔۔۔ تائی شو نے بتایا

"کیا ہیرا کرٹس نے ٹائیگر کے سامنے جیب میں رکھا تھا"۔

کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں اس کے سامنے بائیں جیب میں رکھا تھا"۔

تائی شو نے جواب دیا۔

"اوہ وہ ٹائیگر بائیں طرف سے گھوم کر ہی کرٹس کی پشت پر آیا تھا"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں ہاں واقعی اسی طرف سے"۔۔۔۔۔ تائی شو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو وہ ہیرا لے گیا"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

"مگر اب ہیڈ کوارٹر کو کیا جواب دوں گا"۔

تائی شو کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

"تو تم نے ہیڈ کوارٹر کو ہیرا ملنے کی اطلاع دے دی تھی"۔

کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں کرٹس نے بتا دیا تھا۔ ان کا نمائندہ اسے لینے شام کو آرہا ہے"۔۔۔۔۔ تائی شو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم بھی چھٹی کرو میں ڈاگ گینگ کو مزید اپنے پیچھے نہیں لگانا چاہتا"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا

دیا اور نائی شو چیختا ہوا کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا۔

"آؤ حمید"—— کرنل فریدی نے تیزی سے دروازے کی کی طرف لپکتے ہوئے کہا۔—— اور پھر کمرے سے نکل کر گیلری میں بھاگتے چلے گئے۔ گیلری سے وہ ہال میں پہنچے تو وہاں زیرو سروس کے مسلح افراد نے ہوٹل کے دروازے بند کر کے ہال میں موجود ہر شخص کو ہینڈز اپ کر رکھا تھا

"چلو نکلو—— دھواں بم مار دو"—— کرنل فریدی نے تیزی سے دروازے کی طرف لپکتے ہوئے کہا۔ اور زیرو سروس کے بکھرے ہوئے افراد تیزی سے دروازے کی طرف سمٹتے چلے گئے اور پھر یک وقت ہال میں تین چار دھماکے ہوئے اور ہر طرف گہرا دھواں پھیلتا چلا گیا۔—— کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دروازہ کھول کر باہر نکلے اور تیزی سے بھاگتے چلے گئے۔ زیرو سروس کے افراد بھی دھوئیں کی آڑ لیتے ہوئے باہر نکلے اور پھر مختلف گلیوں میں پھیلتے چلے گئے۔

کرنل فریدی کی کار ہوٹل سے چند فرلانگ دور دوسری سڑک کے کنارے موجود تھی۔ چنانچہ وہ دونوں اپنی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر چند لمحوں بعد ان کی کار عمران کی رہائش گاہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔—— کیونکہ فریدی کے نظریے کے مطابق ٹائیگر کو ہیرا عمران کے حوالے کرنے کے لئے وہیں پہنچنا چاہیئے تھا اور ہیرا حاصل کرنے کے لئے اب وہ آخری انتہا تک چلنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

عمران اور صفدر چند ہی لمحوں میں میک اپ سے فارغ ہو گئے عمران نے ایک الماری سے مخصوص انداز کے چند بم نکلے اور انہیں صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر نے انہیں مختلف جیبوں میں علیحدہ علیحدہ کر کے رکھا۔

اور پھر وہ کمرے سے نکل کر برآمدے کی طرف بڑھنے لگے عمران یوں محتاط تھا جیسے انہیں کوئی دیکھ رہا ہو۔ لیکن صفدر نے کوئی سوال پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ کیونکہ وہ عمران کی عادت اور طبیعت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کام کے وقت عمران اپنے سائے سے بھی بدکنے کا عادی ہے۔

برآمدے میں پہنچ کر عمران بجائے پورچ کی طرف بڑھنے کے سائیڈ کے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ یہ کمرہ جب سے صفدر یہاں آیا تھا۔ بند پڑا ہوا تھا۔ اس نے کبھی کھول کر اندر سے دیکھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی۔ اس کوٹھی کو عارضی طور پر عمران نے ہی کرایہ پر

حاصل کیا تھا۔ دروازہ کھول کر وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو صفدر نے دیکھا کہ کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے خالی تھا۔ البتہ اس کے فرش پر ایک دری سی بچھی ہوئی تھی۔ عمران نے جلدی سے دری کا ایک کونا پلٹا۔ اور پھر اس نے فرش کی ایک اینٹ کو ایک کونے کی طرف سے زور سے دبایا دوسرے لمحے اینٹ ایک سائیڈ پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ عمران نے خلا میں ہاتھ ڈالا اور ہاتھ کو تیزی سے دائیں بائیں گھمایا۔ اور پھر ہاتھ باہر نکال کر اینٹ کو واپس دبا کر اپنی پرانی جگہ پر فٹ کر دیا۔

اس کے بعد اس نے دری کو برابر کیا اور صفدر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے سے باہر واپس برآمدے میں نکل آیا۔ برآمدہ کراس کر کے وہ دوسری سمت میں بنے ہوئے اسی جیسے کمرے کی طرف بڑھا۔ اس کا دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئے صفدر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کمرے کا فرش ایک جگہ سے ہٹا ہوا تھا اور نیچے سیڑھیاں اترتی جا رہی تھیں وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک پتلی سی سرنگ کے آغاز پر ہوا۔ سرنگ درحقیقت ایک زیر زمین دوز نالہ کی شکل میں تھی۔ جو شاید مدتوں سے خشک پڑا ہوا تھا۔ پرانی اور سیم زدہ اینٹیں ابھی تک دکھائی دے رہی تھی۔

سرنگ میں موٹے موٹے چوہے ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے تھے اور اندھیرے میں ان کی آنکھیں ہیروں کی طرح چمک رہی تھیں۔

"آپ نے یہ کوٹھی اسی سرنگ کی وجہ سے لی تھی"۔

صفدر نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں سڈنی میں میرے چند دوست ہیں جن کا تعلق زیر زمین دنیا

سے ہے وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ایسی کوٹھیاں پسند کرتا ہوں جہاں سے میں خفیہ طور پر نکل کر بھاگ سکوں"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب اس طرح بھاگنے کی کیا ضرورت تھی۔ کرنل فریدی نے ہماری نگرانی کر کے کیا لینا تھا"۔ ——— صفدر نے کہا۔

"تو تم اب تک یہی سوچ رہے ہو کہ میں کرنل فریدی اور اس کے آدمیوں کے ڈر سے فرار ہو رہا ہوں ——— نہیں میرے صفدر یار جنگ بہادر تم مجھے بہادر آدمیوں کے ساتھ ڈرپوک لگتا ہے۔ دراصل سڈنی میں قرضہ بہت ہو گیا ہے اور قرض خواہوں نے کوٹھی سے باہر مورچے لگا رکھے ہیں۔ قرض والے ایسے حملہ آور ہوتے ہیں۔ کہ جن کے سامنے صفدر یار جنگ بہادر کی بہادری بھی کام نہیں آتی"۔ ——— عمران نے جواب دیا اور صفدر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ اس کی ہنسی کی بازگشت اس طویل نالہ میں کافی دیر تک گونجتی رہی ——— "اس شیطان کی آنت کا کہیں اختتام بھی ہوگا"۔

صفدر نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

"ہاں شاید ہم چاند تک پہنچ ہی جائیں"۔ ——— عمران نے جواب دیا تھوڑی ہی قدموں کے بعد ان کے سامنے دیوار آگئی۔ یہ دیوار سیمنٹ کی بنی ہوئی تھی ——— عمران اس دیوار کے پاس جا کر رکا اور پھر اس نے دیوار کے حصے کو مخصوص انداز میں تھپتھپایا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر تھپتھپایا۔ اور اس بار ہٹ کر پہلی جگہ سے دو قدم دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے کھڑے ہوتے ہی سائیڈ کی ایک دیوار سرسراہٹ سے کھلتی چلی گئی

اب وہاں اوپر جاتی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ اور وہ دونوں سیڑھیاں چڑھتے اوپر چلے گئے۔ اختتام پہ ایک لکڑی کا بڑا سا تختہ موجود تھا۔ عمران نے تختے کو ایک طرف سے ہٹایا اور پھر باہر نکل گیا۔ صفدر نے بھی اس کی پیروی کی اور جب وہ باہر نکلا تو حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹنے لگیں۔ وہ سنڈی کے جنرل پارک کے گھنے حصے میں موجود تھے۔ پارک میں بے شمار لوگ گھومتے پھر رہے تھے۔ لیکن چونکہ اس طرف چھوٹے پودوں کی نرسریاں تھیں اس لئے اس طرف کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"بہت خوب بہت خوبصورت انتظام ہے"۔

صفدر نے بے اختیار کہا۔ عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلا دینے پر ہی اکتفا کیا۔

پارک میں سے ہوتے ہوئے وہ جلد ہی بڑی سڑک پر پہنچ گئے اور تھوڑی دیر بعد ایک ٹیکسی انہیں لئے ہوئے خاص تیز رفتاری سے ہوٹل سکی وے کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔

سکی وے سے تھوڑا فاصلے پہلے ہی عمران نے ٹیکسی رکوائی اور ڈرائیور کو کرایہ دے کر چلتا کرنے کے بعد وہ صفدر سے مخاطب ہوا۔

"صفدر تم ہوٹل کے عقبی دروازے سے اندر داخل ہونے کی کوشش کرو۔ میں سامنے کے رخ سے جاتا ہوں۔ ہم نے اس کے مالک کے کمرے میں اکٹھا داخل ہونا ہے تاکہ اس سے وہ ہیرا حاصل کیا جا سکے"۔

عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔ ——— صفدر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے سڑک کراس کر کے سڑک کی دوسری جانب سے آگے بڑھنے لگا۔ عمران اسی طرف سے آگے کو بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ مگر ذرا دور جانے کے بعد وہ اچانک ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ پولیس گاڑیوں کے تیز ہارنوں سے اچانک ماحول گونج اٹھا اور پھر انہوں نے سکی وے سے لوگوں کو افراتفری کے عالم میں باہر کی طرف بھاگتے اور اس میں سے گہرے دھوئیں کی لپٹیں باہر نکلتی دیکھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس ہوٹل کو آگ لگ گئی ہو۔

پولیس تیزی سے ہوٹل کو گھیرے میں لے رہی تھی۔

عمران نے اچانک ایک بے تحاشا بھاگتے ہوئے آدمی کو بازو سے پکڑ کر روک لیا۔

"ارے کیا مصیبت آ گئی ہے کیا بیوی سے اس طرح ڈر کر بھاگتے ہیں کچھ بہادر بنو"۔ ——— عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"میں بیوی سے ڈر کر نہیں بھاگ رہا"۔

بھاگنے والے نے اپنا بازو ایک جھٹکے سے چھڑاتے ہوئے جھنجھلائے لہجے میں کہا

"تو پھر ساس سے بھاگ رہے ہو گے۔ بھائی میرا والا نسخہ استعمال کرو پھر تمہیں اس طرح بھاگنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی"۔

عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اچھا وہ کیا نسخہ ہے"۔ ——— ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے شاید اب بھاگنے کا ارادہ موقوف کر دیا تھا۔ کیونکہ اس وقت تو وہ بے تحاشا ایک جوش میں بھاگا جا رہا تھا۔ مگر اب عمران کے روکنے سے اسے بھی احساس ہو گیا تھا۔ کہ واقعی اس طرح بھاگنا حماقت ہے۔ اور ویسے بھی اب وہ سکی وے سے خاصے فاصلے پر آ گیا تھا۔

"بتا دوں نسخہ ایسے مفت میں ارے بابا بڑا اکسیری نسخہ ہے۔

سانس سے بچنے کا۔ ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جاتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اب بتاؤ بھی سہی کیا نسخہ ہے"۔ ——— اس آدمی نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"نسخہ یہ ہے کہ شادی ہی کرو۔ کنواروں کی سانسیں نہیں ہوتیں"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور وہ آدمی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تم بڑے دلچسپ آدمی ہو"۔ ——— اس آدمی نے ہنستے ہوئے کہا

"مگر اس ہوٹل سے دھواں کیوں اٹھ رہا ہے۔ کیا یہاں دھواں نکالنے کے لئے چمنیاں نہیں بنائی جاتیں"۔ ——— عمران نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہوٹل پر حملہ ہو گیا ہے۔ ایشیائیوں کا حملہ۔ اس آدمی نے غور سے ہوٹل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایشیائیوں کا حملہ ——— کیا یہ بھی مکڑیوں کی کوئی قسم ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں مطلب ہے ایشیا کے رہنے والے ——— تفصیل سے تو مجھے معلوم نہیں۔ میں ہال میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک ایشیائی کو جو خاصا سڈول جسم کا آدمی تھا دو تین مسلح افراد دھکیلتے ہوئے اندر آئے اور اسے کرلش کے دفتر میں لے گئے جو دوسری منزل پر ہے اور اگر تم سڈنی کے رہنے والے ہو تو تمہیں پتہ ہو گا کہ کرلش بڑا خوفناک مجرم ہے۔ بہرحال اس آدمی کے جانے کے چند لمحوں بعد ایک زور دھماکہ ہوا یوں معلوم ہوا۔ جیسے کوئی شخص بلندی سے کودا ہو۔ اور تم حیران ہو گے

کہ وہ وہی ایشیائی تھا جو اندرونی گیلری پر آ گرا تھا۔ اور اس نے وہاں سے ہال میں چھلانگ لگائی اور لوگوں کے اوپر گر کر دو تین کو ڈھیر کر کے بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوڑتا ہوا عقبی دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ کیا بات ہے انتہائی جی دار اور غضب کا پھرتیلا آدمی تھا۔ بجلی تھا بجلی۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنا پھرتیلا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ اسی لمحے وہ لوگ جو ایشیائی کو اوپر لے گئے تھے۔ دوڑتے ہوئے ہال میں آئے اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھے کہ اچانک بہت سے ایشیائی اندر داخل ہوئے اور انہوں نے ان مسلح افراد کو فائر کر کے وہیں ڈھیر کر دیا۔ دو تین اور افراد کو بھی انہوں نے فائر کر کے گرایا۔ ان کی رہنمائی ایک دیو قامت لیکن خوبصورت جسم کا مالک ایک ایشیائی کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی درمیانے قد کا نوجوان تھا۔ اس کے ساتھی تو ہال میں پھیلتے چلے گئے۔ البتہ وہ دونوں اوپر کرلش کے دفتر میں چلے گئے۔ ——— پھر اوپر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دونوں تیزی سے نیچے اترے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بم مارنے کا حکم دیا اور خود وہ دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے ساتھی سمٹ کر دروازے کی طرف بڑھے اور انہوں نے جیب سے چار پانچ بم نکال کر ہال میں مارے۔ جس سے گہرا دھواں ہال میں پھیلتا چلا گیا اور وہ سب بھاگ گئے۔ اس کے بعد ظاہر ہے ہال میں بھگدڑ سی مچ گئی۔ میں بھی وہیں سے بھاگتا ہوا آ رہا تھا"۔

اس آدمی نے تیز تیز لہجے میں ساری تفصیل بتا دی۔

"اس پہلے ایشیائی کا حلیہ کیا تھا"۔ ——— عمران نے پوچھا۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" ——— اس آدمی نے چونک کر پوچھا۔

"جو قد و قامت تم بتا رہے ہو۔ اسی قد و قامت کا ایک ایشیائی میرا ہونے والا سالا ہے۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اگر وہ واقعی ایسا ہے اور میرا سالا ہے تو میں ابھی سے شادی سے بھاگ جاؤں۔ ظاہر ہے اس کی بہن بھی اتنی ہی پھرتیلی ہوگی۔ وہ مجھے گھنی بلکہ چوگھنی کا ناچ نچادے گی"

عمران نے جواب دیا ——— اور اس آدمی نے ہنس کر جو حلیہ بتایا وہ سو فیصد ٹائیگر کا تھا۔ اس کے بعد عمران نے اس طویل القامت کا حلیہ پوچھا تو اسے یقین ہوگیا کہ وہ کرنل فریدی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

"اچھا شکریہ ——— ویسے میرے والا نسخہ یاد رکھنا"

عمران نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ سڑک کی دوسری طرف صفدر ابھی ایک کونے میں رکا ہوا تھا۔ وہ شاید عمران سے موجودہ صورت حال کی وجہ سے مزید ہدایات لینا چاہتا تھا۔

عمران نے صفدر کو مخصوص اشارہ کیا اور پھر واپس پلٹ پڑا۔ ایک کراسنگ پر صفدر بھی سڑک پار کر کے اس سے آن ملا۔

"ہوٹل پر ہم سے پہلے کرنل فریدی نے چھاپہ مارا۔ حالانکہ کرنل فریدی کو اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہونا چاہیئے"

عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ہونا تو نہیں چاہیئے" ——— صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"اس کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ کرنل فریدی کا آدمی بھی ٹائیگر کے ساتھ ہی نگرانی پر موجود تھا۔ بہر حال اب ٹائیگر سے ملنے کے بعد ہی اصل صورت حال سامنے آ سکتی ہے" ——— عمران

نے کہا اور اگلے چوک پر پہنچ کر اس نے ایک خالی ٹیکسی انگیج کی اور اسے ٹائیگر کے ہوٹل چلنے کے لئے کہا۔

عمران کو یقین تھا کہ ٹائیگر ہدایات کے مطابق سیدھا اپنے ہوٹل ہی پہنچا ہوگا۔

"تو کیا کرنل وہ ہیرلے اڑا ہوگا"

صفدر نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔ میں پہلے ٹائیگر سے مل کر صورت حال کا جائزہ لینا چاہتا ہوں"

عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور صفدر سر ہلا کر خاموش ہو گیا ——— ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

ٹائیگر عمران کو کال کرنے کے بعد ایک بار پھر ہوٹل کے اندر گھس گیا۔ اسے بڑی بے چینی سی محسوس ہو رہی تھی۔ کہ ہیرا اس کی آنکھوں کے سامنے اچک لیا گیا۔ اور پھر اس نے عمران کے آنے سے پہلے خود ہیرا حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ وہ تیزی سے اس گیلری کی طرف بڑھنے لگا۔ جدھر سے کرٹش کے دفتر کو راستہ جاتا تھا۔ لیکن یہ راستہ عقبی سمت سے تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ عقبی راستے سے بغیر کسی کی نظروں میں آئے کرٹس کے دفتر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تو پھر کرٹس سے ہیرا لے کر ہی واپس آئے گا۔ ——— لیکن ابھی اس نے راہداری میں چند قدم اٹھائے تھے کہ اچانک اسے دونوں اطراف سے مشین گنوں کی زد میں لے لیا گیا۔ یہ تین افراد تھے۔ اور ان کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ ٹائیگر پر گولی چلانے سے باز نہ آئیں گے۔

"تم ڈاگ گینگ کے متعلق معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہو اور اب تم باس کے دفتر میں گھسنا چاہتے ہو"۔ ——— ایک مسلح شخص

نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں ——— مجھے کیا ضرورت ہے۔ ڈاگ گینگ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی ہیں تو خود ڈاگ گینگ کا عہدیدار ہوں"۔

ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہمیں معلوم ہے تم جتنے بڑے عہدیدار ہو۔ ان میں سے ایک نے ٹریگر پر انگلی دباتے ہوئے بڑے زہر خند لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو ——— اسے ابھی گولی نہ مارو۔ باس کے پاس اسے پیش کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد جیسے وہ حکم دے"۔ ——— پہلے آدمی نے کہا۔ اور پھر وہ اسے دھکیلتے ہوئے آگے لے جاتے گئے۔ ——— ٹائیگر نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔ کیونکہ وہ خود یہی چاہتا تھا۔ کہ کسی طرح کرٹش کے دفتر میں پہنچ جائے۔

اور پھر جیسے ہی وہ کرٹش کے دفتر میں پہنچا۔ اس نے ہیرا کرٹس کے سامنے میز پر پڑا ——— ہوا دیکھا۔ جیسے ٹائیگر کے سامنے کرٹس نے اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔ اور ٹائیگر نے فوراً ہی اسے حاصل کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا۔ دروازے پر تو اس کے پیچھے تین مسلح افراد موجود تھے۔ اس لئے وہ ہیرا حاصل کرنے کے بعد دروازے سے تو باہر نہ جا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے اس کھلی کھڑکی کو ذہن میں رکھ لیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ کھڑکی ہال کے اوپر بنی ہوئی گیلری میں کھلتی ہے۔ اور پھر کرٹس نے اس کے کام میں اور بھی آسانی پیدا کر دی۔ کہ وہ کرسی سے اٹھ کر ٹائیگر کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ وہ اتنا بھاری بھر کم تھا کہ ٹائیگر کو معلوم تھا۔ کہ اگر وہ ایک بار گر پڑا تو پھر اس کا اٹھنا آسان نہ رہے گا ریوالور

چونکہ مسلح افراد نے پہلے ہی اس کی جیب سے نکال لیا تھا۔ اس لئے اس نے خالی ہاتھوں سے ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر وہی ہوا۔ وہ اچانک بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور کرٹس کی اسی سائیڈ سے نکلتا ہوا جس سائیڈ کی جیب میں اس نے ہیرا ڈالا تھا۔ اس کی پشت پہ آ گیا۔ اسی دوران اس نے ماہر جیب کتروں کے انداز میں کرٹس کی پھولی ہوئی جیب میں ہاتھ ڈال کر نہ صرف ہیرا نکال لیا تھا۔ بلکہ وہ اسے اپنی جیب میں بھی منتقل کر چکا تھا۔ اس کے انداز میں اتنی تیزی پھرتی اور مہارت تھی کہ دوسرے تو ایک طرف کرٹس کو خود بھی اس بات کا احساس نہ ہو سکا۔ کہ ہیرا اس کی جیب سے نکل چکا ہے۔ کرٹس کی پشت پر آتے ہی اس نے کرٹس کو زور سے ان مسلح افراد پر دھکیلا اور پھر تابڑ توڑ کولات کی بھرپور ضرب لگا کر نیچے گراتے ہوئے وہ تقریباً اڑتا ہوا کھڑکی کراس کر کے گیلری میں آ گرا۔ —— نیچے گرتے ہی اس نے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے اس نے کسی پرندے کی طرح نیچے ہال میں چھلانگ لگا دی۔ اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو نیچے بیٹھے ہوئے افراد پر گرایا تھا۔ تاکہ اسے چوٹ نہ لگے۔ —— اور ہوا بھی یہی اس کے نیچے دبنے والوں کی چیخیں ابھی ہال میں گونج ہی رہی تھیں کہ وہ اچھل کر برق رفتاری سے دوڑتا ہوا قریبی عقبی دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ عقبی دروازے سے نکل کر بے تحاشا دوڑتا ہوا وہ سڑک پر آیا۔ —— اور سڑک کراس کر کے وہ ایک پتلی سی گلی میں دوڑتا چلا گیا۔ —— یہ گلی آگے سے بند تھی اور اس بات کا ٹائیگر کو بھی علم تھا۔ لیکن ٹائیگر نے جان بوجھ کر اس کا انتخاب کیا تھا۔ کیونکہ اس دیوار کے عقب میں سڈنی کا مشہور نیشنل باغ تھا۔

دیوار کے قریب پہنچتے ہی ٹائیگر فضا میں اچھلا اور پھر دیوار پر چڑھتے ہوئے وہ دوسری طرف نیشنل باغ میں کود گیا۔ —— اس باغ میں قدیم زمانے کے درختوں کو قائم رکھا گیا تھا۔ اس لئے یہاں گھنے اور پرانے درختوں کی بہتات تھی، جو —— بے حد بلند تھے۔ ٹائیگر نیچے کودتے ہی آگے بڑھا اور پھر اس نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھ کر ایک درخت کو منتخب کیا اور تیزی سے اس گھنے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ —— وہ جلد از جلد اس کے گھنے پتوں میں چھپ جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈراگ گینگ کے افراد شکاری کتوں کی طرح اس کی تلاش میں اس علاقے میں پھیل جائیں گے۔ —— اس نے کسی ٹیکسی میں سوار ہونے کی بجائے اس بات کا فیصلہ کیا کہ وہ اس درخت پر چھپ کر عمران کو ٹرانسمیٹر پہ اطلاع دے گا۔ اور پھر عمران کو یہاں بلا کر ہیرا اس کے حوالے کر دے گا اور اس طرح اس کے اندازے کے مطابق ہیرا محفوظ ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔

ایک مخصوص جگہ پر پہنچنے کے بعد وہ پتوں کے درمیان اس طرح چھپ کر بیٹھ گیا۔ کہ خاص طور پر دیکھنے کے سوا اسے سرسری طور پر بھی نہ دیکھا جا سکے۔ اور پھر اس نے سب سے پہلے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ہیرا باہر نکال لیا۔ اور اسے دیکھنے لگا۔ وہ اس بات کی تسلی کر لینا چاہتا تھا۔ کہ واقعی ہیرا اس کی جیب میں ہے یا نہیں۔ کہ اچانک اسے اپنے سر پر تیز پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چونکتا۔ اچانک اس کے ہاتھ پر ضرب سی پڑی اور دوسرے لمحے ہیرا اس کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا۔ —— ٹائیگر اس دھکے سے

نیچے گرتے گرتے بچا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے دیکھا کہ ایک بڑا سا پرندہ جو سنہرے رنگ کا تھا۔ اس کے ہاتھ سے ہیرا چھین کر درخت کے نیچے سے پرواز کرتا ہوا آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا گیا۔ ہیرا اس کے مضبوط پنجوں میں دبا ہوا تھا۔ ٹائیگر اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ گولڈن ایگل ہے جو ہیروں کا فطری طور پر رسیا ہوتا ہے اور یا تو پرانے درختوں یا پھر پہاڑوں کی غاروں میں رہتا ہے۔ اب یہ ٹائیگر کی بدقسمتی تھی کہ اسے اس بات کا تصور تک نہ تھا کہ اس درخت پر گولڈن ایگل بھی موجود ہوگا ورنہ وہ ہیرا کبھی جیب سے باہر نہ نکالتا۔ گولڈن ایگل جیسے ہی اس کی نظروں سے غائب ہوا ٹائیگر تیزی سے درخت کی چوٹی کی طرف چڑھتا چلا گیا۔ درخت کی بلندی کافی سے زیادہ تھی اور ٹائیگر جلد از جلد اس کی چوٹی پر پہنچ کر اس گولڈن ایگل کو دیکھنا چاہتا تھا ——— اس کی جیب میں کوئی ہتھیار بھی نہ تھا۔ کہ وہ اس کی مدد سے ہی اس گولڈن ایگل کو باغ کے دائرے کے اندر ہی گرا لیتا بہرحال بندر کی سی تیزی سے وہ درخت پر چڑھتا ہوا اس کی چوٹی تک پہنچ گیا۔ اور پھر اس کی نظریں آسمان پر جیسے جم سی گئیں اور پھر اسے آسمان کی انتہائی بلندیوں پر سورج کی روشنی میں چمکتا ہوا گولڈن ایگل نظر آگیا۔ جو آسمان پر ایک دائرے کی صورت میں پرواز کر رہا تھا۔ شاید وہ ہیرا ملنے کی خوشی میں مست ہو کر رقص کر رہا تھا۔ ——— لیکن اس کا یہ رقص ٹائیگر کو پاگل کئے جا رہا تھا۔ ——— اس کا بس نہ چل رہا تھا۔ کہ کسی طرح اڑ کر اس پرندے تک پہنچے اور اس کی گردن مروڑ کر اس سے وہ دنیا کا نایاب ترین ہیرا چھین لے۔ لیکن وہ بے بس تھا ——— مجبور تھا۔ صرف

دیکھ سکتا تھا۔ دانت پیس سکتا ہے۔ اور اس کا کچھ بگاڑ نہ سکتا تھا۔ پرندے کے دونوں پنجے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ جس سے صاف ظاہر تھا۔ کہ وہ ہیرا ابھی تک اس کے پنجوں میں موجود تھے۔ اب وہ اس لمحے کو پچھتا رہا تھا جب اس نے اس درخت پر چڑھنے کا فیصلہ کیا تھا یا اس باغ میں چھپنے کا سوچا تھا۔ یا پھر جیب سے ہیرا نکالا تھا۔ لیکن اب گزرے ہوئے وقت کو تو واپس نہ لوٹایا جا سکتا تھا۔ ——— اس کی نظریں اس گولڈن ایگل پر جمی ہوئی تھیں۔ درخت کی بے پناہ بلندی کی وجہ سے اُسے پورا سڈنی اپنے نیچے نظر آرہا تھا۔ ——— اور پھر اس نے گولڈن ایگل کو ایک جھٹکے سے سڈنی کے شمالی ساحل کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ سڈنی کے شمال میں ویران اور خشک پہاڑیوں کا سلسلہ موجود تھا۔ جس کے پار سمندر تھا۔ دنیا کا خطرناک ترین سمندر جس میں جہاز رانی تو ایک طرف کشتی رانی بھی ناممکن تھی۔ کیونکہ سمندر میں جگہ جگہ پہاڑی چٹانیں چھپی ہوئی تھیں اور ان کا سلسلہ اس قدر دور تک پھیلا ہوا تھا۔ کہ اس طرف کشتی ایک لمحے میں سمندر میں چھپی ہوئی چٹان کے ساتھ ٹکرا کر پرزے پرزے ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ یہ پہاڑیاں اور سمندری علاقہ بالکل ویران اور سنسان رہتا تھا۔

گولڈن ایگل انہی پہاڑیوں کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اس کا سنہری رنگ دھوپ میں چمک رہا تھا۔ اور وہ خود بھی کسی ہیرے کی طرح دمک رہا تھا اور پھر ٹائیگر کے دیکھتے دیکھتے وہ اس سلسلہ کی سب سے اونچی چوٹی پر اترا اور دوسرے لمحے چوٹی کے قریب ایک غار میں غائب ہو گیا۔ ٹائیگر درخت کی چوٹی پر بیٹھا اس غار کو دیکھتا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد پرندہ غار سے نمودار ہوا اور ایک بار پھر ہوا میں اڑتا چلا گیا۔ اس بار

اس کے دونوں پنجے کھلے ہوئے تھے۔ اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہ غار اس کی رہائش گاہ ہے اور وہ ہیرا اپنی رہائش گاہ میں رکھ کر واپس نکل آیا ہے۔ ٹائیگر نے پہلی بار اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ بہرحال اس نے وہ جگہ دیکھ لی تھی جہاں ہیرا موجود تھا۔ اب وہ شکر کر رہا تھا۔ کہ دن کا وقت تھا۔ اس لئے اس نے وہ لوکیشن چیک کر لی۔ اگر رات ہوتی تو پھر ظاہر ہے ہیرا گیا تھا۔

لوکیشن کو چیک کرنے کے بعد وہ تیزی سے نیچے اترنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کی نظریں قریب ہی موجود سکی وے ہوٹل پر جم گئیں۔ اس نے اس کے گرد پولیس ہی پولیس پھیلی ہوئی دیکھی۔ ہوٹل کی عمارت سے ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا۔ اب اسے احساس ہو رہا تھا۔ کہ جب اس کی نظریں پرندے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس وقت اس کے کانوں میں پولیس سائرن کی آوازیں گونجی تھیں۔ لیکن اسے اس کا شعوری طور پر احساس نہ ہوا تھا۔ کیونکہ اس کی تمام تر حسیات کا مرکز وہی گولڈن ایگل ہی تھا۔ وہ حیران تھا کہ سکی وے ہوٹل کے گرد پولیس کا محاصرہ اور ہوٹل سے دھوئیں کے نکلنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر اس نے کاندھے جھٹکے اور نیچے اترنے لگا۔ اب نیچے اترتے وقت اسے احساس ہو رہا تھا۔ کہ وہ کتنی پتلی اور کمزور ٹہنیوں پر چڑھ گیا تھا۔ جو کسی بھی لمحے ٹوٹ سکتی تھیں اور اتنی بلندی سے گرنے کے بعد ظاہر ہے اس کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہتی۔ اس وقت تو جوش میں وہ چڑھ گیا تھا۔ لیکن اب نیچے اترتے وقت اسے احساس ہو رہا تھا۔ کہ جوش میں انسان کہاں کہاں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں شعوری حالت میں وہ جانے کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ بہرحال وہ احتیاط سے نیچے اترتا رہا جب وہ درخت کے محفوظ حصے میں پہنچ گیا تو اس نے اطمینان کا سانس

لیا اور پھر اس نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دو تین بار دبایا۔ آخری بار جیسے ہی ونڈ بٹن کو دبایا گیا۔ تو گھڑی پر سرخ رنگ کا ایک نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو —— ہیلو —— ٹائیگر کالنگ عمران اوور" —— ٹائیگر نے گھڑی کے ڈائل کو منہ کے پاس لے آتے ہوئے دھیمے لہجے میں بار بار یہ فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد نقطہ سبز ہو گیا۔

"یس عمران سپیکنگ اوور" —— دوسری طرف سے عمران کی دھیمی سی آواز سنائی دی۔

"سر میں نے کرش سے وہ ہیرا حاصل کر لیا تھا۔ مگر وہ میرے ہاتھ سے نکل گیا ہے اوور" —— ٹائیگر نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو —— وضاحت سے بات کرو اوور"

دوسری طرف سے عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

اور ٹائیگر نے کرش کے کمرے میں پہنچنے اور وہاں سے ہیرا حاصل کرنے کے بعد درخت پر چڑھنے اور پھر گولڈن ایگل کے ہیرے جھپٹ لینے اور پہاڑی سلسلے میں اپنی غار میں چھپانے تک کی تمام تفصیل بتا دی

"اوہ یہ تو بہت برا ہوا۔ گولڈن ایگل ہمیشہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں تک پہنچنا ناممکن ہوتا ہے۔ بہرحال ہمیں وہاں پہنچنا ہوگا اوور"

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اب میرے لئے کیا حکم ہے اوور"

ٹائیگر نے دبے دبے لہجے میں پوچھا۔

"میرا دل تو یہی کہہ رہا ہے کہ تمہیں اس درخت کی چوٹی سے نیچے چھلانگ

لگانے کا حکم دے دوں۔ لیکن بہرحال اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے گولڈن اینگل وہ ہیرا دیکھ لینے کے بعد کسی قیمت پر اسے نہ چھوڑتا چاہے اسے تمہاری آنکھیں ہی کیوں نہ نکالنی پڑتیں۔ تم ایسا کرو کہ وہاں سے سیدھے اس پہاڑی تک پہنچو۔ میں اور صفدر بھی پہاڑی پر چڑھنے کے ضروری انتظامات کر کے وہاں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد گولڈن اینگل سے بھی دو دو ہاتھ کر لیں گے۔ ——— بہرحال وہ ہیرا ہم نے حاصل کرنا ہے اوور"۔ ——— عمران نے جواب دیا۔

"بہتر جناب اوور"۔ ——— ٹائیگر نے ندامت بھرے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل سن کر اس نے ونڈ بٹن دبا کر ٹرانسیٹر آف کیا اور پھر تیزی سے درخت سے نیچے اترنے میں مصروف ہو گیا۔

کرنل فریدی کے چہرے پر زبردست جھلاہٹ تھی۔ کیپٹن حمید کو یوں لگا جیسے وہ ابھی نمبر سکس کا اپنے دونوں ہاتھوں سے گلا دبا دے گا۔ لیکن جلد ہی کرنل فریدی نے اپنے آپ پر قابو پا لیا۔

"تمہارا قصور نہیں ہے نمبر سکس ——— وہ عمران ہے ہی ایسا"۔ کرنل فریدی نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"مگر سر میں سخت حیران ہوں کہ آخر وہ نکل کر گئے کہاں سے میرے آدمیوں نے اس عمارت کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ یہاں سے چڑیا کا بچہ بھی اڑ کر باہر نہیں گیا"۔

سامنے کھڑے ہوئے نمبر سکس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ——— "اس نے ضرور ایسے مواقع کے لئے کوئی نہ کوئی خفیہ راستہ بنا رکھا ہو گا۔ بہرحال وہ کہاں جا سکتا ہے آخر اس نے واپس یہیں آنا ہے تم ایسا کرو کہ باہر ٹھہرو اور اگر وہ بیرونی راستے سے آئے تو بس مجھے ٹرانسیٹر پر اطلاع کر دینا"۔ ——— کرنل فریدی نے نمبر سکس سے کہا اور

نبر سکس سر ہلاتا ہوا باہر نکلتا چلا گیا۔

"اس بار شاید وہ یہاں نہ آئے۔ کیونکہ پہلے بھی ہم نے اسے مکان میں گھیرا تھا"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے نبر سکس کے باہر جاتے ہی کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے سوا اس کا اور ٹھکانہ بھی ہمارے علم میں نہیں ہے۔ بہرحال کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا"۔

کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ تیزی سے اٹھ کر کمرے میں موجود الماریوں کی تلاشی لینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک الماری کے خفیہ خانے سے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر برآمد کر ہی لیا۔ اس نے وہ ٹرانسمیٹر اٹھا کر کرسیوں کے درمیان رکھی ہوئی میز پہ رکھا اور پھر غور سے اس پر فریکوینسی کو چیک کرنے لگا وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

کرنل فریدی نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کیپٹن حمید کو خاموش رہنے کی ہدایت کی اور خود بھی سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں ٹرانسمیٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ اُسے خیال تھا کہ شاید ٹائیگر ایک بار پھر عمران سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرے اور اس طرح اسے نہ صرف ہیرے کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ بلکہ اس طرح وہ ٹائیگر اور عمران کے ٹھکانوں کو بھی تلاش کر لے گا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ بعد اسکا خیال درست ثابت ہوا اور اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی ۔۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید بھی چونک کر سیدھا ہو گیا تھا۔ اس

کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"ہیلو ۔۔۔۔ ٹائیگر ۔۔۔۔ کالنگ عمران اوور"۔

ٹرانسمیٹر سے بار بار یہ فقرہ دوہرایا جا رہا تھا۔

"یس عمران سپیکنگ"۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد عمران کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"سر میں نے کرٹس سے وہ ہیرا حاصل کر لیا تھا۔ مگر وہ میرے ہاتھ سے نکل گیا ہے اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی ٹائیگر کی بات سن کر ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ وضاحت سے بات کرو۔ اوور"۔

عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

اور پھر ٹائیگر نے ہوٹل میں داخل ہونے کرٹس کی جیب سے ہیرا نکال کر ہوٹل سے نکلنے اور نیشنل باغ کے درخت پر چڑھنے اور وہاں سے گولڈن ایگل کے ہیرا اچک لے جانے سے لے کر اس پہاڑی کا بھی تفصیل سے ذکر کیا جس کی چوٹی پر موجود غار میں گولڈن ایگل نے وہ ہیرا رکھا ہے۔ کرنل فریدی غور سے ساری باتیں سنتا رہا۔

"اور یہ تو بہت برا ہوا۔ گولڈن ایگل ہمیشہ ایسی جگہ رہتا ہے جہاں تک پہنچنا ناممکن ہوتا ہے۔ بہرحال ہمیں وہاں پہنچنا ہو گا اوور"۔

عمران کی آواز سنائی دی۔

اور اس کے بعد وہ ٹائیگر اور عمران کی باتیں سنتا رہا۔ جب عمران نے ٹائیگر کو وہاں پہنچنے کا حکم دیا۔ اور بات چیت ختم ہو گئی۔ تو کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور اسے اٹھا کر

واپس اسی الماری میں رکھ دیا۔ جہاں سے اس نے اسے اٹھایا تھا۔

"آؤ حمید اب ایک نئی طرح کی جنگ شروع ہو گئی ہے۔ ہیرا اب ایسی جگہ پہنچ چکا ہے۔ جہاں سے اسے نکالنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ بہر حال دیکھو کیا ہوتا ہے"۔

کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکل آئے۔

کرنل فریدی نے نمبر سکس کو بلا کر وہاں سے اپنے آدمیوں کو ہٹانے کی ہدایات دیں اور پھر انہیں فوری طور پر اس پہاڑی کو اس انداز میں گھیرنے کا حکم دیا کہ ٹائیگر عمران اور صفدر جب وہاں پہنچیں تو وہ انہیں چیک نہ کر سکیں ——— اس کے بعد کرنل فریدی اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے ——— کیا آپ کوہ پیمائی کریں گے"۔

کیپٹن حمید نے کار کے آگے بڑھتے ہی کہا۔

"اس بات کا تو پہاڑی کو دیکھنے کے بعد ہی فیصلہ ہو گا۔ بہر حال کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا"۔

کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہ کریں کہ ہم چھپ کر تماشا دیکھیں اگر عمران وہ ہیرا حاصل کر لیتا ہے تو پھر ہم اس سے ہیرا آسانی سے حاصل کر لیں گے"۔

کیپٹن حمید نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اب تک تو یہی ہوتا آیا ہے کہ ہم اپنے طور پر کام کرنے کی بجائے بس عمران کا ہی پیچھا کرتے رہے ہیں ——— لیکن اب میں نے حکمت عملی

بدل دی ہے اب ہمیں خود آگے بڑھنا ہو گا"۔

کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے مارکیٹ میں کار روکی اور ایک سپر سٹور میں گھس گیا۔ ——— اس نے واقعی وہاں سے جدید کوہ پیمائی کا سامان خریدا اور اسے کار میں رکھ کر وہ سٹی کے شمالی حصے میں موجود ان پہاڑیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پہاڑیوں کے دامن میں پہنچ کر اس نے کار ایک بڑی چٹان کی آڑ میں روکی۔ اور پھر اس نے کوہ پیمائی کے سامان کے تھیلے کاندھے پر لاد دیے۔ کار کی ڈگی سے اس نے جدید انداز کی دو مشین گنیں اٹھائیں۔ ایک حمید کو پکڑا کر دوسری اس نے خود اٹھالی۔ ——— اور پھر وہ تیزی سے پہاڑیوں پر چڑھتے چلے گئے۔ ——— پہلی پہاڑی پر پہنچنے کے بعد کرنل فریدی نے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین آنکھوں سے لگائی اور اس پہاڑی کو تلاش کرنے لگا۔ جس کے متعلق ٹائیگر نے بتایا تھا۔ کہ وہاں ہیرا موجود ہے ——— ٹائیگر نے پہاڑی کی جو ظاہری خصوصیات بتائی تھیں وہ اتنی واضح تھیں کہ جلد ہی کرنل فریدی نے نہ صرف اس پہاڑی کو تلاش کر لیا۔ بلکہ اس نے طاقتور دوربین کی مدد سے وہ غار بھی چیک کر لیا۔ جو اس بلند ترین اور انتہائی دشوار گزار پہاڑی کی چوٹی کے بالکل نزدیک تھا۔ ——— کرنل فریدی غور سے اس پہاڑی کو دیکھتا رہا۔ یہ پہاڑی ہر طرف سے دیواروں کی طرح سیدھی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے کسی نے ہر طرف سے تراش کر سیدھا کر دیا ہو۔ وہ اسے غور سے دیکھتا رہا۔ وہ کوئی ایسا رخ دیکھنا چاہتا تھا جہاں سے وہ اس پر چڑھ سکتا ہو۔ لیکن بظاہر کوئی جگہ ایسی نظر نہ آتی تھی

کافی دیر تک اسے دیکھنے کے بعد آخر کار کرنل فریدی نے دوربین

نیچے کرلی۔ اس کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

"اس پر چڑھنا تو ناممکن ہے۔ مگر شاید دوسری طرف سے بات بن جائے!" ——— کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ حمید کو لئے اس پہاڑی کی دوسری طرف بڑھنے لگا۔ وہ اس ویران سے سلسلے میں اونچی نیچی پہاڑیوں کو پھلانگتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل چلنے کے بعد وہ پہاڑی کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جدھر خوفناک سمندر تھا۔ انتہائی خوفناک سمندر جس کی لہریں اس قدر پرشور تھیں۔ کہ وہاں جیسے ہزاروں، لاکھوں شیر ببر دھاڑ رہے ہوں ——— کیپٹن حمید کو بے اختیار جھرجھری سی آگئی۔

"لعنت بھیجو اس منحوس ہیرے پر۔ کس عذاب میں جان پھنسا دی ہے اس نے!" ——— کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہیرے اسی طرح ملتے ہیں برادر!" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس طرف آنے کے بعد اسے قدرے اطمینان ہو گیا تھا۔ کیونکہ پہاڑی کی اس طرف سے کسی حد تک ایسے کٹاؤ موجود تھے۔ جن کی مدد سے وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ سکتا تھا ——— گو یہ حصہ بھی انتہائی خطرناک تھا۔ کیونکہ ذراسی لغزش کا مطلب یقینی موت تھی۔ لیکن کرنل فریدی ہمت ہارنے والے لوگوں میں سے نہ تھا۔ اس نے ایک طرف بیگ رکھے اور پھر انہیں کھول کر ان میں سے کوہ پیمائی کا سامان نکالنے لگا۔

"میں تو اوپر نہیں جاؤں گا۔ چاہے آپ کچھ ہی کہہ لیں!" کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اوپر کون جانتا ہے۔ تم نیچے کی مخلوق ہو نیچے ہی رہو!"

کرنل فریدی نے کوہ پیمائی کا لباس پہنتے ہوئے جواب دیا۔

"پلیز ——— اس چکر کو چھوڑیں۔ یہ سلسلہ بے حد خطرناک ہے۔ مجھے تو آپ کے مزار پر قوالی کرانے کی حسرت بھی دل سے نکالنی پڑے گی یہاں تو مزار بھی نہ ہوگا!"

کیپٹن حمید نے کہا۔

"تم اپنے مزار پر کرا لینا۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا!"

کرنل فریدی نے رسیوں کا گچھا ترتیب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا آپ کی مرضی ——— اگر آپ نے آسمان پر ہی مرنا ہے۔ تو آپ کی مرضی۔ ——— شاید اللہ کے نزدیک مرنے سے موت کچھ زیادہ پرلطف ہو جائے!" ——— کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

وہ کرنل فریدی کی عادت کو اچھی جانتا تھا کہ وہ ایک بار ارادہ کر لے تو پھر اس سے اسے ہٹانا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

اور پھر کرنل فریدی نے چڑھائی کا باقاعدہ آغاز کر دیا اور کیپٹن حمید کا دل خوف سے لرزنے لگا۔ یہ اس کے خیال کے مطابق صریحاً خودکشی تھی۔

کرنل فریدی چھپکلی کی طرح چٹانوں سے چپکا ہوا چیونٹی کی سی رفتار سے اوپر چڑھتا چلا جا رہا تھا۔ ——— اور کیپٹن حمید کی سانس اس کے گلے میں آ کر اٹک گئی تھی۔ کئی بار کرنل فریدی کا پیر پھسلا اور کیپٹن حمید کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ لیکن کرنل فریدی نے حیرت انگیز طور پر اپنے آپ کو بچا لیا تھا ——— واقعی کرنل فریدی ناقابل تسخیر تھا۔ ورنہ اس پہاڑی پر چڑھنے کا تصور کرتے ہی انسان پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا

کرنل فریدی اوپر ہی اوپر رینگتا چلا جا رہا تھا۔ اور کیپٹن حمید کی

نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ کرنل فریدی آدھے سے زیادہ فاصلہ طے کر چکا تھا۔ لیکن ابھی آدھا راستہ باقی تھا۔ جو نیچے سے کہیں زیادہ دشوار تھا۔ ——— لیکن کرنل فریدی ایک لمحے کے لئے بھی نہ رکا۔ اور اوپر چڑھتا چلا گیا۔

جب وہ چوٹی کے قریب پہنچا تو ایک لمحے کے لئے رک گیا۔ اس نے نیچے دیکھتے ہوئے اپنا ہاتھ ہلایا ——— اب وہ ایک بونا نظر آ رہا تھا اور پھر اس نے آخری حصے پر چڑھنا شروع کر دیا۔ ——— مگر اسی لمحے کیپٹن حمید اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ وہ گولڈن ایگل اچانک کہیں سے آ کر کرنل فریدی پر جھپٹا تھا۔ اور ایک بار تو کرنل فریدی اس کی جھپٹ کی وجہ سے ہوا میں لڑکھڑا گیا تھا۔ اگر اس کی رسی ایک کنگورے میں نہ اٹک جاتی تو پھر اس کا بچنا محال تھا۔ غضب ناک پرندہ بار بار کرنل فریدی پر جھپٹ رہا تھا۔ اور کرنل فریدی مؤثر طور پر اپنا دفاع بھی نہ کر رہا تھا۔ اور کسی بھی لمحے اس کے نیچے گرنے کا یقینی خطرہ موجود تھا۔ وہ پرندہ بھی غضب ناک تھا اور کرنل فریدی پر بار بار اس طرح جھپٹ رہا تھا جیسے وہ کرنل فریدی کو گرا کر ہی دم لے گا۔

کیپٹن حمید نے جلدی سے قریب پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور اسے کاندھے سے لگا کر اس نے اس کا رخ اس طرف کر دیا۔ جہاں کرنل فریدی اور اس غضب ناک گولڈن ایگل کے درمیان موت کی خوفناک جنگ جاری تھی۔ پرندے کی جھپٹوں میں اتنی تیزی تھی۔ کہ کیپٹن حمید کے لئے اس پر گولی چلانا ناممکن نظر آ رہا تھا۔ کیونکہ اس طرح گولی کرنل فریدی کو بھی لگ سکتی تھی۔ لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ کرنل

فریدی کو اس غضبناک پرندے کے حملوں سے بچانے کا صرف یہی ایک طریقہ تھا کہ اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ لیکن پرندہ اسے موقع ہی نہ دے رہا تھا۔ کیپٹن حمید سانس روکے کھڑا تھا۔ اور پھر اس نے رسک لینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اب پرندے کے حملوں میں شدت آتی جا رہی تھی۔ اور وہ کسی بھی لمحے کرنل فریدی کو نیچے گرانے میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ اور پھر اس نے ایک موقع دیکھتے ہی ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز گونجی اور پھر کیپٹن حمید کا سانس اچھل کر حلق میں آ گیا۔ اس کا نشانہ خطا گیا تھا۔ پرندہ تو بچ گیا تھا۔ البتہ گولیوں نے کرنل فریدی کی ان رسیوں کو کاٹ ڈالا تھا۔ جن کی مدد سے وہ لٹکا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے پلک جھپکنے میں چٹان کا ایک کنگورہ ہاتھ سے پکڑ لیا تھا۔ اور اس کے سہارے دو ہزار دل فٹ کی بلندی پر لٹکا ہوا تھا۔ پرندہ اوپر اٹھ گیا تھا۔ اور اس نے ایک بار پھر کرنل فریدی پر جھپٹا مارنے کے لئے پر سمیٹے۔ اور کیپٹن حمید نے آنکھیں بند کر لیں۔ اب کرنل فریدی کا بچ جانا ناممکنات میں سے تھا۔ اور کیپٹن حمید دوسری بار غلطی کو دہرانا نہ چاہتا تھا۔ ——— مگر دوسرے لمحے اسے دور آسمان پر پٹاخے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی پرندے کی کربناک چیخ سنائی دی۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ تو حیرت سے اچھل پڑا۔ کیونکہ پرندہ قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے سمندر میں گرتا چلا جا رہا تھا۔ جب کہ کرنل فریدی بدستور اسی طرح ایک ہاتھ سے لٹکا ہوا تھا اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک لمبی نال کا پستول تھا۔ جس میں سے نکلنے والا دھواں اتنی بلندی سے بھی صاف نظر آ رہا تھا۔ کرنل فریدی نے ایک ہاتھ سے لٹکتے ہوئے بھی اپنے دشمن کو مار گرایا تھا۔ لیکن اب کرنل

فریدی کا بیچھے آنا یا اوپر چڑھنا ناممکن تھا. کیونکہ رسیاں کٹ چکی تھیں. ایسے حالات میں بھی اس طرح نہ صرف اپنے آپ کو سنبھالنا. بلکہ اپنے دشمن پر فائر کر کے اسے مار گرانا کرنل فریدی کا ہی کام تھا. کرنل فریدی نے پرندے کے سمندر میں گرتے ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا پستول بھی سمندر کی طرف اچھال دیا اور پھر رسیوں کے بغیر صرف ہاتھوں کی مدد سے اوپر چڑھنے کی کوشش کرنے لگا. لیکن صاف ظاہر تھا. کہ اس طرح اوپر چڑھنا ناممکن ہے. لیکن کرنل فریدی نام ہی ناممکن کو ممکن کر دکھانے کا تھا. چنانچہ انچوں کے حساب سے رینگتا ہوا وہ آخر کار چوٹی کے قریب پہنچ گیا. اور پھر اس نے اپنا ایک ہاتھ چٹان پر ڈال دیا. اس کا بازو تیزی سے ادھر ادھر ہل کر کسی آسرے کو تلاش کر رہا تھا. دوسرے لمحے کیپٹن حمید کے حلق سے تیز چیخ نکل گئی. کیونکہ کرنل فریدی کا جسم تیزی سے لہرایا. جیسے وہ نیچے گر رہا ہو. مگر پھر کیپٹن حمید کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں. جب اس نے کرنل فریدی کے جسم کو یوں اوپر چٹان پر غائب ہوتے دیکھا. جیسے وہ چھلانگ لگا کر اوپر چڑھ گیا ہو.

اور ابھی کیپٹن حمید اطمینان کا طویل سانس بھی نہ لے سکا تھا. کہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر نمبر سکس دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا.

" حمید صاحب ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک بڑا سا غبارہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچا ہے —— اور چوٹی پر اتر گیا ہے. وہ تھوڑی دیر اس غار کے ساتھ لٹکتا رہا ہے. اور پھر اوپر چڑھ کر چوٹی پر اتر گیا ہے اس میں ایک آدمی موجود تھا. جو میرے خیال میں عمران تھا " —— نمبر سکس نے تیز لہجے میں کہا.

" غبارہ —— اوہ تو وہ شیطان اس طرح آسانی سے چوٹی پر پہنچ گیا " کیپٹن حمید نے غصے سے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر دوڑتا ہوا پہاڑی کے دوسرے رخ کی طرف بڑھنے لگا. جدھر سے نمبر سکس نے غبارے کی آمد کا بتایا تھا لیکن اس طرف سے تو پہاڑی کی وجہ سے وہ غبارے کو نہ دیکھ سکا تھا.

کرنل فریدی آخری لمحات میں زندگی اور موت کی جدوجہد میں مصروف تھا۔ اس نے ایک چھوٹی سی ابھری ہوئی چٹان پر بڑی مشکل سے اپنا ایک پیر جمایا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ چٹان کے اوپر کسی ایسی چیز کو تلاش کر رہے تھے۔ جسے پکڑ کر وہ اپنے جسم کو گھسیٹ کر چٹان پر لے جا سکتا۔ ——— لیکن چٹان کی یہ سطح بالکل سپاٹ نظر آ رہی تھی ——— اور کرنل فریدی کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ اگر چند لمحے مزید کوئی چیز سہارے کے لئے اسے نہ ملی تو پھر اسے نیچے گرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہ بچا سکے گی اور ایک ایک لمحہ گذرنے کے ساتھ ساتھ موت اس کے قریب آتی جا رہی تھی۔ جس لگر پر وہ پیر جمائے کھڑا تھا۔ وہ لگر اب کھسک رہی تھی۔ کہ اچانک اسے بازو پر کسی چیز کی سخت گرفت محسوس ہوئی اور دوسرے لمحے وہ یوں فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ جیسے کسی نے اسے اوپر ایک جھٹکے سے کھینچ لیا ہو ——— اور پھر وہ پہاڑی کی چوٹی پر صاف چٹان پر بیٹھا ہوا تھا۔

"ارے کرنل فریدی آپ"! ——— سامنے کھڑے عمران کی حیرت

بھری آواز سنائی دی اور کرنل فریدی کا ذہن اس اچانک جھٹکے کی وجہ سے جس نے اسے صریحاً موت سے بچا لیا تھا؛ سن ہو گیا تھا۔ یکلخت بیدار ہو گیا اس کے سامنے عمران موجود تھا اور ساتھ ہی پہاڑی کی مسطح چوٹی پر ایک بڑا سا غبارہ بھی موجود تھا۔ وہ یوں حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اس کے سامنے عمران کھڑا ہے۔

"عمران تم"——— کرنل فریدی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں ——— مجھے تو یقین نہ آ رہا تھا کہ چٹان پر تیزی سے پھسلتا ہوا ہاتھ واقعی کسی انسان کا ہے بھلا انسان اس چوٹی پر کیسے اس انداز میں پہنچ سکتا تھا۔ ——— اس لئے میں نے سوچا کہ چلو کوئی بھوت ہی ہو گا۔ آج بھوت کی زیارت ہی کر لیں۔ مگر یہ تو آپ نکلے"! عمران نے کہا۔

"اوہ ——— تم نے میری زندگی بچائی ہے۔ عمران تمہارا شکریہ"! کرنل فریدی نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"خدا کی پناہ آپ بغیر رسیوں کے اس پہاڑی پر چڑھ آئے ہیں حیرت انگیز ——— خدا کی قسم آپ انسان نہیں ہیں"! عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں ادھر سے چڑھا ہوں ——— رسیاں تو تھیں۔ مگر عین آخری حصے پر پہنچتے ہی گولڈن ایگل نے حملہ کر دیا۔ نیچے سے کیپٹن حمید نے فائرنگ کر دی جس سے وہ پرندہ تو ختم نہ ہوا۔ البتہ رسیاں کٹ گئیں اور میں ہاتھ کے سہارے چٹان پکڑ کر لٹکا رہ گیا۔ پھر میں نے پستول سے فائر کر کے اس گولڈن

ایگل کو ہلاک کر دیا۔ مگر تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ تمہارا یہ غبارے والا منصوبہ واقعی بہترین ہے۔ ——— کاش مجھے اس کا خیال آجاتا"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"اچھا تو وہ دھماکہ آپ کے پستول سے ہوا تھا۔ مجھے آواز تو آئی تھی لیکن دکھائی کچھ نہیں دیا تھا۔ ——— مگر آپ یہاں تشریف کیوں لے گئے ہیں۔ آپ تو شاید میرا انتظار میرے گھر میں کر رہے تھے"۔

عمران نے کہا۔

"میں واقعی وہیں تھا۔ لیکن تمہاری اور ٹائیگر کی ٹرانسمیٹر پر گفتگو سن کر مجھے یہاں آنا پڑا"۔

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اوہ آئی سی ——— تو یہ مسئلہ تھا" سکی وے" میں بھی آپ نے یہی ٹرانسمیٹر کال سن کر ہی حملہ کیا ہوگا"۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں لیکن اب مسئلہ ہے اس ہیرے کا۔ کیا تم نے وہ حاصل کر لیا ہے"۔ ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"ہیرا کیسا ہیرا ——— کمال ہے آپ ہیرے کے شوق میں یہ کوہ پیمائی فرما رہے تھے۔ ارے جناب کمال ہے۔ آپ حکم کرتے میں آپ کو وہیں نیچے ہی کئی ہیرے خرید کر بھجوا دیتا"۔

عمران نے کہا

"دیکھو عمران یہ ٹھیک ہے کہ تم نے میری جان بچائی ہے۔ لیکن تم جانتے ہو کہ میں پیچھے ہٹنے والا نہیں ہوں۔ میں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ہیرا

بہرحال میں ہی لے جاؤں گا ——— کرنل فریدی کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"تو پھر حاصل کر لیجئے ہیرا۔ میں نے آپ کو روکا تو نہیں۔ ابھی تو آپ چوٹی پر پہنچے ہیں۔ بسم اللہ کیجئے غار نزدیک ہی ہے"۔

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سنو عمران تم مجھے چکر نہیں دے سکتے۔ میں جانتا ہوں تم نے غبارے کی مدد سے ہیرا پہلے غار سے حاصل کیا ہوگا۔ پھر چوٹی پر آگئے ہوگے" کرنل فریدی نے کہا۔

"اگر میں ہیرا حاصل کر لیتا تو پھر مجھے چوٹی پر آنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں وہاں سے ہی واپس جا سکتا تھا"۔

عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کی وجہ بھی میں نے دیکھ لی ہے۔ تمہارے غبارے میں ایک کریک مجھے نظر آرہا ہے۔ جو شاید غار کے قریب جھولا کرنے کی وجہ سے چٹان کی رگڑ سے پڑا ہوگا۔ جس کی مرمت کے لئے تم یہاں آگئے ہوگے۔

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اوہ آپ کی نظریں پہلے ہی اتنی تیز ہیں یا پھر یہ بلندی کا اثر ہے"۔

عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سنو وہ ہیرا مجھے دے دو۔ ورنہ تم یہاں سے زندہ واپس نہ جا سکو گے"۔ ——— کرنل فریدی کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

"یہ آپ نے مانگنا کب سے شروع کر دیا ہے۔ مانگنے کی عادت اچھی نہیں ہوتی کرنل فریدی"۔ ——— عمران نے زہر خند لہجے میں کہا۔ اور کرنل فریدی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی ہو

اس نے اپنے جسم کو سمیٹا اور دوسرے لمحے وہ اڑتا ہوا عمران پر جا گرا۔ عمران نے انتہائی تیزی سے پہلو بچا کر اپنے آپ کو کرنل فریدی کے حملے سے بچانے کی کوشش کی لیکن حملہ آور کرنل فریدی تھا۔ اس نے تیزی سے راستے میں ہی اپنا رخ بدل لیا۔ اور دوسرے لمحے وہ پوری قوت سے عمران سے ٹکرایا اور وہ دونوں چٹان پر گر گئے۔ لیکن نیچے گرتے ہی عمران نے انتہائی تیزی سے کروٹ بدلی اور کرنل فریدی اچھل کر ایک سائیڈ پر جا گرا۔ مگر پھر اس سے پہلے کہ عمران اٹھتا، کرنل فریدی نے دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے اٹھیں اور عمران کی گردن میں قینچی ڈال دی۔ اور اس نے ساتھ ہی چٹان پر کروٹیں لینی شروع کر دیں۔ وہ شاید عمران کی گردن پر مکمل دباؤ ڈال کر اسے بے ہوش کر دینا چاہتا تھا۔ —— لیکن کرنل فریدی دو تین کروٹیں لینے میں ہی کامیاب ہو سکا۔ کیونکہ عمران کی دونوں ٹانگیں تیزی سے فضا میں بلند ہوئیں اور کرنل فریدی کی پشت پر اتنی قوت سے پڑیں کہ کرنل فریدی کی گرفت ختم ہو گئی اور پھر وہ دونوں ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ہزاروں فٹ کی بلندی پر دو خوفناک انسان ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایک دوسرے کو تول رہے تھے۔

"ہیرا میرے حوالے کر دو ورنہ"

کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی اب تک میں نے تمہارا بہت لحاظ کیا ہے۔ لیکن اگر تم مرنے پر تل گئے ہو تو ٹھیک ہے"

عمران نے پھنکارتے ہوئے جواب دیا —— اور پھر وہ دونوں ہی

بیک وقت ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور جیسے دو پہاڑ آپس میں ٹکرا گئے ہوں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دھکیل کر چٹان کے کونے تک لے جانے کی کوشش کرتے رہے۔ کبھی فریدی عمران کو کونے تک لے جانے میں کامیاب ہو جاتا اور کبھی عمران —— دونوں برابر کی ٹکر کے تھے اور ان میں سے کوئی بھی ہار ماننے پر تیار نہ تھا۔ نیچے سینکڑوں فٹ کا نشیب، پہاڑی چٹانیں اور خوفناک سمندر —— موت کی اس بھیانک جنگ کو خاموشی سے دیکھ رہے تھے

اور پھر اچانک عمران نیچے بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ٹانگوں کی مدد سے کرنل فریدی کو اچھالنے کی کوشش کی۔ —— کرنل فریدی کے قدم ایک لمحے کے لئے زمین سے اکھڑے لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس نے تیزی سے اپنے جسم کا زاویہ بدلا اور اس بار اس نے عمران کو ہزاروں فٹ گہرائی میں دھکیلنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور وہ دونوں ہی لڑھکتے ہوئے ایک بار پھر چوٹی کے درمیان آ گرے

"ارے ہیرا" —— اچانک عمران کی آواز سنائی دی اور اسی لمحے کرنل فریدی کی نظر بھی اس ہیرے پر پڑ گئی جو کنارے کے نزدیک اس مسطح چٹان پر پڑا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ الٹ پھیر میں عمران کی جیب سے نکل کر چٹان پر جا گرا تھا —— ڈائمنڈ آف ڈیتھ چٹان پر پڑا جگمگا رہا تھا۔

ہیرے کو دیکھتے ہی وہ دونوں ایک دوسرے کو چھوڑ کر اس کی طرف لپکے۔ کرنل فریدی کو پہلا موقع ملا اور اس نے عمران سے پہلے ہیرے کو جھپٹنے

سکے لیے چھلانگ لگائی۔ مگر عمران بھلا کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔ اس نے اچھلتے ہوئے کرنل فریدی کی ٹانگ پکڑ کر زور سے پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ مگر کرنل فریدی کا ہاتھ اس ہیرے پر پڑ چکا تھا۔ مگر جسم کو پیچھے کی طرف جھٹکا لگنے سے اس کی انگلیاں ہیرے کو گرفت میں نہ لے سکیں اور ہیرا ہلکی سی ضرب لگنے کی وجہ سے آگے کنارے کی طرف لڑھکتا چلا گیا۔ ——— عمران نے اس پر چھلانگ لگانے کی کوشش کی۔ لیکن ہیرا اس وقت کنارے پر پہنچ چکا تھا۔ اور پھر عمران کا ہاتھ تیزی سے ہیرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لیکن چٹان کی چکنی سطح کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور ہیرے کے ساتھ ہی اس کا جسم تیزی سے کنارے کی طرف پھسلتا چلا گیا۔ ہیرا کنارے سے نکل ہوا میں لہراتا ہوا نیچے سمندر کی طرف گرتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم بھی تیزی سے پھسلتا ہوا کنارے سے باہر نکلا اور عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ کیونکہ دنیا کی کوئی طاقت اسے موت سے نہ بچا سکتی تھی

ہیرے کے ساتھ ہی وہ بھی ہزاروں فٹ کی بلندی سے نیچے گر کر سمندر کے اندر پھیلی ہوئی چٹانوں پر گر رہا تھا۔ مگر اس کے پیر چٹان کے آخری کنارے پر تھے کہ اچانک اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور خلا میں موجود اس کا جسم ایک جھٹکے سے دوہرا ہو کر چوٹی کی چٹانوں سے ٹکرایا۔ عمران نے ہاتھ آگے کر کے بڑی مشکل سے اپنا چہرہ بچایا۔ اب وہ الٹا لٹک رہا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ پیچھے کی طرف کھنچتا چلا گیا۔

کرنل فریدی نے اپنی جان پر کھیل کر آخری لمحے میں اس کی ٹانگ پکڑ لی تھی۔ اس طرح وہ خود بھی اس چٹان سے پھسل کر عمران کے ساتھ نیچے گر سکتا تھا لیکن کرنل فریدی اس طرح عمران کو موت کے منہ میں جاتے نہ دیکھ

سکتا تھا اس لیے اس نے یہ خطرہ مول لے لیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اس نے عمران کو واپس زندگی کی سرحد میں گھسیٹ ہی لیا۔ عمران واپس چٹان پر پہنچ چکا تھا۔

کرنل فریدی بھی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"شکریہ کرنل! ——— آپ واقعی بے حد ہمدرد اور رحمدل انسان ہیں مگر وہ ڈائمنڈ آف ڈیتھ کی تو ڈیتھ ہو گئی" ——— عمران نے مسکرا کر چٹان سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— وہ تو گیا ہمیشہ کے لئے ——— حضرت نوح کا ہیرا تھا اسے پانی میں ہی جانا تھا" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب کیا خیال ہے ——— غبارے کو ٹھیک کر لیں تاکہ نیچے جانے کا پروگرام بنایا جا سکے ——— سردی کی وجہ سے تو میری قلفی جمنے والی ہے" ——— عمران نے غبارے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اب نیچے جانے کی یہی ایک صورت ہے" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی غبارے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ختم شد

KHAN
Deals in: Books, Stationery
& Novels
S No. F-898/4 Nishtar Road Bhabra Bazar
Rawalpindi.
Proprietors : WALI KHAN / ALI KHAN